سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی مجددی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، تاڑبن، X روڈ، حیدرآباد، الہند

www.ziaislamic.com

zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب : سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف : مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : رمضان المبارک 1428ھ، م نومبر 2007ء

تعدادِ اشاعت : پندرہ ہزار (15000)

طبع دوم : ربیع الاول 1434ھ، م فبروری 2013ء

تعدادِ اشاعت : تین ہزار (3000)

طبع سوم : جمادی الاولی 1435ھ، م مارچ 2014ء

تعدادِ اشاعت : تین ہزار (3000)

طبع چہارم : ذوالقعدہ 1435ھ، م سپٹمبر 2014ء

تعدادِ اشاعت : پانچ ہزار (5000)

طبع پنجم : رجب المرجب 1436ھ، م مئی 2015ء

تعدادِ اشاعت : چار ہزار (4000)

قیمت : -/300 روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، تاڑبن، X روڈ، حیدرآباد، الہند

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، تاڑبن، X روڈ، حیدرآباد

فون نمبر: 040-24469996-64534568

...... ملنے کے پتے ......

جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد
شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن حیدرآباد	دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد	ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات	برانچ AHIRC جامع مسجد کیمپ، پونا

فہرست

عنوانات — **صفحہ نمبر**

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

مفکر اسلام زین الفقہاء حضرت علامہ مولانا **مفتی خلیل احمد** دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ وسرپرست اعلیٰ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ وآلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین اجمعین ۔امابعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر فعل ہر قول اور ہر ادا کی حفاظت فرمائی ،تمام امتوں میں امت محمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہر چیز کو محفوظ رکھنے کا طریقہ اختیار کیا اور وہ پورے طور پر محفوظ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک محفوظ رہی گی ۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی فارسی اور اردو زبان میں کئی کتابیں لکھی گئیں ہیں ،اوراب بھی اس کا سلسلہ جاری ہے اور تا صبح قیامت جاری رہیگا ،اس کا ایک سبب یہ ہے کہ ہر لکھنے والے کے سامنے یہ بات رہی آپ کی سیرت طیبہ کے اصول اور برکات موجودہ زمانے کے تقاضوں کو کس طرح پورے کرتے ہیں اس کو ثابت کیا جائے دوسرے یہ کہ ہر مصنف سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں میں بعض کو اپنے ذوق سے منتخب کرلیتا

ہے، عزیز محترم مولوی سید ضیاء الدین صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب لکھی ہے وہ نہایت ہی جامع اور مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ مستشرقین کے اعتراضات کے سنجیدہ جوابات پر مشتمل ہے، اس کو مولف نے تیس اسباق پر تقسیم کیا ہے، دینی مدارس میں تعلیم پانے والے طلبہ ہوں یا دیگر مدارس میں' اُن کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے ۔جامعہ نظامیہ، اورعثمانیہ یونیوسٹی ودیگر مدارس میں شامل نصاب کی گئی ہے

اس کے ذریعہ سے طلبہ کو سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو سمجھنے اور یاد رکھنے میں آسانی ہوتی ہے ونیز دیگر قارئین بھی اس کے مطالعہ سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔

اسلوب سہل اور سنجیدہ ہے جس کی وجہ سے استاذ کو سمجھانے میں اور طالب علم کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ، اس طرح سے اختصار کے ساتھ سیرت طیبہ کا حاطہ کیا گیا ہے، پڑھنے والے کو ضروی اور اہم باتیں معلوم ہوجاتی ہیں، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے ۔آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

مفتی خلیل احمد

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اعظم الفقہاء حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد عظیم الدین** نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ

مفتی جامعہ نظامیہ و میر مجلس اشاعت العلوم، حیدرآباد، دکن

الحمد للّٰہ الذی خلق الخلق و بعث فیھم سید الخلق والصلوٰۃ والسلام علی حبیب الحق و علی الہٖ و صحبہ الذین فازوا بالشمائل والخلق۔ اما بعد

''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' بطرزِ اسباق مصنفۂ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کو میں نے دیکھا، ماشاء اللہ! بڑی اچھی اور عمدہ کوشش ہے، زبان و بیان سلیس شستہ اور شگفتہ ہے، نیز مواد قرآن مجید' صحاح ستہ اور دیگر معتبر کتب حدیث و سیرت پر مبنی ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے جہاں بڑی عمر کے اصحاب استفادہ کر سکتے ہیں وہیں طلبہ و طالبات کیلئے ایک بہترین نصابی کتاب ہے۔ مولیٰ تعالی مصنف اور ناشر کے مقصد تصنیف کو عام و تام کرے اور شرف قبول دوام عطا فرمائے!

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰس والحمد للہ رب العالمین۔

(مفتی محمد عظیم الدین)

صدر مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد

المرقوم: ۱۲ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

تقریظ

عمدۃ المحدثین حضرت علامہ مولانا **محمد خواجہ شریف** دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ ومؤسس المعهد الدینی العربی

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ والتابعین لھم باحسان الی یوم الدین اجمعین .امابعد!

کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان افروز کتاب ہے، محبت کے قلم سے لکھی گئی ہے، مؤلف کتاب مولانا سید ضیاء الدین صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ علماء کرام میں معروف شخصیت کے حامل ہیں، آپ علوم دینیہ کی تدریس کے مسند نشین بھی ہیں اور محقق ومؤلف بھی ہیں، آپ کی تالیفات میں مضمون کی گہرائی بھی ہے گیرائی بھی ہے۔آپ کی یہ تالیف منیف' سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی کتابوں میں شاہکار کتاب ہے، از اول تا آخر اس میں مضمون کی پاکیزگی، معانی کی بلندی، اسلوب کی دلنشینی ،قلم کی روانی اور عشق ومحبت کی کیفیت نمایاں ہے، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے، ہر سانس اور پلک کی ہر چھپک میں اس کی ضرورت ہے۔ سیرت بیانی وسیرت نگاری فرض کفایہ ہے اور سیرت پر عمل آوری فرض عین ہے۔

کسقدر سعادت ہے ان کے لئے جن کا وظیفہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو تحریر کرنا ہے۔

اسی لئے ہر زمان و ہر زبان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مطول و مختصر کتابیں بکثرت لکھی گئی ہیں۔ ہر زمانہ کے مقتضٰی کے مطابق ہر فاضل مؤلف کا مطلب واسلوب مختلف ہوتا ہے۔

چنانچہ اردو زبان میں بھی سیرت نگار علماء اعلام کی اعلیٰ نگارشات علمی اور ادبی ہر اعتبار سے کسی سے کم نہیں ہیں، مگر زمانۂ حال کا تقاضہ ہے کہ ہر بات اور ہر نگارش مدلل ہو۔ اور اپنے ماخذ ومصدر کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالی نے مولانا سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ اکرمہ اللہ کا ایسے ہی علماء میں انتخاب فرمایا ہے، آپ کی یہ تالیف مستطاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عنوان ومضمون میں ہر اعتبار سے ممتاز ہے اور سیرت کے ہر پہلو اور اس کے جملہ واقعات پر شامل ہے، مرد وعورت' بڑے چھوٹے، معلم ومتعلم ہر ایک کے لئے یکساں مفید ہے۔

اس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مضامین اور تمام واقعات کی ترتیب اسباق کی شکل میں دی گئی ہے اور ہر سبق کے ختم پر سوالات دئے گئے ہیں، یہ مقبول کتاب ہے، اس کی نوعیت درسی بھی ہے اور اضافی بھی، ہر آئینہ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے مفید ہے، خصوصًا اہل مدارس اور طلبہ کے لئے عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالی فاضل مؤلف کو جزاء خیر دے اور کتاب کے نفع کو دوام سرمدی عطا فرمائے!۔ وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

محمد خواجہ شریف

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

16/ رجب المرجب، 1436ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کلام ہے جو مصحف شریف میں مکتوب اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب فرقان اور ناطق قرآن ہیں، قرآن کریم متن ہے تو سیرت مبارکہ اس کی شرح ہے قرآن کریم علوم کا خزینہ ہے تو سیرت مبارکہ اس کا عملی نمونہ ہے، قرآن کریم قال ہے تو سیرت طیبہ حال ہے، قرآن کریم ایک زندہ معجزہ ہے تو سیرت طیبہ ایک تابندہ معجزہ ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ وحیاتِ مقدسہ انسانیت کی تمام قلبی بیماریوں کا علاج اور نوع انسانی کے امراض وعلل کا مداوا ہے۔

اس اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بیان کی، آپ کے ارشادات وفرمودات، عادات واطوار کا تذکرہ کیا، مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی، سفر ہو یا حضر، جنگ ہو یا امن، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معمولات شریفہ وخصائل مبارکہ ذکر کئے اور آپ کے سراپائے اقدس کی تفصیل بیان کی، تابعین نے صحابہ سے اخذ کیا، اُن سے اُن کے بعد والے حضرات نے حاصل کیا، پھر یہ بیان ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر گیا، علماء امت نے سیرت پر بہت سی مختصر ومفصل کتابیں لکھی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے سیرت طیبہ کے اہم موضع پر

1428ھ م 2007ء انتہائی پُر مغز وجامع کتاب تالیف فرمائی جوعوام وخواص ہر ایک کے لئے قیمتی معلومات کا ذخیرہ اوراسکولس وکالجس اور مدارس وجامعات کے طلبہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی، جس میں حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اختصار وجامعیت کے ساتھ آسان، عام فہم اور دلنشین انداز میں سیرت طیبہ کے واقعات سنہ واری ترتیب سے تحریر فرمائے، دشمنان دین اسلام اور پیغمبر اسلام پر جو رکیک حملے کرتے ہیں اُس کے تشفی بخش جوابات دئے ہیں۔ و نیز واقعات کے ضمن میں نصیحت آموز نکات قلمبند کئے اوراس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ سیرت طیبہ کے تمام گوشوں کو حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مستشرقین کے اعتراضات کے سنجیدہ جوابات دیئے گئے۔ بحمدہ تعالی یہ کتاب سینکڑوں عصری اسکولوں وکالجوں میں اور دینی مدارس وجامعات میں داخل نصاب کی جا چکی ہے۔

جامعہ نظامیہ، کلیۃ البنات جامعہ نظامیہ اور عثمانیہ یونیورسٹی کے تحت اورنٹل کالجس کے نصاب میں یہ کتاب داخل کردی گئی ہے، اب تک ہزار ہا نسخے شائع ہو چکے شائقین نے ہاتھوں ہاتھ اس کو حاصل کرلیا اس کے نسخے ختم ہو چکے، مختلف گوشوں سے کتاب طلب کی جارہی تھی۔

الحمد للہ جمادی الاولی 1435ھ م مارچ 2014ء میں تیسری مرتبہ اشاعت عمل میں آئی، اوراسکے چند ہی ماہ بعد یہ کتاب چوتھی مرتبہ اشاعت پذیر ہو ئی۔ اوراب پانچویں مرتبہ شائع ہورہی ہے، اس طباعت کے موقع پر مزید دو اسباق کا اضافہ کیا گیا اس طرح اب یہ ایک مقدمہ اور تیس مرکزی اسباق پر مشتمل ہے، مدرسین حضرات صفحات کی مناسبت سے طلبہ کی استعداد کا لحاظ کرتے ہوئے ہر سبق کو

4 تا6 حصوں میں تقسیم کرلیں، ہر سبق کے اخیر میں سوالات درج کئے گئے ہیں تا کہ پڑھے ہوئے سبق کوطلبہ اچھی طرح ذہن نشین کرسکیں ونیز تحریری مشق بھی ہوتی رہے۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اصحاب ذوق کا پیہم اصرار تھا کہ اس کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جائے بحمدہ تعالیٰ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے دارالترجمہ سے اس کا انگریزی و ہندی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے، انشاءاللہ انگریزی و ہندی ایڈیشن عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام آئے گا۔

جدہ میں مقیم وہ حیدرآبادی مخلص و مخیّر حضرات جنھوں نے اپنا نام مخفی رکھتے ہوئے اس اشاعت میں خصوصی تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے ان کو اور ان کے اہل خانہ کو آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھے، رزق وروزی میں برکت عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق نصیب فرمائے۔

اللہ تعالی مؤلف کتاب دامت برکاتہم القدسیہ کے سایۂ عاطفت کو ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے اور انہیں صحت وعافیت کے ساتھ سلامت باکرامت رکھے ، اس کتاب کے افادہ کو مزید عام فرمائے اور ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے تمام شعبہ جات کے ذمہ داران وارکان ، اور عامۃ المسلمین کو دنیا وآخرت کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے اور ادارہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین.**

شعبۂ نشر واشاعت

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد

﴿......سیرت پاک کے مطالعہ کے آداب......﴾

سیرت کی کتاب میں نبیوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی تفصیلات ہوتی ہیں آپ کے مبارک احوال، پاکیزہ شمائل اور باعظمت لیل ونہار کا دلنشین تذکرہ ہوتا ہے، اس لئے اس کتاب کو قصہ کہانی کی طرح یا ناول کی طرح نہیں پڑھنا چاہئے، نہ اسے محض تاریخی حیثیت سے دیکھنا چاہئے، سیرت کو پڑھتے وقت غفلت و بے توجہی نہ برتیں، بلکہ نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ سیرت کا مطالعہ کریں، پاک وصاف حالت میں عظمت وتقدس دل میں جمائے ہوئے ایک ایک سطر کو غور سے پڑھیں اس قدر ایمانی جذبہ اور اسلامی جوش ہونا چاہئے کہ جیسے جیسے سیرت کے واقعات معلوم ہورہے ہوں ویسے ویسے اس جذبۂ ایمانی اور جوش مسلمانی میں اضافہ ہوتا رہے، ذہن وخیال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب جائے، سیرت کے ایک ایک جملے کو اپنے لئے نیکیوں کا ذریعہ اور برکتوں کا وسیلہ مانے کیونکہ یہ اس رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر عظمت وبزرگیاں عطاء کیں، یہ اُس والا قدر ذات اقدس کا ذکر جمیل ہے جو حبیب خدا ہیں جن کے دربار کا ادب قرآن کریم نے سکھایا ہے۔

جب تک یکسوئی اور توجہ سے پڑھا جاسکے پڑھیں اور جب ذہن بٹنے لگے تو پڑھنا روک دیں اور کتاب کو احترام والے مقام پر رکھ دیں۔ مناسب ہوگا کہ سیرت طیبہ کے مطالعہ کیلئے کوئی وقت مقرر کرلیا جائے تاکہ سلسلہ وار پڑھ کر اور گھر والوں کو سنا کر فیوض وبرکات حاصل کریں اور اپنی عملی زندگی سنوار سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان اجمعین الی یوم الدین .

……مقدمہ……

اللہ تعالیٰ کا روزِ اول سے یہ قانون رہا ہے کہ جب کبھی گمراہی عام ہوئی، جہالت پھیل گئی، کمزوروں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے اور لوگ کفر وشرک کے دلدل میں پھنس گئے تو انہیں راہ حق پر لانے کے لئے اور عدل وانصاف کی خوشبو سے عالم کو مہکانے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر دور میں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کو بھیجتا رہا، وہ مبارک ہستیاں پیغام حق کو بندگانِ خدا تک پہنچاتی رہیں یہاں تک کہ اخیر میں ہمارے آقا ومولا نبیوں کے سردار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین وخاتم النبیین بنا کر ساری کائنات کے لئے بھیجا۔ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں۔ آپ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت کا اعلان فرمایا جبکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے جیسا کہ جامع ترمذی میں حدیث پاک موجود ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اُس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ۔

(جامع ترمذی ،ابواب المناقب ، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: 3968)

خوش نصیب لوگ اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئے اور جو لوگ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے اُنہوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت وصداقت، دیانت وشرافت، بزرگی و کرامت کا اعتراف کیا، آپ کے جملہ محاسن وکمالات اور فضائل ومکارم اخلاق کا اقرار کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام فضائل وکمالات کا جامع اور عیوب ونقائص سے پاک پیدا فرمایا، اسی لیے آپ کا نام مبارک ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اور اس کو اپنے نام مبارک کے ساتھ کلمہ طیبہ میں شامل کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ وسیرت مبارکہ کا ایک ایک پہلو عظمت توحید وحقانیتِ اسلام کی گواہی دیتا ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ وسیرت طیبہ کی قسم یاد فرمائی ہے:

لَعَمْرُکَ. ترجمہ: اے حبیب آپ کی مبارک زندگی کی قسم۔

(سورۃالحجر، آیت:72)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی کو بطورِ دلیل بیان فرمایا: **فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ.** ترجمہ: بیشک میں اس اعلان حق سے پہلے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

(سورۃ یونس، آیت:16)

سیرت پاک کی تعریف:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے وصالِ اقدس تک تمام گوشوں کا ذکر اور آپ کی ذات مقدس وصفات عالیہ، عبادات ومعاملات، فضائل ومعجزات، احوال وارشادات وغیرہ کا جامع بیان سیرت کہلاتا ہے۔

سیرت پاک کی اہمیت وضرورت:......

دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے واقف ہونا ہر فرد کے لئے ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری انسانیت کے لئے کامل نمونہ بنایا اور زندگی کے ہر مرحلہ میں کامیابی کے لئے آپ کی سیرت طیبہ کو مشعلِ راہ بتلایا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. ترجمہ: جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بالیقیں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(سورۃ النساء،آیت:80)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو شریعت بنادیا کیونکہ آپ پاکیزہ چیزوں کو حلال فرماتے اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، ارشادِ الٰہی ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۔ترجمہ: اور وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پاک چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام۔

(سورۃ الاعراف،آیت:157)

نیز فرمان خداوندی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. ترجمہ: بالیقیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(سورۃ الاحزاب،آیت : 21)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کرنے والے ابدی سعادتوں کے مستحق اور رب العالمین کی بارگاہ میں محبوب ہیں۔

سبق نمبر:1

ولادت باسعادت سے پہلے کے حالات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے ہر طرف کفر وشرک کے گھٹا ٹوپ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، تاریکی وظلمت کی چادر پھیلی ہوئی تھی، جہالت ہر طرف عام ہو چکی تھی، ظلم وزیادتی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی، قتل وغارت گری اپنے عروج پر تھی، فساد وخونریزی کا بازار گرم تھا، جہالت کی حد یہ تھی کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا اور پیدا ہوتے ہی اُسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

معاشرہ میں سودخواری وجوابازی، عیاشی وشراب نوشی، فحاشی اور حرام کاری عام تھی، اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ بتوں کی پرستش کی جاتی، بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ کعبۃ اللہ شریف کا برہنہ طواف کیا جاتا، ذراسی بات پر لوگ جنگ وجدال پر اُتر آتے اور صدیوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا، غرض ساری مذموم ورذیل عادتیں اپنائی جا چکی تھیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو شانِ رسالت کے ساتھ ساری مخلوق کے لئے ہادی ورہبر بنا کر سرزمین حجاز میں جلوہ گر فرمایا؛ تاکہ آپ اُنہیں کفر وشرک کی ظلمتوں سے نکال کر ایمان واسلام کے نور سے روشن کریں، ذلت ورسوائی کے دلدل سے نکال کر عزت واکرام کی بلندیوں پر پہنچائیں، جہالت کی تاریکیوں کو مٹا کر علم کا اُجالا پھیلائیں اور سارے عالم کو ہدایت ومعرفت کے نور سے منور کریں؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الٓرٰ ، كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ .

ترجمہ: الف، لام، را، یہ عظمت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف اُتارا؛ تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کے) نور کی طرف لائیں، ان

کے پروردگار کے حکم سے اس کی راہ کی طرف، جو غلبہ والا سب خوبیوں والا ہے۔

(سورۂ ابراھیم، آیت :1)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کا بیان:......

آپ انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے اخیر میں تشریف لائے جب کہ آپ کے نور مبارک کی تخلیق ساری کائنات سے پہلے ہو چکی تھی جیسا کہ ارشاد پاک ہے:

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ. ترجمہ: سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور ہے۔

(تفسیر روح البیان ، سورة البقرة :255۔سورة المائدة :16۔سورة الانعام :162۔ سورة القلم : 1۔تفسیر نیشاپوری ، سورة الانعام :151/ سورة الاحزاب :21۔ کتاب الموقف ، المقصد الاول ، ج :2، ص686۔ مرقاة المفاتیح ، کتاب الایمان ، باب الایمان بالقدر ،سیرت حلبیه، ج :1، ص :318۔مدارج النبوة۔ ج:2، ص:2)

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس حدیث شریف کو حدیث صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ مدارج النبوۃ میں ہے: چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ اول ما خلق اللہ نوری۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں چاہتا تھا سیر کرتا رہا، اس وقت لوح تھی نہ قلم، جنت نہ دوزخ، آسمان نہ زمین، چاند نہ سورج اور جن نہ انس۔

(مصنف عبد الرزاق – الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف–کتاب

الایمان ، باب فی تخلیق نور محمد صلی الله علیه وسلم ، ص: 63/51، حدیث نمبر:18/1۔مواهب لدنیه، ج:1، ص 89۔ سیرت حلبیه ،ج: 1، ص: 31)

نور سے ان کے بنے لوح وقلم عرش بریں
انجم وشمس وقمر سب میں اُسی سے جان ہے

(مؤلف)

اللہ تعالیٰ اس نور مبارک پر طرح طرح کی سرفرازیاں فرماتا رہا، جب وہ نورِ مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارک میں رہا تو آپ کو مسجودِ ملائکہ بنادیا، اس طرح یہ نور حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام میں جلوہ گر ہوکر سب کو مشرف فرماتا رہا اور پاک پشتوں اور پاکیزہ ارحام کے ذریعہ بنو ہاشم سے ہوکر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی روشن جبین پر چمکا۔

جن کے رخِ انور کے وسیلے سے بارانِ رحمت طلب کیجاتی ہے:......

عرب جب قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتے، نورِ مبارک کی برکت سے باران رحمت کا نزول ہوتا اور قحط دور ہوجاتا۔

(مواهب لدنیه ،ج: 1، ص: 155)

صحیح بخاری میں مذکور حضرت ابوطالب کے اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

ترجمہ: وہ حسین وجمیل ہستی کہ جن کے رُخ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا سہارا ہیں۔

(صحیح البخاری ، کتاب الاستسقاء ، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث نمبر:1008)

اصحاب فیل کا واقعہ:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے پہلے ''اَبْرَہَہ'' نامی یمن کا

بادشاہ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی فوج لے کر خانہ کعبہ ڈھانے کے ناپاک ارادے سے مکہ شریف آیا، سارے مکہ والوں کے اونٹ اور مویشی چھین لئے۔ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے، ابرہہ نے جب ایک بلند قامت، رعب دار، نورانی چہرہ اور چمکتی پیشانی والی باعظمت شخصیت کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا، اور حال دریافت کیا تو آپ نے بتایا تیرے لوگ جو ہمارے اونٹ اور بکریاں لے آئے ہیں وہ ہمیں واپس کردے۔

ابرہہ نے کہا: آپ سردارِ قریش ہیں میں نے سمجھا شاید کعبہ کے بارے میں کچھ دریافت کرنے آئے ہوں، آپ نے فرمایا: میں اونٹ، بکریوں کا مالک ہوں، اپنی ملکیت کی چیزیں لینے آیا ہوں اور کعبہ اللہ کا گھر ہے، وہ جس کا گھر ہے وہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو ابرہہ کا ہاتھی جس کا نام ''محمود'' تھا حضورِ اکرم، نورِ مجسم، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کی تجلی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں دیکھ کر سجدہ میں گر گیا۔ حالانکہ وہ ہاتھی کسی کو سجدہ نہیں کرتا تھا، اس کے بعد وہ ہاتھی فصیح زبان میں بولا: ''اے عبدالمطلب! اس نور پر میرا اسلام ہو جس کی تجلی اب بھی آپ کی پشت مبارک میں ہے''۔

(مواهب لدنيه، ج: 1، ص: 162)

آپ اپنے اونٹ لیکر واپس لوٹ گئے اور مکہ والوں سے فرمایا کہ تم بھی اپنے جانور لے کر مکہ کے باہر چلے جاؤ۔ پھر اپنے خاندان کے چند افراد کو لئے ہوئے خانۂ کعبہ میں جا کر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر عجائبِ قدرت کا منظر دیکھنے لگے۔ اُس وقت آپ کی پیشانی سے ایسا نورِ مبارک چمکا کہ جس کی شعاعوں سے خانۂ کعبہ جگمگانے لگا۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا: لوگو! مطمئن ہو جاؤ، اب مدد آ ہی جائے گی، تمہاری حفاظت کا انتظام ہو چکا ہے۔

(مواهب لدنيه، ج: 1، ص: 160)

ادھر ابرہہ لشکر جرار لے کر خانۂ کعبہ کی طرف ناپاک ارادے سے آ رہا تھا کہ اس کا ہاتھی ''محمود'' بیٹھ گیا، لاکھ کوشش کے باوجود اٹھ نہ سکا۔ اچانک عذابِ الٰہی اَبَابِیْل (پرندوں) کی صورت میں ظاہر ہوا، جو اپنی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں رکھتے تھے، ہر ایک سوار کے سر پر ایک کنکری ڈالتے تو وہ کنکری سر سے جسم کے آخری حصہ تک سوراخ کرتی ہوئی جسم کے باہر نکل جاتی جس کے نتیجہ میں کوئی ایک شخص بھی زندہ بچ نہ سکا، سب ہلاک ہو گئے؛ جس کا ذکر سورۂ فیل میں موجود ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ، اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ، وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ، تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ.

(سورة الفیل ، آیت :1تا5)

ترجمہ: اے حبیب! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر وفریب کو تباہ و برباد نہیں کر دیا اور اُس نے اُن پر پرندوں کے ٹکڑیاں بھیج دئے، جو اُن پر کنکر یلے پتھر برساتے تھے، تو اُس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ریزہ ریزہ کر دیا۔

(مواھب لدنیه، ج: 1، ص: 164۔ سبل الھدی والرشاد ،ج: 1، ص: 215)

سوالات

1۔ سیرت کی تعریف و اہمیت بیان کیجئے۔

2۔ ولادت باسعادت سے قبل عرب کے حالات اپنے الفاظ میں تحریر کیجئے۔

3۔ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالی نے بنائی وہ میرا نور ہے۔ اس حدیث کا عربی متن لکھتے ہوئے اس کا حکم بیان کیجئے۔

4۔ ابرہہ کا واقعہ تفصیل سے لکھئے۔

سبق نمبر:2

نسب مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک :......

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے کے لئے بنی آدم کا انتخاب کیا؛ جو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں، پھر بنی آدم سے عرب کا انتخاب کیا؛ جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ عظمت وشرف والے ہیں، پھر عرب میں بنی کنانہ سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا؛ جو کہ سردار قریش ہیں۔

نبی اکرم صلی الله علیه وسلم کا نسب مبارك یه هے :

مُحَمَّدُ بن عَبْدُ اللّٰهُ بن عَبْدُ الْمُطَّلِبُ بن هَاشِمُ بن عَبْدِ مَنَافُ بن قُصَیٌ بن كِلَابُ بن مُرَّةُ بن كَعْبُ بن لُؤَیٌ بن غَالِبُ بن فِهْرُ بن مَالِكُ بن نَضْرُ بن كِنَانَةُ بن خُزَيْمَةُ بن مُدْرِكَةُ بن إِلْيَاسُ بن مُضَرُ بن نِزَارُ بن مَعَدٌ بن عَدْنَانُ۔

(صحیح بخاری، ج : 1، ص: 543، کتاب مناقب الانصار ، باب مبعث النبی صلی الله علیه وسلم)

پھر حضرت عدنان سے پاکباز آباءِ کرام کے واسطہ سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہےاور آپ سے ہوتا ہوا ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

نسب پاک کی طہارت:......

حضور اکرم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں ہر بزرگ کفر و

شرک وغیرہ سے نہ صرف پاک وصاف تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور نہایت اچھی صفات اور بہتر عادات کے مالک تھے، جیسا کہ احادیث شریفہ میں آتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے ظاہر ہوا ہوں؛ ناجائز طریقے سے نہیں۔

(سنن کبریٰ بیھقی، ج: 10۔ ص: 454۔ سیرت حلبیہ، ج:1، ص: 32۔ خصائص کبریٰ، ج:1، ص: 37)

آدم علیہ السلام سے میری پیدائش تک زمانۂ جاہلیت کی کسی چیز نے مجھے نہیں چھوا۔

(جامع الاحادیث، حرف الخاء، حدیث نمبر: 11901۔ جامع کبیر، حرف الخاء، حدیث نمبر:12215۔خصائص کبری، ج:1،ص:65)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ. ترجمہ: اور (اللہ تعالی) سجدہ کرنے والوں میں آپ کے منتقل ہونے کو دیکھ رہا ہے۔

(سورۃ الشعراء،آیت: 219)

اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیک و پاکیزہ حضرات کے ذریعہ پشت در پشت منتقل ہو رہے تھے۔

ابونعیم کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت میں منتقل ہوتے رہے (اُن کے بعد پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ اپنی والدۂ ماجدہ سے تولد ہوئے۔

(دلائل النبوۃ ،ابونُعَیم،ذکر فضیلته صلی الله علیه و سلم بطیب مولده ، و حسبه و نسبه،حدیث نمبر:17)

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک میں تمام آباواجداد سب کے باپ دادا سے افضل ہیں، جیسا کہ معجم اوسط طبرانی میں حدیث شریف ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: میں نے مشرق ومغرب کا ہر حصہ دیکھ لیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی کو نہیں پایا اور کسی خاندان کو بنی ہاشم سے بڑھ کر فضیلت والا نہ پایا۔

(معجم اوسط طبرانی ، باب المیم من اسمه محمد ، حدیث نمبر:6467)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جَدِّ امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے ہیں (1) حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام (2) حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے کا اسم گرامی حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور آپ کا لقب اسرائیل ہے؛ اسی لئے آپ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تک سب انبیاء آپ کی ذریت میں ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسلِ پاک سے ہیں، آپ کی ذُریّت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی نہیں آئے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کے 571 سال بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف لائے۔

والدِ ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کریم کا اسم گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے، آپ اپنے والد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سب سے چہیتے اور پیارے صاحبزادے تھے، آپ کا عقد نکاح چوبیس سال کی عمر مبارک میں حضرت بی بی آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کے ساتھ تکمیل پایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ماہ رجب، شب جمعہ شکم مادر میں منتقل ہوا۔

شکم مادر میں آپ دو مہینے کے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ

عنہ تجارت کیلئے ملک شام روانہ ہوئے اور واپسی کے وقت مدینۂ منورہ میں ایک ماہ کی علالت کے بعد قبیلۂ بنو عدی بن نجار میں وفات پائی اور وہیں ''دارِ نابغہ'' میں آپ کی تدفین مبارک عمل میں آئی، وصال کے وقت آپ کی عمر شریف پچیس برس تھی۔

(سبل الهدى والرشاد، ج: 1، ص:331)

مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں سے میں نے سنا ہے کہ دارِ نابغہ میں کھدوائی کے موقع پر آپ کی قبرِ مبارک برآمد ہوئی، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا جسدِ مبارک جوں کا توں سلامت ہے، کفنِ مبارک بھی متاثر نہیں ہوا، وہاں سے آپ کے جسدِ مبارک کو جنت البقیع میں منتقل کر دیا گیا۔

والدین کریمین کے ایمان کی بحث:......

حضور اکرم سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کو ضلالت اور گمراہی سے بچا کر ہدایت کے نور سے منور کرنے اور لوگوں کو جنت کا مستحق بنانے کے لئے تشریف لائے ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ جن کے فرمان ماننے والے جنتی بن جائیں اور اُسی ذات پاک کے والدین کریمین -نَعُوذُ بِاللّٰه- اس نعمت سے بہرور نہ ہوں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں علماء کرام ومحدثین عظام تین باتیں بیان فرماتے ہیں:

1) ان کا زمانہ فترت (قبل اعلان نبوت) کا زمانہ ہے، اوراس میں ان سے کبھی کفر وشرک سرزد نہیں ہوا۔

2) وہ پہلے سے ہی مومن وموحد تھے، کبھی انکا ایمان داغدار نہیں ہوا۔

3) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ معجزہ زندہ کرکے انہیں کلمہ پڑھایا۔

والدین کریمین اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین و مذہب پر

تھے،اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد ابتداء سے انتہاء تک ہر قسم کی ظاہری و باطنی نجاست وآلودگی سے منزہ اور پاک ہیں،کفروشرک بھی ایک قسم کی نجاست ہے،جس سے والدین کریمین کے دور رہنے پر کئی ایک دلائل موجود ہیں،امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اورامام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہا ہے جب آپ سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہوتے رہے'' (سورة الشعراء،آیت : 219/218) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا،اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے۔(مسالك حنفاء ، ص: 19)

داداحضرت جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حالات:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا حضرت ہاشم کی شادی ''بنونجار'' کے خاندان میں ہوئی ، آپ سے ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام شیبہ تھا مگر عبدالمطلب سے مشہور ہوئے،آپ بڑے ذی وقار تھے،خانہ کعبہ کا انتظام آپ کے ذمہ تھا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد زم زم کا کنواں نا قابل استعمال ہو چکا تھا آپ نے اس کو پھر سے جاری کیا۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے عطا فرمائے تھے،جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ،حضرت عباس رضی اللہ عنہ،حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ،حضرت ابوطالب اورابولہب۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے زمزم شریف کے کنویں کو پانے پر اپنا ایک فرزند قربان کرنے کی منت مانی تھی اورایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ منت مانی تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ دس لڑکے عطا کرے تو ایک کی قربانی دیں گے۔تمنا کے مطابق 10

لڑکے ہوئے تو قربانی کے لئے قرعہ ڈالا گیا اور ہر بار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا مگر خاندانی افراد، اعزہ واقرباء نے اصرار کیا کہ اُنہیں قربان نہ کیا جائے تو یہ تدبیر نکالی گئی کہ آپ کے نام کے ساتھ ابتداء میں 10 اونٹوں کا قرعہ ڈالا جائے، جب تک آپ کا نام قرعہ میں آتا رہے اونٹ اضافہ کئے جائیں گے، آخر کار 100 اونٹوں کا قرعہ نکلا اس طرح آپ کو ذبح ہونے سے محفوظ کرلیا گیا۔ (سیرت حلبیه ، ج: 1، ص: 35/ 36)

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں دو ذبیحوں کا صاحبزادہ ہوں (ایک میرے جدامجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ)۔ (سبل الهدی والرشاد ، ج:1، ص: 302)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال مبارک کے دوسال بعد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف 8 سال تھی۔

سوالات

1۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک کی طہارت و بزرگی بیان کیجئے۔

2۔حضرت عدنان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک بیان کیجئے۔

3۔حضور نبیءاکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان سے متعلق محدثین نے کونسی ۳ باتیں بیان فرمائی ہیں؟

4۔حضرت امام سیوطیؒ نے قرآن کریم کی کس آیت سے استدلال کرتے ہوئے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کیا ہے؟

5۔حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حالات اختصار کے ساتھ قلمبند کیجئے۔

سبق نمبر :3

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ میں منتقل ہوا، جو کوئی یہودی مکہ معظّمہ میں آتا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں نورِ مبارک دیکھ کر کہہ اٹھتا: لوگو! یہ نور عبداللہ کا نہیں، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ جب وہ کسی سوکھے درخت کے نیچے بیٹھتے تو درخت ہرا بھرا ہوکر ان پر ڈالیاں جھکا دیتا۔ جب سوکھی زمین پر ٹہرتے تو زمین پر گھانس اُگ آتی۔

چوبیس (24) سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنھا سے ہوا، ماہِ رجب شبِ جمعہ نورِ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنھا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا۔

(مواهب لدنيه، ج: 1، ص:196)

آسمان وزمین میں ایک منادی نے ندادی:......

سنو! بیشک وہ نورِ مکنون ومخزون جس سے نبیٔ ہادی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں آج اپنی والدۂ ماجدہ کے شکم مبارک میں متمکن ہو چکا، حملِ شریف میں مدت مکمل کرنے کے بعد ''بشیرونذیر'' کی شان سے دنیا میں جلوہ گر ہونے والا ہے۔

(مواهب لدنيه، ج: 1،ص:197)

اس رات قریش کے سارے جانور بول اُٹھے: رب کعبہ کی قسم! آج رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ چکا۔

(مواهب لدنيه، ج: 1، ص:202/203)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدۂ ماجدہ کے شکم مبارک میں رہنے کے زمانہ میں آپ کی والدۂ ماجدہ جب راستہ چلتیں تو جو پتھر ان کے مبارک قدموں کے نیچے آتا وہ موم کی طرح نرم ہوجاتا اور جب آپ کنویں پر پانی لینے جاتیں تو پانی سیندنے کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ خود بخود پانی اپنی سطح سے اوپر آجاتا۔

وقت ولادت عجائب کا ظہور:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ ولادت کئی عجائب ظاہر ہوئے، ان میں سے چند یہ ہیں:

1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ آپ کو ملک شام کے محلات نظر آنے لگے۔

(مسند امام احمد، حديث نمبر :16836)

2) خانۂ کعبہ میں رکھے ہوئے بت اوندھے گر گئے۔

3) شاہِ ایران کسریٰ کے محلات لرز گئے اور ان کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

4) دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔

5) ہزار برس کا آتشکدۂ فارس بجھ گیا، جو اس سے پہلے کبھی نہ بجھا تھا۔

6) حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت آسیہ علیہا السلام مع حورانِ بہشت حاضر ہوئیں۔

(مواھب لدنیه ،ج: 1، ص:210)

7) فرشتوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر اپنے پروں سے سایہ کیا۔

(خصائص کبریٰ، ج:1،ص:48)

8) ولادت باسعادت کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا،جبکہ شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔

(سیرت حلبیه ، ج:1، ص:54)

9) ندا آئی کہ انہیں مشرق ومغرب اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ تمام مخلوق' فرشتے' مچھلیاں وغیرہ آپ کے نام نامی اور صفاتِ عالیہ کی معرفت کے ساتھ آپ کے رخِ انور کا دیدار کر لیں۔

(خصائص کبریٰ ،ج :1، ص: 48۔ مواھب لدنیه،ج: 1، ص: 212)

10) آسمانوں پر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ولادتِ باسعادت سے متعلق لکھا:

حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا- ان کے پاس علم کا خزانہ تھا- وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور تمام جنتوں کے دروازے کھول دیں اور زمین پر حاضر ہو جائیں،تو تمام فرشتے زمین پر حاضر ہو گئے اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دینے لگے،

ولادت کی خوشی میں دنیا کے پہاڑ اونچے ہو گئے، سمندر کی موجیں بلند ہوگئیں اور سمندر کی مخلوق آپس میں ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دینے لگی، آپ کے اکرام میں تمام فرشتے حاضر ہو چکے تھے، شیطان کو ستر بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا، اور اسے سبز سمندر کی گہرائی میں منہ کے بل ڈال دیا گیا، شیاطین اور سرکش جنّات کو قید و بند کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا، اس دن سورج کو نور عظیم سے آراستہ کیا گیا اور اس کے اوپر فضا میں ستر ہزار حوروں کو ٹھہرایا گیا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کی مسعود گھڑیوں کا انتظار کرتی رہیں، حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعزاز میں اس سال اللہ نے دنیا کی تمام خواتین کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہ انہیں لڑکے پیدا ہوں، تمام درختوں کو ثمر آور کر دیا گیا اور ہر خوف کو امن میں تبدیل کر دیا گیا، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ساری دنیا نور سے معمور ہوگئی، فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے اور ہر آسمان میں زمرد اور یاقوت کا ایک ایک ستون نصب کیا گیا، جس کی وجہ سے آسمان منور ہو گیا، وہ ستون ملأ اعلیٰ میں مشہور ہیں، جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معراج کی شب ملاحظہ فرمایا' آپ سے عرض کیا گیا کہ یہی وہ ستون ہیں جو آپکی ولادت کی خوشی میں نصب کئے گئے تھے، شبِ ولادت اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے ستر ہزار خوشبودار مشک کے درخت لگائے اور ان کا پھل اہل جنت کے لئے بخور بنا دیا گیا، تمام آسمانوں کی مخلوق اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کرنے لگی، تمام بت سر کے بل گر گئے اور لات وعُزّٰی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے مقام سے باہر نکل پڑے، وہ کہہ رہے تھے: قریش کا بھلا ہو! ان کے

پاس نبی امین تشریف لا چکے ہیں، ان کے پاس صداقت شعار آ چکے ہیں، قریش کو نہیں معلوم کہ اُنہیں کیا فضیلت حاصل ہوئی ہے اور کعبۃ اللہ شریف کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ لوگ کئی روز تک اس کے اندر سے یہ آواز سنتے رہے، وہ کہہ رہا تھا: ''اب میرا نور مجھے لوٹا دیا جائے گا، اب میرا طواف کرنے والے میرے پاس آئینگے، اب میں جاہلیت کی آلودگیوں سے پاک کر دیا جاؤں گا، اے عُزّٰی! تو ہلاک ہو گیا''۔

کعبۃ اللہ مسلسل تین دن اور تین رات تک جھومتا رہا، یہ پہلی نشانی تھی جسے قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر دیکھا تھا۔

(خصائص کبری، ج:1، ص:80)

تاریخ ولادت شہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم:......

اصحاب فیل کے واقعہ کے پچپن (55) دن بعد مکۂ مکرمہ میں بارہ ربیع الاوّل پیر کے دن مطابق 20 اپریل 571ء صبح صادق کے وقت آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع ہوا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: **عن جابر و ابن عباس أنهما قالا ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثانى عشر من شهر ربيع الاول . . . وهذا هو المشهور عند الجمهور .**

ترجمہ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور جمہور علماء کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

(سيرة ابن كثير، ج1 ص199)

ولادت باسعادت سے زمین کا ذرہ ذرہ چمک اُٹھا، اُفقِ عالم جگمگانے لگا اور ساری دنیا میں خوشی کا سماں بندھ گیا۔

جنگل کے جانور آپس میں آپکی آمد کی خوشخبریاں سنانے لگے، مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو مبارک باد دینے لگے، سمندراور دریاؤں کے جانور ایک دوسرے کوخوشخبری سنانے لگے اور خانۂ کعبہ مسلسل تین دن تک مارے خوشی کے جھومتا رہا، جسکا مشاہدہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ غرض کہ اس روز دنیا میں ایک خاص قسم کی روشنی تھی اور ہر طرف خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

(خصائص کبریٰ، ج: 1، ص: 47)

یہ سب انتظام کس لئے ہورہا ہے؟ یہ اس شاہ کی آمد ہے کہ جن کی آمد کا ہر کوئی منتظر تھا، انبیاءِ کرام علیھم السلام جن کے آنے کی خوشخبریاں دیتے رہے، یہ وہی ہیں جن کے آنے کی دعاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی، یہ وہی ہیں جن کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، یہ وہی ہیں جن کی امت میں ہونے کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آرزو تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ پر۔

(دلائل النبوۃ، ابونعیم اصبھانی، حدیث نمبر: 538۔ من دلالات حمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مواھب لدنیہ، ج: 1، ص: 211۔ خصائص کبری، ج: 1، ص: 82۔ سیرت حلبیہ، ج: 1، ص: 144)

ولادت باسعادت کی اعجازی شان

ولادت کے ساتھ ہی آپ سجدہ ریز ہوگئے:......

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ سجدہ کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ ولادت کے وقت آپ بزبان فصیح ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' فرمارہے تھے۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس،للامام حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی 966 :ھـ)،الرکن الاوّل فی الحوادث من عام ولادته الی زمان نبوّته،باب ذکر بعض ما وقع حین الولادة،ج1،ص203)

قرآن کریم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کیا، جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ'' اوراللہ تعالٰی نے مجھے نماز کی وصیت کی ہے۔(سورہ مریم،آیت: 31) عیسٰی علیہ السلام جو کہ روح اللہ ہیں نماز کی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے آئے ہیں اور سید الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حبیب خدا ہیں جو عملی طور پر رکن نماز ''سجدہ'' ادا کرتے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

(سبل الهدی والرشاد ، ج:1، ص:343)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طیب وطاہر پیدا ہوئے:......

نبی مطہر صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کو کفر وشرک کی نجاست اور گمراہی و بے دینی کی نحوست سے پاک وصاف کرکے ایمان واسلام کے انوار سے منور کرنے کے لئے تشریف لائے، آپ کی حالت شریفہ کے بارے میں خود آپ کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہیں:

جب وہ تشریف لائے تو پاک وصاف حالت میں تشریف لائے کہ ان کے جسمِ مبارک پر کوئی آلائش ونامناسب چیز نہ تھی۔

(کتاب الشفاء،ج:1،ص:66۔خصائص کبری،ج:1،ص:79۔مواھب لدنیہ،ج: 1، ص: 220)

جسم اقدس سے خوشبو مہک رہی تھی:......

جسم اقدس سے خوشبو مہک رہی تھی اور آپ سرمہ لگائے ہوئے مختون پیدا ہوئے۔

(سیرت حلبیہ،ج :1، ص:53)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ تشریف لائے۔

(مستدرك حاكم،ذكر أخبار سيد المرسلين وخاتم النبيين،حديث نمبر:4142۔جامع الاحادیث،مسند ابوھریرہ،حدیث نمبر: 42231۔دلائل النبوة،ابو نعیم،حدیث نمبر:93۔سیرت حلبیہ، ج:1، ص: 53)

حضور کی پیدائش عام بچوں کی پیدائش کی طرح نہ تھی:......

دنیا میں بچے پیدا ہوتے ہیں تو روتے ہوئے پیدا ہوتے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے، کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے، ساری کائنات کو مسرت وشادمانی سے نوازتے ہوئے تشریف لائے ہیں، آپ کا سجدہ کرنا کیا تھا کہ ساری زمین کو اللہ تعالیٰ نے سجدہ گاہ بنادیا۔گزشتہ قوموں کے لئے یہ حکم تھا کہ اگر عبادت کرنا ہو تو مخصوص مقام پر ہی عبادت کریں، وہ لوگ اس کے علاوہ دوسری جگہ عبادت نہیں کرسکتے تھے۔حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو ساری زمین پانی میں ڈوب گئی اور تمام

زمین کو غسل دیا گیا پھر بھی زمین پاک نہیں ہوئی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک رکھنا کیا تھا کہ ساری زمین پاک ہی نہیں بلکہ پاک کرنے والی بن گئی۔ گزشتہ قوموں کے لئے تیمّم نہیں تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی برکت سے زمین ایسی پاک ہوگئی کہ آپ کا امتی اگر کسی وقت پانی میسر نہ ہوتو مٹی پر تیمّم کرسکتا ہے۔

آسمانوں پرشہابِ ثاقب کا پہرہ لگ گیا:......

ولادت سے پہلے تک شیاطین آسمانوں پر چڑھتے اور عالم بالا کی باتیں سن کر اس میں کمی بیشی کر کے زمین پر کاہنوں کو پہنچاتے تھے اور کاہن اس میں اور جھوٹ ملاوٹ کر کے لوگوں کو بتایا کرتے تھے، لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمدِ مبارک ہوئی تو آسمانوں پر آگ کا شعلہ شیاطین کے تعاقب کے لئے مقرر کر دیا گیا، اب کوئی شیطان اوپر نہیں جا سکتا، اگر جانے کی کوشش کرتا ہے تو آگ کا شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے۔

ماہ ربیع الاول کی خصوصیت:......

ماہ ربیع الاول، دوشنبہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، ماہ ربیع الاول، دوشنبہ کو آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا، اسی دن ماہ ربیع الاول میں آپ نے ہجرت فرمائی اور ربیع الاول ہی میں دوشنبہ کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔

(دلائل النبوۃ،ابو نعیم،حدیث نمبر:91)

ولادت کے لیے ماہ ربیع کے انتخاب کی وجہ:......

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا مہینہ ربیع الاول ہے، آپ کی ولادتِ مبارکہ ماہِ ربیع الاول میں ہونے کی مختلف حکمتیں ہیں، ان میں سے ایک

حکمت یہ ہے کہ ربیع کے معنی ''بہار'' کے ہیں، جب موسم بہار آتا ہے تو مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے، سوکھے ہوئے درخت پھر سے ہرے بھرے اور تر و تازہ ہو جاتے ہیں، باغ و چمن کو اپنی کھوئی ہوئی رونق حاصل ہو جاتی ہے، خشک زمین میں پھر سے ہریالی اُگ آتی ہے۔ اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ماہِ ربیع (موسم بہار) میں ماہتاب نبوت، آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر یہ اشارہ فرما رہا ہے: اے لوگو! یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو تم میں تشریف لا رہے ہیں دلوں کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کرنے والے ہیں اور مردہ قلوب کو زندگی بخشنے والے ہیں، جو لوگ ظلم و ستم کے بوجھ میں دبے ہوئے ہیں؛ انہیں رہائی دلانے والے ہیں، لوگوں کے دلوں کو محبت سے مزین کر کے حلاوتِ ایمان مرحمت فرمانے والے ہیں اور غفلت میں ڈوبے ہوئے دلوں کو یادِ خدا سے معمور کرنے والے ہیں، اب تک اداسی و غم کا عالم تھا' اب غمخوارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی منانا فطری تقاضا:......

انسان کی طبیعت و فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اُس کو کوئی تکلیف یا غم لاحق ہوتا ہے یا کسی کی تکلیف کو سنتا ہے تو اُس کے چہرے پر خود بخود غم کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں، اسی طرح جب کوئی حسین منظر دیکھتا ہے یا کوئی نعمت اس کو حاصل ہوتی ہے یا کوئی خوشی کی خبر سنتا ہے تو فطرتاً اس کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اس کا چرچہ کرنے لگتا ہے، اس پر نہ کسی کا دباؤ ہوتا ہے نہ اس کو کوئی برا سمجھتا ہے، غور کرنا چاہئے کہ جب دنیا کی چھوٹی سی نعمت کے حصول پر اتنا اظہارِ مسرت جبکہ دنیا بھی ختم ہونے والی ہے اور اس کی راحتیں بھی ختم ہونے والی ہیں، اس کے لیے طبیعتاً اتنی

خوشی ہے تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت جو کہ نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ ہے کہ تمام نعمتیں اُنہی کے صدقے میں ملی اور ملتی ہیں اس پر جس قدر خوشی ومسرت کا اظہار کیا جائے وہ تقاضائے فطرت ہی ہے البتہ کوئی غیر شرعی حرکت یا لایعنی کام کا ہرگز ارتکاب نہ کیا جائے اور اظہارِ فرحت ومسرت محض رسمی نہ ہو؛ بلکہ آپ کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر دائمی سعادت وفرحت حاصل کی جائے۔

نام مبارک کا امتیاز وانفرادیت

زمین پر آپ کا مبارک نام محمد ﷺ ہے:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام مبارک ''محمد'' رکھا (صلی اللہ علیہ وسلم)، حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے آباءواجداد کے نام چھوڑ کر ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں رکھا؟ آپ نے فرمایا: میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں آپ کی تعریف فرمائے گا اور زمین پر لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔

(دلائل النبوة بیھقی،حدیث نمبر:31۔جامع الاحادیث سیوطی،مسند عبداللہ بن عباس،حدیث نمبر:39107۔کنزالعمال،حدیث نمبر:35520۔سبل الھدی والرشاد، ج:1، ص: 360 / 411)

آپ کا نامِ مبارک زمین میں ''محمد'' (بہت زیادہ تعریف کی ہوئی ذات) صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو آسمانوں میں ''احمد'' (بہت زیادہ تعریف فرمانے والے) صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک میں جملہ چار (4) حروف ہیں اور

خدائے تعالیٰ کے اسم پاک ''اللہ'' میں بھی چار (4) حروف ہیں۔

(سبل الهدى والرشاد، ج:1، ص: 408)

لفظِ ''اللہ'' (تعالی) پر نقطے نہیں ہیں تو نامِ ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی نقطہ نہیں ہے۔

خدائے تعالیٰ نے اپنے نام کے جتنے حروف رکھے ہیں اتنے ہی حروف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہیں یعنے ''اَللہ'' اور ''محمد'' میں چار چار حروف ہیں۔

" لا اله الا اللّٰه " میں بارہ حروف ہیں تو

" محمد رسول اللّٰه " میں بھی بارہ

(میلاد نامه، از: حضرت محدث دکن رحمة الله عليه)

سوالات

1۔ آسمانوں پر ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی سے متعلق جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اس کا خلاصہ پیش کیجئے۔

2۔ وقت ولادت رونما ہونے والے عجائبات بیان کیجئے؟

3۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ کی اعجازی شان پر تفصیلی نوٹ لکھئے؟

4۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت کے وقت بزبان فصیح کیا پڑھا تھا؟

5۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور اسم مبارک کے بارے میں نوٹ لکھئے؟

6۔ زمین و آسمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نام مبارک سے یاد کیا جاتا ہے؟

☆☆☆

سبق نمبر: 4

مبارک بچپن اور پاکیزہ جوانی

مقدس رضاعی مائیں: ......

جن باکمال خواتین کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا وہ آپ کی رضاعی مائیں کہلاتی ہیں اوران کے مبارک نام یہ ہیں: (1) آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا (2) حضرت ثُوَیبَہ رضی اللہ عنہا نے بھی چند روز آپ کی خدمتِ رضاعت کا شرف حاصل کیا (3) حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا (4) حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، یہ وہ باعظمت خواتین ہیں کہ جن کا مقدس دودھ دوسال تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے رہے، یہ سب رضاعی مائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئیں۔

(شرح مواهب زرقانی ، ج:1، ص:258)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مقدر ثریا سے بھی بلند و بالا ہوگیا: ......

عرب کے شرفاء کے پاس یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے شہر کے باہر کسی دیہات میں بھیج دیتے تاکہ وہاں کی صاف وستھری آب وہوا میں رہ کر بچہ تندرست ہوجائے۔عرب کے دیگر علاقوں سے مکہ مکرمہ کو عورتیں آتیں اور بچوں کو لے جاتیں، چنانچہ حضرتِ حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلہ بنوسعد کی دس عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ اسی غرض سے آئی تھیں کہ معزز گھرانوں کے بچوں کو لے جاکر اُنہیں دودھ

پلائیں۔اس وقت ان کی زندگی فقر وفاقہ سے دوچار تھی،غربت وتنگی چھائی ہوئی تھی اور سواری میں بھی اتنی ہمت وطاقت نہ تھی کہ وہ قافلہ کے ساتھ چل سکے،اللہ تعالی نے اُن پر لطف وکرم کیا کہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت انہیں عطا فرمائی۔

بچپن کے زمانہ میں عجائبات کا ظہور

شیر خواری میں عدل کا پیغام:......

اللہ تعالیٰ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو خدمت رضاعت کا شرف بخشا، چنانچہ دوسال تک خدمت رضاعت انجام دیتی رہیں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سیدھی جانب کا دودھ پیش کیا تو آپ نے نوش فرمایا، جب بائیں جانب کا دودھ پیش کیا تو آپ نے نوش نہیں فرمایا۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بارہا کوشش کرتی رہیں لیکن آپ نے اس جانب کا دودھ نوش نہیں فرمایا؛ تب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ نے اُنکے دوسرے صاحبزادے عبداللہ کے لیے اس حصہ کو چھوڑ دیا ہے۔

(شرح مواهب لدنيه زرقانی، ج:1، ص: 269)

شیر خواری کے زمانہ میں ہی اعلان ہورہا ہے کہ لوگو! یہ وہ ہادیٔ کائنات ہیں جو سارے لوگوں کو ان کے حقوق دلانے والے ہیں،اب تک حقوق پامال کئے جاتے تھے اب ہر ایک کو اس کے حقوق ملیں گے۔

حجرِ اسود اپنے مقام سے باہر آکر حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس کو چوم لیا:......

پہاڑ وپتھر،جمادات سے ہیں،وہ عادۃً اپنی جگہ سے ہٹتے نہیں لیکن حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا واپسی کے وقت برکت حاصل کرنے کی غرض سے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے

لئے پہونچیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مبارک گود میں تھے،آپ نے دیکھا وہ حجر اسود جس کو تمام لوگ بوسہ دیتے ہیں بذات خود کمالِ شوق ومحبت کے ساتھ اپنی جگہ سے نکل کرآپ کے مقدس چہرہ کو چومنے لگا۔ فَخَرَجَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ مَكَانِهِ حَتّٰى الْتَصَقَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ صلى الله عليه وسلم ۔

(تفسیر مظهری، ج: 6، ص: 514،سوره نور،آیت:35)

سواری میں عجب جان آ گئی:......

مکۂ مکرمہ میں تین روز قیام کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہتے ہوئے سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر رخصت ہوگئیں، جیسے ہی سرکار کی جلوہ افروزی' سواری پر ہوئی؛ اُس میں عجب جان آ گئی، قافلہ والوں نے کہا: اے حلیمہ! تمہاری سواری اتنی تیز رفتار کیسے ہوگئی؟ کیا یہ وہی سواری ہے جو پہلے تھی؟ تو حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سواری تو وہی ہے لیکن سوار بدل گیا ہے، یہ ان کی برکت ہے۔ سواری خود کہنے لگی: ''مجھ پر وہ سوار ہیں جو نبیوں کے تاجدار، رسولوں کے سردار، اولین وآخرین میں عظمتوں کے علمبردار اور حبیب کردگار ہیں''۔

(شرح مواهب لدنيه زرقانی، ج:1،ص:271)

سبحان اللہ! یہ وہ ہیں جن کی سواری ہونے پر براق کو بھی ناز ہے، اس پر وہ سوار ہیں جن کے لئے کائنات کو سنوارا گیا۔

چراغ کی ضرورت پیش نہ آئی:......

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مکان لائیں تو آپ کے نورانی چہرہ کی برکت سے انہیں گھر میں چراغ کی ضرورت نہ پیش

آتی، وہ فرماتی ہیں:

”جس دن سے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس لائے، ہمیں کبھی چراغ کی ضرورت ہی پیش نہ آئی؛ کیونکہ آپ کے مبارک چہرہ کا نور چراغ کی روشنی سے زیادہ روشن ومنور ہے، اگر کسی دوسرے مقام پر کبھی ہمیں چراغ کی ضرورت پیش آتی تو ہم آپ کو اس مقام پر لے جاتے، آپ کی برکت سے اسی وقت درودیوار اور مکانات روشن ہو جاتے“۔

(تفسیر مظهری، ج: 6، ص: 514،سوره نور،آیت:35)

سینۂ اقدس کا چاک کیا جانا:......

جب آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور آپ کی عمر مبارک اس وقت چھبیس 26 یا ستائیس 27 ماہ تھی اُس وقت آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا۔

(شرح مواهب زرقانی ،ج: 1، ص: 282/281)

شق صدر کی تعداد:......

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنھا کے صاحبزادے کے ساتھ جنگل میں تھے کہ اچانک دو شخص آئے جو سفید لباس میں ملبوس تھے، انہوں نے آپ کو پہلو کے بل لٹا کر آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا۔

(مواهب لدنيه، ج: 1، ص: 280 تا 284)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر جملہ چار مرتبہ ہوا:

(1) پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے۔

(2) دوسری مرتبہ دس برس کی عمر مبارک میں۔

(3) تیسری مرتبہ اعلانِ نبوت سے قبل، نزول وحی کے سلسلہ میں جبرئیل علیہ السلام کی آمد کے وقت۔

(4) اور چوتھی مرتبہ معراج کی شب مسجد حرام میں آپ کا سینہ اقدس چاک کیا گیا اور ایمان وحکمت، علم ومعرفت کے خزانوں کا جو تحفہ لایا گیا تھا اس سے بھر دیا گیا۔

(مواهب لدنيه ، ج:1،ص:288۔ سبل الهدی والرشاد، ج؛2، ص: 59)

نور کا کھلونا:......

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اپنے ایمان لانے کا سبب بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ گہوارہ میں جدھر اشارہ فرماتے تھے چاند اُدھر جھک جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اُس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھ کو رونے سے بہلایا کرتا تھا، جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تو میں اس کے سجدہ میں گرنے کی آواز سنا کرتا تھا۔

(دلائل النبوة بيهقي،باب ما جاء في حفظ الله تعالى رسوله صلى الله عليه وسلم في شبيبته عن أقذار الجاهلية ومعائبها،حديث نمبر: 374۔جامع الاحاديث سيوطي،ان المشددمع الهمزة،حديث نمبر: 9329۔جامع كبيرسيوطي،حرف الهمزة،حديث نمبر: 3438۔كنزالعمال،حديث نمبر: 31828۔سيرت نبوى ابن كثير،ج:1،ص:211۔خصائص كبرىٰ ، ج:1، ص:53)

آپ باہر تشریف لے جاتے تو بچے آپ کو کھیل کے لئے بلاتے ،آپ اس طرف التفات نہیں فرماتے تھے کیونکہ جو لوگ دنیا کے لہو ولعب میں پڑے ہوئے ہیں

آپ انہیں اس سے نکال کر خدائے وحدہٗ لاشریک کی اطاعت و بندگی میں لگانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

وصال حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا:......

ابھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ (6) برس ہی تھی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لائیں، آپ ان کے ساتھ قبیلہ بنونجار میں قیام فرما رہے جو آپ کے دادا جان کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ والدۂ ماجدہ آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے مزار شریف پر لے گئیں۔ آپ کے ساتھ سفر میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں واپسی کے وقت راستہ میں ''ابواء'' نامی مقام پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔

(مواہب لدنیہ، ج:1، ص:308۔ سبل الھدی والرشاد، ج:2، ص: 120)

قبل ولادت ہی والدِ ماجد کا وصال ہو چکا تھا، اب والدۂ ماجدہ بھی رفیق اعلیٰ سے جا ملیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ آئیں۔

حضرت عبدالمطلب کی شفقت:......

یتیموں کے والی، ضعیفوں کے ملجا، حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی تربیت و کفالت کی ضرورت نہ تھی بلکہ خود اللہ آپ کی کفالت کے لئے کافی ہے، اسی نے آپ کو اپنے آغوش کرم میں رکھ کر خصوصی شان کے ساتھ تربیت فرمائی؛ تاہم کچھ حضرات کو آپ کی برکتوں سے بہرہ مند فرمانے کے لئے شرفِ خدمت عطا فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی

اکرام واعزاز کے ساتھ لے لیا، آپ کے دادا جان محترم نے نہایت ہی شفقت ومحبت کے ساتھ آپ کا خصوصی خیال رکھا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں مشغول رہیں۔

حضرت عبد المطلب کا وصال اور جناب ابو طالب کو شرف خدمت:......

ابھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ برس ہی ہوئی تھی کہ آپ کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو گیا، اس کے بعد آپ کے چچا حضرت ابو طالب نے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔

(مواهب لدنيه، ج:1، ص: 354/353۔ سبل الهدى والرشاد، ج:2، ص: 135)

سراپا رحمت وبرکت:......

حضرت ابو طالب بہت ہی خوبی کے ساتھ آپ کی خدمت کرنے لگے، اپنی اولاد پر بھی آپ کو مقدم رکھتے اور ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے، جب کھانے کا وقت آتا تو ساتھ تناول کرتے اور وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ وہ دریتیم جن کی ذاتِ مبارک کے وسیلہ سے بارانِ رحمت طلب کی جاتی ہے اگر آپ کسی وقت دسترخوان پر نہ ہوتے تو کھانا کثرت کے باوجود سب کے لئے ناکافی ہوتا، اگر وہ سراپا رحمت وبرکت ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو تھوڑے سے کھانے میں بھی سب لوگ سیر ہو جاتے۔

جب کھانے کا وقت آتا تو حضرت ابو طالب اپنے گھر والوں سے کہتے: تم اس وقت تک رکے رہو؛ جب تک کہ میرا بیٹا نہ آجائے۔ جب دودھ ہوتا تو حضرت ابو طالب سب سے پہلے حضور کو دودھ پیش کرتے اس کے بعد اپنے گھر والوں کو دیتے، آپ کے مبارک پیالہ کے مختصر دودھ سے بھی سارے گھر والے سیر ہو کر پیتے۔

(دلائل النبوة ابو نعيم،وفاة عبد المطلب وضم أبى طالب رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه،حديث نمبر: 101۔سیرت نبوی ابن کثیر،ج: 1،ص: 242۔شرح مواهب زرقانى ، ج: 1، ص: 354۔ سبل الهدى والرشاد، ج: 2، ص: 135)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتِ مبارک کا فیض:......

اہلِ عرب سخت قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تھے، سارے لوگ حیران و پریشان تھے، سبھوں نے اپنے اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ بتوں سے فریادیں کیں لیکن کچھ حل نہ نکلا، لوگ اسی فکر میں تھے کہ ایک عمر رسیدہ شخص نے کہا: اے لوگو! بانیٔ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد موجود ہیں، اُن کے در پر اپنی فریادیں پیش کرو، چنانچہ وہ حضرت ابوطالب کے سامنے اپنی فریاد پیش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ سارا جنگل قحط زدہ ہو گیا، خشک سالی کی آگ نے سارے شہر کو جلا کر رکھ دیا، بچے غذا کے لئے تڑپ رہے ہیں، مارے پیاس کے بلک رہے ہیں، انسان تو انسان جانور بھی پریشان ہیں، گھاس و چارہ کے لئے ترس رہے ہیں، قریب ہے کہ دم توڑ دیں۔

حضرت ابوطالب نے فریاد سنی تو رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر حرمِ کعبہ پہونچے اور آپ کو دیوارِ کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا، اس کے بعد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُنگشتِ مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا، اچانک چاروں طرف سے بادل اُمنڈ آئے اور اس قدر بارانِ رحمت کا نزول ہوا کہ سارا عرب سیراب ہو گیا، زمین سرسبز و شاداب ہو گئی، کھیت پھر سے لہلہانے لگے اور ہر طرف خوشی کا سماں چھا گیا۔

(مواهب لدنيه ، ج:1، ص: 335۔ سبل الهدى والرشاد، ج: 2، ص: 137)

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابوطالب نے یہ شعر کہا:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

ترجمہ: وہ حسین وجمیل ہستی کہ جن کے رُخِ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا سہارا ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث نمبر:1008)

جناب ابوطالب کے لئے خوشحالی:......

دادا جان کے وصال کے بعد آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ کی خدمت اقدس کی سعادت حاصل فرمائی اور حضرت اپنے بچوں سے بڑھ کر آپ سے محبت رکھتے تھے۔اور آپ کا بے حد خیال رکھتے آپ کو کسی بھی قسم کی تکلیف ہونے نہ دیتے۔حضرت ابوطالب کی زندگی میں فقر وفاقہ تھا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی برکت سے خوش حالی آپ کا مقدر بن گئی اور آپ صاحبِ ثروت اور امیر بن گئے۔

سفرِ شام اور بُحیرا راہب:......

حسب معمول حضرت ابوطالب نے قریش کے ساتھ جب بغرض تجارت ملک شام جانے کا ارادہ فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ سفر میں شریک کرلیا اس لئے کہ انہیں آپ سے بے انتہا محبت تھی، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ (12) سال دو مہینے دس دن تھی۔

جب یہ قافلہ مقام بُصریٰ پہونچا تو وہاں بحیرا نامی راہب (عیسائی عالم) نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا؛ کیونکہ انہوں نے سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور نبوت کی علامتوں کے بارے میں پڑھ لیا تھا؛ اس لئے بحیرا راہب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس تھام کر قریش سے کہنے لگے: یہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں اور یہ رحمۃ

للعالمین ہیں ۔قریش نے کہا: آپ کو کیسے اس کا علم ہوا ہے؟ بحیرا راہب نے جواب دیا :جب آپ لوگ گھاٹی پر چڑھ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جس نے ان کو سجدہ نہ کیا ہو اور دھوپ کے وقت اُن پر ابر سایہ فگن تھا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔بحیرا راہب نے بڑی عقیدت و احترام سے آپ کی خاطر پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔

اُس کے بعد انہوں نے کہا: خدا کی قسم! آپ لوگ بتائیں تو سہی اُن کے سرپرست کون ہیں؟ جواب ملا کہ ابو طالب ہیں،بحیرا راہب نے ابو طالب سے کہا: اپنے بھتیجے کو مکہ واپس لے جاؤ اور مالِ تجارت یہیں پر فروخت کر دو، کیونکہ یہود اُن کے سخت دشمن ہیں، اندیشہ ہے کہ وہ اُنہیں شہید کر دیں گے، چنانچہ حضرت ابو طالب آپ کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس ہو گئے۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب ما جاء فی بدء نبوة النبی صلی الله علیه وسلم،حدیث نمبر: 3980۔مصنف ابن ابی شیبه،کتاب المغازی، ما رأی النبی صلی الله علیه و سلم قبل النبوة ،حدیث نمبر:36541۔مواهب لدنیه ،ج:1،ص: 363۔ سبل الهدی والرشاد، ج:2، ص: 142)

ملک شام کا دوسرا سفر:......

دوسری بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر اُن کے غلام ''مَیْسَرَۃ'' کے ساتھ شام کا سفر فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ اور صفت جمیلہ یہ تھی کہ تجارت میں نہ کسی کو دھوکہ دیتے نہ کسی سے جھگڑتے، آپ کی برکت سے مالِ تجارت میں بے حد اضافہ ہوتا، اِس سفر تجارت کے دوران مَیْسَرَہ نے کچھ عجائب دیکھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوپہر کے وقت دھوپ میں تشریف لے جاتے تو بادل آپ پر سایہ کرتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام پہنچ کر ایک کلیسا

کے پاس درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے تو راہب نے آپ کو دیکھ کر مَیْسَرَہ سے کہا: یہ کون ہیں؟ اِس درخت کے نیچے تو نبی آخرالزماں ہی آرام کریں گے' مَیْسَرَہ نے سفر سے واپس ہونے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راہب کی باتیں اور بادل کا سایہ کرنا بیان کیا۔ آپ بڑی عقلمند و شریف خاتون تھیں، اپنے چچازاد بھائی ورقہ کو سب کچھ بتایا تو اُنہوں نے بھی کہا کہ یہ ہمارے سردار اور آخری نبی ہیں اور اشعار کہے جس میں سے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

1) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہوں گے اور جو آپ کی طرف سے دوسروں پر حجت قائم کرے گا وہی غالب ہوگا۔

2) تمام عالم میں اس نور مبارک کی روشنی پھیل جائے گی جو نور مخلوق کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راستہ پر چلائے گا۔

(سبل الهدى والرشاد، ج:2، ص: 158۔ مواهب لدنيه، ج:1، ص:370)

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:......

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شرافت اور پاک دامنی میں بے مثال تھیں، آپ کا لقبِ مبارک "طَاہِرَہ" تھا، آپ کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا، بڑے بڑے مالدار لوگ آپ کو پیامِ نکاح بھیجا کرتے تھے مگر آپ شادی کی طرف راغب نہ تھیں۔ جب مَیْسَرَہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مَدح وثناء اور کمالات سنیں تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا پیغام بھیجا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور خاندان کے بڑے افراد کے سامنے یہ بات رکھی، بھلا کون اس بات سے انکار کرسکتا تھا؟ حضرت ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، ابن ہشام کے قول کے مطابق بیس 20 جوان اونٹنیاں مہر مقرر ہوا۔

دوسرے سیرت نگاروں نے پانچ سو درہم مہر لکھا ہے۔

نکاح کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس (25) سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس (40) سال تھی۔ آپ تقریباً پچیس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہیں اور ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ (65) سال کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی زندگی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمت اور حسن اخلاق کی ہمیشہ تعریف فرمایا کرتے اور اُن کی خوبیاں بیان فرماتے تھے۔

سوالات

1۔ حضور ﷺ کے ایام طفولیت میں کن کن عجائبات کا ظہور ہوا؟

2۔ آپ ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف کن خوش نصیب خواتین کو حاصل ہے؟

3۔ حضور ﷺ کے مبارک بچپن سے متعلق جامع نوٹ لکھئے۔

4۔ سفر شام کے دوران کیا حالات پیش آئے؟

5۔ بحیرا راہب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کن صفات جمیلہ کا ذکر کیا ہے بتلائیے؟

6۔ ملک شام کے دوسرے سفر کے حالات قلمبند کیجئے؟

7۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا نکاح کب اور کس عمر میں ہوا؟ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کیا تھی؟

8۔ قحط سالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے باران رحمت کے نزول پر مختصر نوٹ لکھئے؟

9۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جناب ابوطالب نے جو شعر کہا ہے اس کا ترجمہ لکھئے؟

سبق نمبر: 5

ازدواجی زندگی

ازواج مطہرات کے اجمالی فضائل:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام امت کی مائیں ہیں، ان کی شان وعظمت اس قدر بلند و بالا ہے کہ دنیا کی کوئی عورت ان جیسی نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ.

ترجمہ: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیو! تم دوسری کسی عورت کے جیسی نہیں۔

(سورۃ الاحزاب، آیت: 32)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ .

ترجمہ: نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہیں اور آپ کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں۔

(سورۃ الاحزاب، آیت: 6)

اُن سے نکاح کرنا امت کے حق میں ہمیشہ کے لئے حرام ہے، ارشاد الٰہی ہے:

وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا، اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا.

ترجمہ: اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے نکاح

کرو، بیشک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

(سورۃ الاحزاب ، آیت :53)

اور حقیقی ماں سے پردہ نہیں مگر اِن مقدس ماؤں سے اُن کی عظمت وحرمت کے پیش نظر پردہ لازم وضروری ہے۔

ازواج مطہرات کی تعداد (11) ہے؛ جن میں چھ خاندان قریش سے اور مابقی دوسرے قبائل سے ہیں:

(1) ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

(2) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما

(3) ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

(4) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما

(5) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا

(6) ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

-یہ چھ خاندان قریش سے ہیں-

(7) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(8) ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

(9) ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

(10) ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

(11) ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔

(12) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔

امہات المؤمنین کی خصوصیات

(1)ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:......

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجۂ مطہرہ ہیں، جو امہات المؤمنین میں خصوصی فضیلت کی حامل ہیں۔

خواتین میں سب سے پہلے ایمان لائیں، یہ بھی آپ کو شرف حاصل ہے کہ وحی نازل ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیات قرآنیہ کو سنا، آپ کی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا عقد نہیں فرمایا۔

اعلانِ نبوت کے بعد ہر طرف سے مخالفت کی لہر اٹھی تو آپ مونسِ حیات بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر کا سبب بنیں، آپ نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا سرمایہ خدمتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں نذر کردیا۔

حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔

(معجم اوسط طبرانی ، حدیث نمبر:6277)

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن میں کھانا لے کر حاضر خدمت ہورہی ہیں، جب وہ حاضر ہوں تو انہیں اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام فرمایئے اور انہیں خوشخبری دیجئے کہ جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک عالیشان محل ہے، جس میں نہ کوئی شور رہے گا اور نہ کوئی زحمت وتکلیف۔

(صحیح بخاری ، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجة وفضلها، حدیث نمبر:3820)

حاشیہ زرقانی میں حدیث پاک ہے: اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے وصال کے بعد سب سے زیادہ آپ کا ذکر خیر فرماتے اور بکری ذبح فرماتے تو آپ کی سہیلیوں کے پاس ضرور بھجواتے۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب ماجاء فی فضل خدیجة رضی الله عنها ،حدیث نمبر:4249)

حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک اعلان نبوت کے دسویں سال مکہ مکرمہ میں ہوا،اور مزارِ مبارک جنۃ المعلّٰی مکہ مکرمہ میں ہے۔

(2) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:......

آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں،آپ کی والدہ محترمہ کا نام اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا ہے۔ہجرت سے تین سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا،اور ایک ہجری میں آپ کی رخصتی ہوئی ،اس وقت آپ کی عمر مبارک 9 سال تھی ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت عمر مبارک اٹھارہ 18 سال تھی،آپ کا وصال شب سہ شنبہ 17 رمضان المبارک اٹھاون 58 ہجری مدینہ منورہ میں ہوا،نمازِ جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے۔

آپ کی کئی ایک خصوصیات اور فضائل ہیں جن میں یہ ہے کہ

(1) آپ کے علاوہ کسی اور بے بیاہی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں فرمایا۔

(2) جب آپ بسترِ نبوت پر ہوتیں اس حالت میں بھی وحی الٰہی کا نزول ہوتا۔

(3) تقریباً دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث شریفہ آپ سے مروی ہیں۔

(4) آپ کی برأت اور پاکدامنی سے متعلق قرآن مجید میں دس آتیں نازل ہوئیں۔

(3) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:......

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، آپ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ جنگِ بدر یا اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے 3ہجری میں آپ سے نکاح فرمایا، آپ حدیث شریف اور فقہ میں بڑا درجہ رکھتی ہیں، آپ سے ساٹھ (60) احادیث شریفہ روایت کی گئیں، 45ہجری ماہِ شعبان مدینہ شریف میں وصال ہوااور جنت البقیع میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

(4) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:......

آپ کا نام ''رملہ'' ہے، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، والدۂ محترمہ کا نام صفیہ بنت العاص ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ آپ سے پینسٹھ 65احادیث شریفہ مروی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی اور شاگرد ہیں، آپ کا 44 ہجری میں وصال ہوا، بقیع شریف میں مدفون ہیں اور ایک مرجوح قول یہ ہے کہ آپ کا مزار پاک دمشق میں ہے لیکن راجح قول بقیع شریف میں مزار مبارک ہونے کا ہے۔

(شرح مواہب زرقانی، ج: 1، ص: 409)

(5) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:......

آپ کا نام ''ہند'' ہے، والد کا نام حذیفہ ہے۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے ہوا، دونوں میاں بیوی نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، 4ہجری میں آپ کے شوہر کا انتقال ہوا، پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا، آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو اٹھتر 378احادیث شریفہ روایت کیں اور 84سال کی عمر میں 61ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:11، ص: 191)

آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے۔

(6) ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:......

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ اپنے چچا زاد بھائی سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، آپ اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت ثانیہ میں ہجرت کی تھیں، پھر مکہ مکرمہ آنے کے بعد اُن کے شوہر انتقال فرما گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرما کر ام المؤمنین کا شرف عطا کیا، والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام شموس بنت عمرو تھا۔ آپ کا وصال ماہ شوال 52ھ مدینہ منورہ میں ہوا اور مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔

(7) ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:......

پہلے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، آپ کے خاوند جنگ بدر میں شہید ہوگئے۔

(شرح مواھب زرقانی، ج:4، ص: 417)

3ھ غزوۂ اُحد سے ایک ماہ قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں زوجیت میں داخل فرما کر عظیم شرف بخشا۔

4ھ ماہِ ربیع الآخر آپ کا وصال ہوا اور آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

(سیرت حلبیه، ج:3، ص: 346)

(8) ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:......

آپ غرباء ومساکین کو کھلانے کا بڑا اہتمام فرماتی تھیں اسی لئے آپ کا لقب مبارک ''اُم المساکین'' ہے، آپ رشتہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی جان حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہوتی ہیں، پہلے آپ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر 5ھ میں آپ کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ 21ھ مدینہ منورہ میں وصال پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(9) ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:......

آپ پہلے کنانہ بن الحقیق کے نکاح میں تھیں پھر آپ کا عقدِ مبارک سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا، آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، تمام ازواجِ مطہرات میں آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ ایک برگزیدہ نبی کی اولاد میں ہیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، پہلے آپ کا نام زینب تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام مبارک صفیہ رکھا۔

آپ کا 50ھ یا 52ھ مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

(10) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:......

آپ قبیلۂ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی ہیں، پہلے آپ کا نام برّہ تھا پھر آپ کا اسم مبارک جویریہ ہوا۔

غزوۂ مریسیع میں فتوحات کے نتیجہ میں حضرت جویریہ آئیں تھی، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں آزاد فرما کر شرف زوجیت سے مشرف فرمایا، جب صحابہ کو یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ہے تو سب نے کہا کہ جس خاندان میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرمالیں اُس خاندان کا کوئی فرد غلام یا باندی نہیں رہ سکتا؛ چنانچہ سبھوں نے اس قبیلہ کے سارے غلام و باندیوں کو آزاد کردیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا کے نکاح سے بڑھ کر برکتوں والا کسی کا نکاح نہیں؛ کیونکہ اُن کی برکت سے اُن کے خاندان کے سارے غلام و باندیاں آزاد ہوگئے۔

50ھ مدینہ طیبہ میں وصال پاکر آپ بھی جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(11) ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:......

آپ کے والد کا نام حارث بن حزن تھا اور والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا، پہلے آپ ابورہم بن عبدالعزی کے نکاح میں تھیں 7ھ عمرۃ القضاء کے بعد سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا، ان کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ 51ھ میں آپ کا وصال مبارک ہوا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھانجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے پڑھائی، مکہ مکرمہ

کے مقام سرف میں آپ کا مزار مبارک ہے۔(شرح مواهب زرقانی، ج:4، ص: 418)

فی الحال اس علاقہ کو ''نواریہ'' کہا جاتا ہے، جہاں اب بھی آپ کا مزار مبارک ایک چاردیواری کے اندر محفوظ ہے۔آپ سے چھہتر 76 احادیث شریفہ مروی ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت جملہ 9 ازواج مطہرات موجود تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد سب سے پہلے حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اور سب سے اخیر میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

﴿......: تعدد ازدواج (ایک سے زائد شادیاں کرنے) کی حکمت :......﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا نکاح (25) سال کی عمر شریف میں (40) سالہ خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، جن کا وصال اعلان نبوت کے دسویں سال ہوا، اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 25 سال کا عرصہ انہی کے ساتھ گزارا، پھر ان کے وصال کے بعد (55) سالہ خاتون حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح فرمایا، اور یکم ہجری (54) برس کی عمر شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام ازواج مطہرات میں کوئی بھی اَن بیاہی نہ تھیں، دیگر تمام ازواج مطہرات نے ایک ہجری سے سات ہجری کے درمیان ہی امہات المؤمنین بننے کا شرف پایا، حالانکہ اس عرصہ میں غزوات وسرایا، بدر، احد، خندق، خیبر اور صلح حدیبیہ جیسے واقعات پیش آئے، قبائل عرب کے وفود کی کثرت سے آمد ہوتی رہی، غیر معمولی تبلیغی مشغولیت کے باوجود انہیں شرفِ زوجیت سے

نوازنا محض دینی مصلحتوں اور تبلیغی حکمتوں کی بناء پر تھا۔

تعدداز دواج کی مختلف حکمتیں ہیں یہاں ہم تین مقاصد بیان کررہے ہیں: (1) تبلیغی مقصد (2) تعلیمی مقصد (3) کفالتی مقصد۔

(1) تبلیغی مقصد:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل کے ایسے افراد کی مقدس صاحبزادیوں سے عقد نکاح فرمایا، جو اپنے قبیلہ میں ذی اثر تھے اور قبیلہ کے سارے افراد ان کے تابع تھے تاکہ اس کی برکت سے ان قبائل کی اسلام دشمنی ختم ہو اور محبت والفت کی راہ ہموار ہو، جیسا کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ آدمی اپنے قرابتداروں سے قربت وتعلق رکھتا ہے، اس طرح انہیں اسلام کی نعمت سے مالا مال ہونے کا موقع نصیب ہوا۔

(2) تعلیمی مقصد:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ونفیس طبیعت میں حیاء کی صفت کامل طور پر موجود ہے اور عورتوں کیلئے دینی مسائل واحکام کی تعلیم دینا بھی ضروری امر ہے، حکمت الٰہی یہ تھی کہ ان ازواج مطہرات کے ذریعہ خواتین ودختران ملت تک نبوی معاشرت کی تفصیلات اور خواتین سے متعلقہ خصوصی احکام کی تعلیمات پہنچیں، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے ذریعہ خواتین کی تعلیم کا انتظام فرمایا، صحابیات ؓ اپنے نازک قسم کے مسائل امہات المؤمنین کے ذریعہ معلوم کرلیا کرتی تھیں۔

(3) کفالتی مقصد:......

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

علاوہ باقی جن خواتین کوشرف زوجیت سے نوازا وہ شوہر دیدہ تھیں، ان میں اکثر تنگدستی کی زندگی گزار رہی تھیں، آپ نے ان خواتین سے عقد نکاح فرما کر اُن کی کفالت و پرورش کی ذمہ داری لی، ان کی تنگدستی کو فراخی سے اور مصیبت کو راحت سے بدل دیا، اس طرح آپ نے ان مقدس خواتین کے لئے معاشرتی طور پر امداد و تعاون کا ذریعہ فراہم کیا۔

علاوہ ازیں بعض خواتین کے بیوہ ہو جانے کی وجہ سے اسلام پر قائم رہنا مشکل امر بن گیا تھا، اُن کے خاندان والوں سے اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ ان کے لئے کہیں مشکلات پیدا نہ کردیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد نکاح فرما کر ان کی کفالت اور ایمان کی حفاظت فرمادی۔

سوالات

1۔ازواج مطہرات کے اسماء گرامی مع مختصر حالات لکھئے۔

2۔تعدد ازواج کی حکمتیں تفصیل سے تحریر کیجئے؟

3۔حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی خصوصیات و خدمات لکھئے؟

4۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حالات وخصوصیات قلمبند کیجئے۔

5۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اخیر میں کن سے عقد نکاح فرمایا؟ اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ بیان کیجئے۔

6۔ان کے نکاح سے بڑھ کر برکتوں والا کسی کا نکاح نہیں؛ کیونکہ اُن کی برکت سے اُن کے خاندان کے سارے غلام و باندیاں آزاد ہوگئے۔ یہ جملہ کس ام المؤمنین نے کس ام المؤمنین کے بارے میں فرمایا بیان کیجئے؟

سبق نمبر:6

اولاد امجاد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد امجاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے ہیں، سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، آپ حضرتِ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تین اور صاحبزادیاں چار ہیں:

(1) حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ (2) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ

(3) حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

(1) حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ عنہا (2) حضرت سیدتنا رقیہ رضی اللہ عنہا

(3) حضرت سیدتنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا (4) حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

مختصر سیرت اولادِ امجاد

1) حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ:......

حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، اعلانِ نبوت سے پہلے ہی دو سال کی عمر مبارک میں وصال پا گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ''ابوالقاسم'' صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کے نام سے ہے۔

2) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:......

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے

شہزادے ہیں، آپ کی ولادت اعلانِ نبوت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی اور کم سنی ہی میں وصال فرما گئے، آپ کا لقب ''طیب وطاہر'' ہے۔

3) حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ:......

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ امجاد میں سب سے چھوٹے شہزادے ہیں، آپ کی ولادت ماہ ذوالحجہ 8ہجری مدینہ طیبہ کے قریب مقامِ عوالی میں ہوئی اور زمانۂ شیرخواری ہی میں آپ کا وصال مبارک ہوا، اور جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کا مزار مبارک ہے، بوقت وصال آپ کی عمر مبارک 7یا 8ماہ تھی۔

4) حضرت زینب رضی اللہ عنہا:......

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باعظمت صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، آپ کی ولادتِ باسعادت مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت سے دس سال قبل ہوئی۔

آپ کی شادی اعلانِ نبوت سے قبل ہی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی؛ جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور 8ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ آپ کے کفنِ مبارک کے لئے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبندِ مبارک عطا فرمایا اور انہیں اپنے دستِ مبارک سے جنت البقیع میں قبر کے اندر رکھا۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے جن کا نام علی رضی اللہ عنہ اور ایک صاحبزادی جن کا نام امامہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

6) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا:......

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے سات سال پہلے ہوئی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ایک فرزند تولد ہوئے جن کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال بیس (20) برس کی عمر میں ہوا، آپ کا مزارِ شریف جنت البقیع میں ہے۔

6) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا:......

ماہِ ربیع الاول 3 ہجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا؛ اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو "ذُو النُّورَیْن" یعنی دو نور والے کہا جاتا ہے۔

ماہِ شعبان المکرّم 9 ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصالِ مبارک ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

7) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:......

حضرت فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا کی ولادتِ مبارکہ اعلانِ نبوت کے پہلے سال ہوئی، اور ایک روایت کے مطابق اعلان نبوت سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت بابرکت ہوئی۔

(سبل الھدی والرشاد، ج 11، ص 37)

جامع ترمذی شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا، وہ اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں آیا تھا وہ اللہ تعالی سے اجازت

حاصل کر کے حاضر ہوا تا کہ میری خدمت میں سلام پیش کرے اور یہ خوشخبری دے کہ ’’فاطمہ اہل جنت کے تمام عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں‘‘۔

اسی وجہ سے آپ کو سیدۃ نساء اہل الجنۃ (یعنی خواتین جنت کی سردار) کہا جاتا ہے۔

’’زہراء‘‘ کے معنی روشن و بارونق کے ہیں ،اور’’بتول‘‘ کے معنی یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہنے والی کے ہیں اور’’زاہدہ‘‘ دنیا سے بے رغبت رہنے والی کے ہیں۔

’’فاطمہ‘‘(رضی اللہ عنہا)نام رکھنے کی وجہ!:......

آپ کی عظمت شان آپ کے مبارک نام ہی سے آشکار ہے،سنن دیلمی اور کنز العمال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مبارک ’’فاطمہ‘‘اس لئے رکھا گیا، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے چاہنے والوں کے حق میں شفاعت کر کے دوزخ سے چھٹکارا دلانے والی بنایا ہے۔

(کنز العمال،حدیث نمبر:34227)

اللہ تعالی نے حضرت خاتون جنت کو تقوی وطہارت کی نعمت اور عفت وعصمت کی مقدس چادر عطا فرمائی ،اور قیامت تک آنے والی خواتین کے لئے آپ کو نمونہ بنایا، آپ کی سیرت خواتین امت کے لئے مشعل راہ ہے۔

ہجرت کے دو سال کے بعد آپ کا عقدِ نکاح مولائے کائنات' حیدرِ کرار' شیر خدا' حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔جن کے بطنِ مبارک سے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: امام ہمام حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا

امام محسن رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصالِ مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ اقدس کے چھ ماہ بعد 3 رمضان المبارک 11 ہجری میں ہوا، اور آپ کا مزار شریف بھی جنت البقیع میں ہے۔

سوالات

1۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے صاحبزادے اور کتنی صاحبزادیاں تھیں؟ اُن کے نام لکھئے؟

2۔ حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

3۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

4۔ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

5۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

6۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

7۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

8۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات بیان کیجئے؟

9۔ حضرت طیب وطاہر کس کا لقب تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذی النورین کہنے کی کیا وجہ تھی۔

10۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیاں کونسے ام المؤمنین کے بطن مبارک سے ہیں۔

سبق نمبر: 7

اعلان نبوت سے قبل و بعد کے اہم واقعات

1۔ تعمیر خانۂ کعبہ:......

خانۂ کعبہ کی تعمیر ابتدا سے لے کر عبدالملک بن مروان کے دور تک جملہ دس مرتبہ ہوئی ہے جن میں نئے سرے سے تین مرتبہ تعمیر ہوئی:

1) سب سے پہلے زمین پر خانۂ کعبہ کو فرشتوں نے بیت المعمور کے بالمقابل تعمیر کیا

2) اس کے بعد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر فرمایا

3) پھر حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کا شرف حاصل کیا۔

4) اس کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے انہیں بنیادوں پر اس کو تعمیر فرمایا۔

5) بعد ازاں قوم عمالقہ نے اس کو تعمیر کیا۔

6) اس کے بعد قبیلۂ جرہم نے تعمیر کی سعادت حاصل کی۔

7) پھر قریش کے مورث اعلیٰ قُصّی بن کلاب کو اس کی تعمیر کا شرف حاصل ہوا۔

8) اس کے بعد قبیلۂ قریش نے بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک رہے۔ آپ بنفس نفیس مبارک کندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔

9) پھر نبی کریم کے ہدایت کردہ نقشہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حطیم کی زمین کو کعبہ میں شامل کر کے تعمیر فرمایا۔

10) پھر عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ نقشہ کے برخلاف جاہلیت کے نقشہ کے مطابق اس کو کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت وحکمت:......

آٹھویں مرتبہ قریش نے خانۂ کعبہ کی تعمیر جدید کی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے اور اپنے مبارک کندھوں پر پتھر اٹھا کر لائے جس کی تفصیل یہ ہے: کعبہ کی عمارت زمین کے نشیبی علاقہ میں موجود تھی، پہاڑوں سے بہنے والا بارش کا پانی جب اس وادی سے گزرتا تو سیلاب کی شکل میں ہوتا جس سے عمارت بہہ جاتی یا مرمت کی ضرورت پڑتی، اسی لئے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کی تعمیر نئے طور پر ہو اور دروازہ بلند رکھا جائے تاکہ سیلاب کا پانی اندر داخل نہ ہوسکے اور عمارت کی چھت بنائی جائے، تعمیر میں مکہ شریف کے ہر قبیلہ کا سردار شریک ہو، چنانچہ مختلف کام مختلف لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

جب حجرِ اسود رکھنے کی باری آئی تو آپس میں سخت جھگڑا ہوا، ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ شرف اس کے حصہ میں آئے، اس اختلاف کی بھڑکنے والی آگ کو ٹھنڈا کرنا ضروری تھا۔

ایک عمر رسیدہ شخص کے مشورہ پر یہ طے پایا کہ کل صبح جو سب سے پہلے حرمِ کعبہ میں داخل ہو اُس کو امیر بنالیا جائے وہ جو فیصلہ دے اُسے قبول کیا جائے۔ دوسرے دن صبح جو پہلے تشریف لائے وہ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ کو دیکھ کر سب

نے کہا: بخدا! یہ ''امین'' ہیں، ان کے فیصلہ پر ہم راضی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر بچھا کر حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے رکھا اور حکم فرمایا کہ اس چادر کو ہر قبیلہ سے ایک ایک سردار پکڑ کر اُٹھائے، جب حجر اسود کو رکھنے کے مقام پر پہنچے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست پاک سے اس پتھر کو اس کی جگہ رکھ دیا اور آپ کے اس حکیمانہ فیصلہ نے لوگوں کو ایک بڑی جنگ اور خون خرابہ سے بچالیا۔

2۔حلف الفضول:......

حِلْفُ الْفُضُوْل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی

دور جاہلیت میں عرب قبائل کے درمیان لمبی لمبی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں، ان میں سے ایک حَرْبِ فِجَارْ ہے، جس کا سلسلہ نہایت طویل عرصہ تک جاری رہا، اس وقت معاشرہ میں بدامنی عام تھی، لوگ خوف وہراس میں زندگی گزارتے تھے، لوٹ مار، قتل وغارت گری روز کا معمول تھا، وحشت ودہشت سماج پر چھائی رہتی تھی، حَرْبِ فِجَارْ کے ختم ہونے کے بعد اس بدامنی والی کیفیت سے بیزار ہوکر چند امن پسند افراد نے ایک پُرامن تحریک شروع کی۔

بعثت نبوی سے بیس سال پہلے بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد اور عرب کے دیگر قبیلوں کے سرداروں نے عبداللہ بن جُدْعان کے گھر ایک میٹنگ کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے اس معاہدہ کے لئے سب سے پہلے دعوت دی اور کہا کہ بدامنی کی اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے کوئی معاہدہ کیا جانا چاہئے، اس

وقت ''حِلْفُ الْفُضُوْل'' کے نام سے ایک معاہدہ طے پایا، تمام سرداروں نے امن کے قیام کے لئے اور قتل وخون ریزی کے خلاف حلف لیا کہ

(1) معاشرہ سے بدامنی دور کی جائے گی

(2) مسافرین کوتحفظ دیا جائیگا

(3) مظلوم اپنا ہو یا بیگانہ' اس کی نصرت وحمایت کی جائے گی

(4) غریبوں کا تعاون کیا جائیگا

(5) ظالم یا غاصب کو مکہ میں رہنے نہیں دیا جائیگا

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک تھے، اس وقت آپ کی عمر مبارک بیس سال تھی، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: میں عبداللہ بن جُدْ عان کے گھر جب یہ معاہدہ طے پایا' موجود تھا، مجھے اس معاہدہ سے اس قدر مسرت ہوئی کہ اس معاہدہ کے بدلہ میں اپنے لئے سرخ رنگ کے اونٹ بھی پسند نہیں کرتا، اور اگر اسلام کے زمانہ میں اس جیسے معاہدہ کے لئے دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔

اس معاہدہ کو''حِلْفُ الْفُضُوْل'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ قریش کے اس معاہدہ سے عرصہ پہلے قبیلۂ جرہم کے سرداروں نے اسی قسم کا ایک معاہدہ کیا تھا، قبیلۂ جرہم کے اس معاہدہ کی تحریک چلانے والوں کا نام ''فَضْل'' تھا؛ فَضْل بن فَضالہ، فَضْل بن وَداعہ، فَضْل بن حارث، اس لئے اس معاہدہ کا نام ''حِلْفُ الْفُضُوْل'' (فضل نام والے افراد کا معاہدہ) رکھا گیا۔

(سبل الهدى والرشاد ، جماع ابواب بعض الامور الكائنة بعد مولده وقبل بعثته صلى الله عليه وسلم ، الباب الحادى عشر فى شهوده صلى الله عليه وسلم حلف الفضول)

3۔غارِحراء میں خلوت:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ کا چالیسواں سال تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوخلوت محبوب بنادی گئی، مکہ شریف سے تین میل دور ایک پہاڑ ہے جس کوجبل نور کہا جاتا ہے،اس کی اونچائی میں ایک غار ہے،جس کو''غارِحرا'' کہتے ہیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادتِ خدا کے ارادہ سے وہاں تشریف لے جاتے اور اس غار میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہا کرتے تھے،مختصر ستو بطورِ غذا ساتھ لے جاتے، جب وہ ختم ہوجاتا تو کبھی بنفس نفیس دولت خانہ واپس تشریف لاتے کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کر غار حرا میں حاضر ہوتیں۔

(صحیح بخاری،باب بدء الوحی،حدیث نمبر:3)

4۔آغازِ وحی:......

معمول شریف کے مطابق معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی عبادت، ذکر ومراقبہ میں مشغول تھے اچانک ایک دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اورعرض کیا:'' اِقْرَاْ ''پڑھیئے!نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھنے والانہیں،فرشتہ نے گرم جوشی کے ساتھ آپ سے معانقہ کیا پھر عرض کیا: پڑھیئے!حضور نے فرمایا: میں پڑھنے والانہیں۔اس طرح تین بار کیا اور تیسری بار سورہ علق کی پہلی آیت'' اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ '' سے پانچویں آیت تک تلاوت کی،ان

آیاتِ کریمہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر اپنے کاشانہ اقدس تشریف لائے۔

نزولِ قرآن کی وجہ سے خاص انوار وتجلیات کا ظہور ہوا تھا اور شانِ رسالت و نبوت سے حق تعالیٰ کا قرب خاص ملا تھا، جس کی وجہ سے جسم مبارک کانپ رہا تھا، دولت خانہ پر تشریف لاکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے چادر اڑھاؤ؛ مجھے چادر اڑھاؤ! آپ نے چادر اڑھادی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی قوم کے جھٹلانے کا اندیشہ ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا : جب آپ ہیں تو ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کی شان بلند رکھے گا اور اپنی مدد کو نہیں روکے گا۔ آپ رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا زاد بھائی ''ورقہ بن نوفل'' کے پاس گئیں، جو ایک خدا کو ماننے والے تھے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، انھوں نے کہا: یہ وہی فرشتہ ہے جو انبیاء کرام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا رہا، کاش کہ میں اعلانِ نبوت کے وقت نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا؛ جب قوم کی شرارت کی وجہ سے آپ کو مکہ مکرمہ سے نکلنا ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان لوگوں کی وجہ سے مجھے مکہ سے نکلنا ہوگا؟ تو ورقہ نے کہا: جو بھی نبوت لے کر آئے ان کی قوم مخالفت پر اتر آئی اور ان سے دشمنی کی۔

پھر چند دن بہ حکمت الٰہی وحی کا سلسلہ موقوف رہا اور پھر سورہ مدثر کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

نوٹ: یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ مذکورہ حدیث شریف میں وارد کلمات ''**ما انا بقارئ**'' (میں پڑھنے والا نہیں) کا معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کے مطابق کیا جانا چاہئے ، اللہ تعالی نے آپ کو براہ راست تمام علوم عطا فرمائے ہیں ، سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **الرحمن علم القرآن** . ترجمہ: خدائے رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔

(سورۂ رحمن ، آیت :1)

اس بات میں کسی شخص کو اختلاف نہیں کہ '' قرآن کریم' علوم ومعارف کا ایک عظیم خزانہ ہے، ہر خشک وتر کا علم اس میں موجود ہے، وہ ظاہری و باطنی تمام علوم کا سرچشمہ ہے، آج سائنسداں اس بات کا اعتراف کررہے ہیں کہ قرآن کریم میں ''سائنس'' کا علم بھی موجود ہے۔

غور کرنا چاہئے کہ جب قرآن کریم میں تمام علوم موجود ہیں اور اللہ تعالی نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھایا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام علوم کے جاننے والے ہیں۔

اللہ تعالی نے آپ کو اس قرآن کریم کی تعلیم دی ،علوم ومعارف سے نوازا کہ آپ کو ساری انسانیت کا معلم بنا کر مبعوث فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: **كَمَا أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِنْكُمْ يَتْلُوْ عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ.**

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے تم میں ایک عظمت والے رسول کو بھیجا ہے، جو تم پر ہماری آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں ، اور تمہیں پاک وصاف کرتے ہیں ، اور تمہیں کتاب

وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں (ان چیزوں کا) علم دیتے ہیں جو تم جانتے نہ تھے۔

(سورۂ بقرہ، آیت: 151)

''ماانا بقارئ'' کا مفہوم:......

(ماانا بقارئ)''میں پڑھنے والا نہیں'' کی تشریح کرتے ہوئے اہل معرفت نے کیا خوب کہا ہے......دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حراء میں اللہ تعالی کے ذکر ومراقبہ میں مشغول تھے اور انوار وتجلیات کے مشاہدہ میں مستغرق تھے کہ یک بیک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہوکر کہا پڑھیئے تو آپ اس کیفیت سے جس میں آپ سرشار تھے اِدھر متوجہ ہونا نہیں چاہے اور فرمایا کہ ''میں پڑھنے والا نہیں'' یعنی میں اس وقت نہیں پڑھوں گا۔ انہوں نے پوری قوت اور گرم جوشی کے ساتھ معانقہ کرکے اس استغراق سے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تب بھی آپ میں پڑھنے والا نہیں کہہ کر متوجہ نہیں ہوئے۔ جب تیسری مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوری قوت اور گرم جوشی کے ساتھ معانقہ کرکے کہا: **اقرأ باسم ربک**، آپ اپنے رب کے نام سے پڑھیئے! (سورۂ علق، آیت: 1) چونکہ جس کے جلووں میں آپ مستغرق تھے اس رب کا نام سنا تو آپ ادھر متوجہ ہوئے اور بغور سننے لگے۔

النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کا معنیٰ:......

امی عربی زبان کا لفظ جو''ام'' کی طرف منسوب ہے جس کے مختلف معانی آتے ہیں، جس میں سے ایک معنی اصل اور جڑ کے آتے ہیں، علم تفسیر کی مایہ ناز کتاب تفسیر روح البیان میں ہے کہ امی کے معنی اُس ذات گرامی کے ہیں جو اصل کائنات ہیں،

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصل الموجودات ہے یعنی تمام کائنات کی اصل ہے۔

والدہ کو بھی عربی زبان میں ام کہتے ہیں کیونکہ ماں اپنی اولاد کے لئے اصل ہوتی ہے، اسی طرح مکہ مکرمہ کو ام القریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں زمینی اعتبار سے بالکل درمیان میں واقع ہے، اور وہ ساری زمین کی اصل ہے، ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساری کائنات کی اصل ہیں ، اللہ تعالی نے سب سے پہلے ہمارے نبی کے نور مبارک کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وجود میں آئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید میں جو لفظ امی آیا ہے وہ اسی معنی میں مستعمل ہے، اس کے برخلاف امی کے معنی جاہل اور ان پڑھ سے کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہے، کیونکہ آپ کو اللہ تعالی نے ساری کائنات کا معلم بنا کر بھیجا ہے، جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے: **و انما بعثت معلما** . ترجمہ: اس کے سوانہیں کہ مجھے معلم یعنی سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا۔ (سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر: 234)

اور مکہ شریف کو چونکہ ام القریٰ کہا جاتا ہے، جس طرح ہندوستان کے رہنے والے کو ہندوستانی اور مدینہ منورہ کے رہنے والے کو مدنی کہتے ہیں اسی طرح ام القریٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو اُمی کہا گیا۔

البتہ اس لفظ کے ایک اور معنی مفسرین نے یہ بتلایا کہ آپ نے مخلوق سے کوئی علم نہیں سیکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے علوم سکھا کر مخزن العلوم بنا کر مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **و علمک ما لم تکن تعلم** . ترجمہ: اور رب نے

آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (سورۃ النساء:113)

خفیہ و پوشیدہ تبلیغ اور سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرات:......

وحی نازل ہونے کے بعد ابتداء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ اور پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ دعوتِ اسلام کے اس طریقۂ کار پر ایمان لانے والے مرد حضرات میں سب سے اول ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ''، خواتین میں ''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا''، صاحبزادوں میں ''حضرت علی رضی اللہ عنہ''، غلاموں میں ''حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ'' ہیں۔ دیگر حضرات نے ان کے بعد اسلام قبول کیا، اس طرح انہیں اسلام قبول کرنے میں سبقت کا شرف حاصل ہے۔

(مواهب لدنيه، ج:1، ص: 244۔ سبل الهدی والرشاد، ج: 2، ص: 300)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ترغیب دلانے پر بھی کئی حضرات ایمان لائے اور یہ تبلیغ کا خفیہ طریقہ تین سال تک جاری رہا۔

قریبی رشتہ داروں میں تبلیغ:......

جب ایک اچھی خاصی جماعت تیار ہوئی تو ارشاد الٰہی ہوا:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

ترجمہ: (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

(سورۃ الشعراء،آیت :214)

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر قبیلۂ قریش کو نِدا دی اور فرمایا: اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہوگا تو کیا میری

بات کو سچ مانو گے؟ سب نے کہا: ہاں! آپ صادق وامین ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو سنو! میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے، میں تمہیں ایک خدا کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم بت پرستی سے باز نہ آ ؤ گے تو تم پر عذابِ خدا نازل ہوگا۔ تو سب ناراض ہوئے، گستاخی کی باتیں کرتے ہوئے نکل گئے اور ابولہب نے کہا: ''تَبّاً لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا اَمْ لِھٰذَا دَعَوْتَنَا ''(ہلاکت ہو آپ کی! کیا آپ نے ہم کو اسی لئے جمع کیا؟) اسی وقت اس کی مذمت میں سورۂ لہب نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ، وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ" حدیث نمبر: 4770)

علانیہ تبلیغ:......

اعلانِ نبوت کے چوتھے سال حکم آیا:

'' فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ '' ترجمہ: (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کو جو حکم دیا گیا علی الاعلان فرمائیے! (سورۃ الحجر، آیت: 94)

اس وقت سے مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم ہوا۔

اہل مکہ کا نازیبا سلوک اور اذیتیں:......

اسلام دینِ حق ہے اور حق ہمیشہ غالب اور بلندر ہتا ہے، کبھی مغلوب نہیں ہوتا، باطل پرست ہمیشہ حق کو مٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور جب کوئی صورت نہیں بنتی تو اہل حق پر ظلم وستم ڈھانا اور انہیں اذیتیں دینا شروع کرتے ہیں، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کو مختلف تکالیف دی گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم پر کاہن، ساحر اور جادوگر ہونے کے الزامات لگائے گئے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں نماز ادا کررہے ہوتے تو گلے میں چادر ڈال کر مبارک گلے کو زور سے دباتے اور جب قرآنِ شریف برسرِ عام سنایا جاتا تو تالیاں اور سیٹیاں بجا کر شور مچایا جاتا، کبھی آپ پر کچرا ڈالا جاتا اور کبھی راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے۔ بہر حال اتنی مصیبتوں کے بعد اسلام ہم تک پہنچا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کے اثر کا یہ عالم ہے کہ جب کسی کو سمجھاتے یا کسی سے کچھ فرماتے تو سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور اسلام قبول کرلیتا، اسی لئے مشرکوں نے آپ کو لوگوں کے درمیان۔ نَعُوْذُ بِاللّٰه۔ جادوگر مشہور کر رکھا تھا، مگر اس وقت کے دانشورانِ قوم جنہیں سردارانِ مکہ ابوجہل وغیرہ نے دعوتِ اسلام کو روکنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا وہ بھی آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور خود ان مشرکین کو جھٹلانے لگے۔

مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ:......

کفار کی ایذا رسانیاں صرف سرکار کی حد تک محدود نہ تھیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اذیتیں پہونچاتے، اور مصائب وتکالیف کے پہاڑ ڈھاتے، مختلف انواع کی اذیتیں دیتے، کسی کو آگ پر لٹاتے تو کسی کو گرم تپتی ہوئی ریت پر برہنہ لٹا کر سینہ پر وزنی پتھر رکھتے، کسی کو قید کرکے کوٹھری میں بند کردیتے تو کسی کے ہاتھ پیر باندھ کر ناک میں دھواں دیتے کہ سانس لینا بھی مشکل ہوجاتا، کسی کی پشت پر کوڑے مار کر انہیں تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے تو کسی کو لوہا گرم کرکے داغ دیتے اور کسی کو پانی میں اس قدر ڈبکیاں

دیتے کہ دم گھٹنے لگتا تو کسی کو کوئلہ کے انگاروں پر لٹاتے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم کی انتہاء:......

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی باندھ کر گلی کوچوں اور بازاروں میں گھسیٹا جاتا اور عین دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینۂ مبارک پر وزنی پتھر رکھ دیا جاتا۔امیہ بن خلف نے (جس کے آپ غلام تھے لیکن بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کردیا) کہا: اے بلال! اسلام کو چھوڑ دو؛ ایمان سے باز آجاؤ! لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ بآواز بلند یہی کہتے -اَحَد اَحَد-اللہ ایک ہے،اللہ ایک ہے۔

حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا کی شہادت:......

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کفار نے اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہوگئے، آپ کی والدہ- حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا- جب اسلام لائیں تو ابوجہل نے نیزہ لے کر زیرِ ناف ایسا وار کیا کہ آپ شہید ہوگئیں۔اسلام میں سب سے پہلی شہید ہونے والی خاتون آپ ہی ہیں۔حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد- حضرت یاسر رضی اللہ عنہ- کو بھی مارتے رہے؛ یہاں تک کہ آپ بھی شہید ہوگئے۔

حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ کا جائیداد ترک کرنا:......

حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ کو بھی کفار طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہتے، جب آپ ہجرت فرمانے لگے تو انہوں نے کہا: اگر تم ہجرت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں سارا مال اور اپنی ساری دولت چھوڑ کر جانا ہوگا،آپ بخوشی ساری دولت واَملاک چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

غرض کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کوطرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، کفار نے ایذارسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ہر وقت نئی نئی ترکیبوں سے تکلیفیں دیتے رہے ،مگر صحابۂ کرام کی استقامت کے کیا کہنے !اسلام پر ایسے جمے رہے کہ ذرابرابر بھی ایمان میں تزلزل نہ آسکا،ظلم وستم، جوروجفا کے پہاڑ ڈھائے گئے لیکن ان کے اِستقلال میں رمق برابر بھی تذبذب نہ آنے پایااورعزم وہمت کے ایسے پیکر بنے رہے کہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اہل مکہ کی طرف سے مال وجاہ کی پیش کش اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب :.......

بے انتہاء تکلیفیں اورسخت مصیبتیں دیئے جانے کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مشن بند نہ فرمایا تو کفارِ مکہ یہ سمجھنے لگے کہ مال و دولت،عزت وحشمت اور سرداری کے لئے آپ یہ نیا دین پیش کرتے ہیں،سب مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہنے لگے: آپ دعوتِ اسلام سے باز آئیں تو پورا مکہ آپ کےفرمان کے تابع ہوگا اور آپ کو مال و دولت دی جائے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی احمقانہ باتیں سن کرقرآن شریف کی تلاوت شروع فرمائی،جس کوسن کرسب متاثر ہوئے مگر دلوں پرگمراہی کے پردے تھے اسی لئے حق سے منہ موڑ کر چلے گئے۔

پھر کفارِ مکہ کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ حضرت ابوطالب کے ذریعہ ہم ان کو خاموش کرسکتے ہیں،سب نے ان کے پاس آکر شکایت کی ،حضرت ابوطالب نے انہیں سمجھا کرلوٹا دیااور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھرے لہجے میں کہا کہ مشرکینِ مکہ بہت بگڑے ہوئے ہیں،اگرآپ اس کام سے نہ رکیں تو وہ ہم پرتلوار بھی اٹھاسکتے

ہیں، یہ گفتگوسن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی لاکر رکھ دیں تو میں اپنے اس کام سے باز نہ آؤں گا، یہاں تک کہ یہ کام مکمل ہو جائے یا پھر میں اس راہ میں شہید ہو جاوں، آپ کی یہ گفتگو سنی تو انہوں نے کہا: اے پیارے بھتیجے! اپنا مشن جاری رکھئے! جب تک میں ہوں آپ کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔(سبل الھدی والرشاد، ج: 2، ص: 326/327)

سوالات

1۔تعمیر خانۂ کعبہ کی مختصر تاریخ بیان کیجیے۔

2۔خانۂ کعبہ کی جس تعمیر میں حضور ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اس کا مختصر ذکر کیجئے۔

3۔حلف الفضول کا پس منظر اور اہم شقیں بیان کیجئے

4۔آغاز وحی سے متعلق اپنی معلومات ضبط تحریر میں لائیے۔

5۔تبلیغ کے تینوں مراحل بیان کیجئے۔

6۔اہل مکہ کا نازیبا سلوک واذیتیں اور مسلمانوں کے صبر وثبات کو بیان کیجئے۔

7۔'اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اپنے اس کام سے باز نہیں آؤنگا' اس تاریخی جملے کا پس منظر بیان کیجئے۔

سبق نمبر:8

5 نبوی سے 10 نبوی تک کے اہم واقعات

5 نبوی ہجرت حبشہ:......

جب مسلمانوں پر ظلم وستم روز بروز بڑھنے لگا اور مکہ کی زمین ان کے لئے تنگ ہوتی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ ہجرت' اعلانِ نبوت کے پانچویں سال ہوئی، اس قافلہ میں گیارہ (11) مرد حضرات اور چار (4) باعظمت خواتین تھیں۔

(شرح مواهب زرقانی، ج:1، ص: 503۔ سبل الهدی والرشاد، ج:2، ص: 363)

جب ان حضرات کو کفارِ مکہ کے مسلمان ہوجانے کی اطلاع ملی تو وہ سب پھر مکہ مکرمہ آ گئے اور اس کے بعد جملہ تراسی (83) مرد حضرات اور اٹھارہ (18) خواتین نے دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

کفار مکہ کے سفیر، نجاشی بادشاہ کے دربار میں:......

کفارِ مکہ کو مسلمانوں کی ہجرت کی خبر پہنچی تو ان کا پیچھا کیا، مسلمان جلد ہی کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوچکے تھے، جس کی وجہ سے کفار ناکام واپس لوٹے لیکن کفارِ مکہ کب خاموش رہنے والے تھے؟۔

ایک وفد' حبشہ پہنچا اور حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' کے دربار میں آ کر نذرانہ پیش کیا اور کہا کہ ہمارے کچھ مجرم' مکہ سے بھاگ کر آپ کی پناہ میں آئے ہیں، آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے!

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر:......

نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر گفتگو کا آغاز کیا اور عام درباریوں کی طرح سجدہ نہ کیا، لوگوں نے سخت سست کہا تو آپ نے فرمایا:

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا: اے بادشاہ! ہم جاہل لوگ تھے، بت پرستی میں مبتلا تھے، چوری، ظلم، دغابازی ہمارا شیوہ تھا۔ ایک عظیم رسول ہماری طرف تشریف لائے اور ان تمام برائیوں سے ہمیں منع فرمایا اور ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا، ہم ان کے حکم پر عمل کرنے لگے تو قوم ہماری دشمن بن گئی، ان کی اذیتوں سے بچنے کے لئے ہم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اب یہ لوگ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ اُسی گمراہی اور اندھیرے میں لوٹ جائیں!

بادشاہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر بے حد متاثر ہوا۔ کفار نے کہا: ان کا عقیدہ تمہارے پیغمبر کے بارے میں بھی کچھ اور ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسکا جواب دینے کے بجائے سورۂ مریم کی تلاوت کی، جس سے بادشاہ پر رقت طاری ہوئی اور آنسو جاری ہو گئے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بغیر والد کے حضرت مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے۔

نجاشی نے یہ سن کر کہا: سلطنت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا اور آپ کے نعلین مبارک سیدھے کرتا اور قدم پاک

دھوتا، پھر بادشاہ نے کفارِ مکہ کو ڈانٹ کر انہیں دربار سے نکلوادیا اور ان کے تحفے واپس کردئے۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:2،ص:391)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت:......

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے صحن میں بلند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے، اہل مکہ کے بچے اور عورتیں اس مقدس وشیریں کلام کو سن کر بے حد متاثر ہوتے تھے، کفار نے آپ کو تنگ کیا اور آپ پر بھی زیادتی کرنے لگے تو آپ نے ہجرت حبشہ کا ارادہ فرمایا، سامانِ سفر لے کر نکلے تھے کہ راستہ میں قبیلہ ''قارہ'' کا سردار ''مالک بن دغنہ'' ملا اور پوچھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ آپ نے ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تو اس نے کہا: آپ جیسا نیک انسان جو دوسروں کی مدد کرتا اور لوگوں کا بوجھ اٹھاتا ہے؛ شہر کے اندر رہنے کے قابل ہے، آپ میرے ساتھ چلئے؛ میں آپ کو امان دیتا ہوں اور کفار مکہ کو جمع کر کے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو میں نے امان دی ہے، کوئی انہیں تکلیف نہ دے!

کفار نے کہا: ہم ایک شرط پر یہ بات تسلیم کرتے ہیں، وہ یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر چھپ کر قرآن کی تلاوت کریں۔ ابن دغنہ نے یہ شرط منظور کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چند دنوں تک اسی طرح چھپ کر آہستہ تلاوت کرتے رہے مگر آپ کی اسلامی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ باطل خداؤں کی عبادت کھلے طور پر ہو اور معبودِ برحق کی عبادت پوشیدہ اور خفیہ طور پر۔ اسی لئے بلند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔

کفار نے ابن دغنہ سے شکایت کی، اس نے آپ سے کہا: آپ یا تو قرآن

آہستہ پڑھیں یا میں اپنی پناہ سے دست بردار ہو جاؤں گا! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی پناہ واپس لے لو، مجھے میرے رب کی پناہ کافی ہے۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:2، ص:410)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان:......

جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے ، اسلام اپنی صداقت وحقانیت کی بنیاد پر ترقی کرتا ہوا امن وامان کی چادر پھیلاتا جارہا تھا، اب ایسے لوگوں کی باری تھی جو جاہ وجلال ،عزت وعظمت رکھتے ہوں اور اہل مکہ میں ان کا رعب و دبدبہ ہو اور ان کی بات ٹالی نہ جاتی ہو۔

اعلانِ نبوت کے چھٹویں سال ایسی مقدس ہستیاں قلعۂ اسلام میں داخل ہوئیں جن سے اسلام کا پرچم بلند ہوا اور مسلمان علانیہ طور پر معبودِ حقیقی کی عبادت کرنے لگے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ سے چند سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ وہ آپ کو بہت چاہتے تھے، وہ آپ کے رضاعی بھائی تھے اور بڑی بہادری ودلیری رکھتے تھے، صبح شکار کے لئے جاتے تو شام گھر واپس لوٹتے تھے، پھر خانۂ کعبہ کے طواف کے لئے آتے ،قریش کے سرداروں کی محفل میں بیٹھتے تھے، ایک دن معمول کے مطابق جب شکار سے واپس لوٹے تو آپ کی بہن ''حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا'' نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے آج ابوجہل نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیسا گستاخانہ برتاؤ کیا؟ یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی تیر کمان لے کر ابوجہل کے پاس پہنچ گئے اور کمان سے بڑی قوت کے ساتھ اس کے سر پر ایسا مارا کہ سر پھٹ گیا اور کہا: کیا تو نہیں جانتا میں بھی انہیں کے دین پر ہوں؟ یہ دیکھ کر قبیلۂ بنی مخزوم کے لوگ ابوجہل کی

مدد کے لئے آئے تو اس نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنی ہاشم سے بنی مخزوم کی جنگ نہ چھڑ جائے ؛ کہا: چھوڑ دو! میں نے آج ان کے بھتیجے کو بہت سخت سست کہا۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے، جس میں سے ایک شعر یہ ہے:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدٰى فُؤَادِىْ

إِلَـى الْإِسْلَامِ وَالـدِّيْـنِ الْـحَـنِيْفِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میرا دل اسلام اور ہدایت کے لئے اس نے کھول دیا ہے۔

(شرح مواهب زرقانی، ج:1، ص :477/478۔ سبل الهدی والرشاد، ج:2، ص: 332)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان:......

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کے تین (3) دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایمان لائے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ایک دن ننگی تلوار لئے غصہ کی حالت میں جا رہے تھے، راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، آپ کے اسلام کی حضرت عمر کو خبر نہیں تھی، پوچھا: اے عمر! ننگی تلوار لئے کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے کہا: آج داعئ اسلام کا فیصلہ کر دینا چاہتا ہوں! انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن ''فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا'' اور بہنوئی ''سعید بن زید رضی اللہ عنہ'' مسلمان ہو گئے ہیں۔ آپ رخ بدل کر بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کر رہے تھے، فوراً تلاوت چھوڑ کر بہن نے دروازہ کھولا۔

حضرت عمر نے غصہ میں کہا: کیا تو بھی مسلمان ہوگئی؟ پھر بہنوئی کی طرف جا کر انہیں زمین پر پٹخ دیا اور سینہ پر سوار ہو کر مارنے لگے، جب بہن روکنے کے لئے قریب آئیں تو انہیں ایسا طمانچہ مارا کہ چہرہ زخمی ہو کر خون سے لت پت ہو گیا، بہن نے بآواز

بلند کہا: عمر! چاہے کچھ بھی کرلو؛ اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہن کے چہرہ کو دیکھ کر اور ایمانی جذبات سے لبریز یہ گفتگو سن کر رقت طاری ہوئی اور کچھ دیر خاموش رہے پھر کہا: جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ دکھاؤ! تو بہن نے کہا: تم ناپاک ہو، جب تک غسل کرکے پاک نہ ہوجاؤ گے قرآن شریف کے مبارک اوراق کو نہیں چھو سکتے۔ آپ نے فوراً غسل کیا پھر جب آیاتِ قرآنیہ کے مبارک اوراق لئے تو نظر سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیتوں پر پڑی، آیاتِ کریمہ پڑھتے ہی جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہن کے گھر سے ننگی تلوار لئے جب وہاں پہنچے تو دروازہ بند تھا، مسلمانوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آمد کی اطلاع مل چکی تھی، اس لئے دروازہ کھولنے میں تاخیر کررہے تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو! اگر نیک نیتی سے آئے ہیں تو استقبال کیا جائے گا ورنہ اسی تلوار سے اُن کا سر اُڑادیا جائے گا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے؟ کیا باز نہیں آ ؤ گے؟ اسلام میں داخل ہوجاؤ!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند توحید و رسالت کی گواہی دی، تمام مسلمانوں نے خوشی کے مارے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے پر تمام آسمان والوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور خوشیاں منائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر علی الاعلان حرم کعبہ میں مسلمانوں نے نماز ادا کی۔

(شرح مواهب زرقانی، ج:2، ص: 5۔ سبل الهدی والرشاد، ج:2، ص: 372)

تین سال بنو ہاشم کا مقاطعہ اور شعب ابی طالب:......

آئے دن مسلمانوں کی تعداد میں کثرت ہونے اور کفارِ مکہ کے بڑے بڑے بہادروں کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے دشمنان اسلام کی تشویش بڑھنے لگی اور سب سرداروں نے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم کا سماجی مقاطعہ کیا جائے، نہ ان کے خاندان میں شادی کی جائے اور نہ اُن سے تجارت کی جائے، نہ انہیں کھانا پانی دیا جائے اور نہ اُن سے میل جول رکھا جائے۔

بنو ہاشم کے کل افراد کو حضرت ابوطالب کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی میں محصور کر دیا گیا، جس کو ''شعب ابی طالب'' کہا جاتا ہے۔ تین سال تک مکمل سماجی مقاطعہ جاری رہا بچے اتنا روتے تھے کہ مکہ کی آبادی میں ان کی آواز سنائی دیتی اور بنو ہاشم درخت کے پتوں پر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔

آخر کار، قریش کے کچھ افراد کو اپنی حرکت پر ندامت ہوئی، پھر دوبارہ مجلس منعقد ہوئی اور پُر جوش تقریریں ہوئیں، اُن میں حضرت ابوطالب بھی تھے، اُنہوں نے موقع غنیمت جان کر کہا: میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ جس کاغذ پر لکھا ہوا ہے اس کو کیڑے کھا چکے ہیں؛ البتہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام ہے وہ محفوظ ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ معاہدہ کھول کر دیکھ لو، اگر واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہا گیا تو اس محاصرہ کو برخاست کر دو اور اس کے خلاف نکلے تو میرے بھتیجے کو میں تمہارے حوالہ کر دوں گا۔

جب معاہدہ کے کاغذات کھول کر دیکھے گئے تو سارے مجمع نے دیکھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام ہے وہ باقی ہے، باقی سب دیمک نے کھا لیا ہے، اس طرح تین سال بعد سوشل بائیکاٹ ختم ہوا اور بنو ہاشم کو راحت ملی۔

(سبل الهدی والرشاد، ج:2، ص: 377۔ مواهب لدنیه، ج:2، ص: 12)

''عام الحزن''غم کا سال:......

شعب ابی طالب سے باہر تشریف لانے کے کچھ دن بعد ابو طالب بیمار ہو گئے اور آٹھ مہینے بعد انتقال کر گئے۔ آپ کی وفات سے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا اور بہت تکلیف پہنچی کیوں کہ زندگی بھر آپ حق کی مدد و نصرت، حمایت و دستگیری کیا کرتے تھے۔

(سبل الهدى والرشاد، ج:2، ص:428)

یہ زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا؛ جو ہمیشہ دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے فکر مند رہا کرتیں اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تسکین دیا کرتیں۔ اُنہوں نے اپنا مال ومنال سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر آپ کے وصال کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس سال کا نام ''عَامُ الْحُزْنُ''غم کا سال رکھا گیا۔

(مواهب لدنيه، ج:2، ص: 49۔ سبل الهدى والرشاد، ج:2، ص: 434)

سوالات

1۔ نجاشی و حضرت جعفر طیار کی گفتگو کا خلاصہ پیش کیجئے اور یہ بتائیے کہ ہجرت حبشہ میں کتنے صحابہ شریک تھے؟۔

2۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت امیر حمزہ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیجئے۔

3۔ شعب ابی طالب کے بارے میں ایک جامع نوٹ لکھئے۔

4۔ عام الحزن (غم کا سال)' کس سال کو کہا جاتا ہے؟ اور اسکی وجہ کیا ہے؟

سبق نمبر:9

طائف کا سفر:......

مسلسل دس (10) سال تک جد و جہد اور محنت کے باوجود اہل مکہ کی بے راہ روی، عناد و سرکشی اور ہٹ دھرمی ختم نہ ہوئی تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لے کر ماہِ شوال میں طائف کا سفر فرمایا۔

''طائف'' مکہ مکرمہ سے ایک راستہ سے (61) اکسٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور دوسرے راستہ سے (91) اکانوے کیلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک مسلسل تبلیغِ اسلام فرماتے رہے لیکن اہلِ طائف نے بجائے ایمان لانے کے آپ کے ساتھ مختلف قسم کی شرارتیں شروع کر دیں۔

طائف کے بڑے مالداروں میں تین بھائی تھے جن کا نام ''عبد یالیل، مسعود، حبیب'' تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس تشریف لے جا کر جب دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے انکار کیا اور بدتمیزی کی باتیں کیں پھر چند غنڈوں اور بدمعاشوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے آپ کے پیچھے لگا دیا، جس گلی سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے وہ غنڈے اور بدمعاش راستہ کے دونوں جانب کھڑے ہو جاتے اور آپ پر پتھر برساتے، جس سے آپ کے قدم مبارک لہولہان ہو گئے اور نعلین مبارک خون سے بھر جاتے۔

رحمۃ للعالمین کی شان رحمت:......

اس وقت پہاڑوں کے فرشتہ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اگر آپ حکم فرمائیں تو میں پہاڑوں کو اٹھا کر اُن لوگوں پر اُلٹ دوں گا لیکن اللہ اکبر شانِ رحمت! نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں' میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، رحمتِ خداوندی سے امید رکھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اُن کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو اُس کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق،باب إذا قال أحدكم آمين والملائكة فی السماء، فوافقت إحداهما الأخرى، غفر له ما تقدم من ذنبه ،حدیث نمبر: 3231۔صحیح مسلم، كتاب الجهاد والسير،باب ما لقی النبی صلى الله عليه وسلم من أذى المشركين والمنافقين،حدیث نمبر:4754)

جنات کا مشرف باسلام ہونا:......

اسی سفر سے واپسی کے وقت مقام نخلہ میں جِنّات کی ایک جماعت حاضرِ خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئی، اسلام لانے والی یہ جنوں کی جماعت نے اپنے دیگر بھائیوں کو دعوت وتبلیغ دی؛ چنانچہ مکہ شریف کے دیگر جِنّات کی جماعتیں بھی حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئیں۔

(مواهب لدنيه ،ج:2، ص:56۔ سبل الهدى والرشاد، ج:2، ص: 443)

معجزہ شق القمر 10 نبوی:......

کفارِ قریش کسی نہ کسی طریقہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکنا چاہتے تھے چنانچہ ابوجہل نے اسی سلسلہ میں اپنے ایک دوست حبیب بن مالک کو بلوایا؛ تاکہ وہ اہل مکہ کو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے روکے،

حبیب بن مالک جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ابوجہل ان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سی شکایتیں کرنے لگا، یہ سن کر حبیبِ بن مالک نے کہا کہ میں پہلے ان سے مل کر تو دیکھوں کہ وہ کون ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ حبیب بن مالک فلاں مقام پر سردارانِ قریش کے ہمراہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف لے گئے۔ حبیب نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی۔

حبیب نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو نبوت کی صداقت پر بطورِ دلیل معجزہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جو معجزہ تم چاہتے ہو میں اس کو دکھا سکتا ہوں! حبیب نے کہا : میں دو معجزے دیکھنا چاہتا ہوں: پہلا یہ کہ آپ چاند کے دو ٹکڑے کر دیں اور دوسرا آپ خود بتادیں کہ میں کیا چاہتا ہوں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام سردارانِ قریش کے ساتھ جبل ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور اپنی انگشت مبارک سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا، فوراً چاند دو ٹکڑے ہو گیا؛ یہاں تک کہ تمام لوگوں نے بچشمِ خود دیکھ لیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

حبیب نے کہا کہ میری ایک اور شرط آپ کے ذمہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حبیب! تمہاری ایک لڑکی اندھی، بہری اور لنگڑی ہے، تم چاہتے ہو کہ وہ شفایاب ہو جائے۔ جاؤ! تمہاری لڑکی صحت یاب ہو گئی ہے!

یہ سننا ہی تھا کہ حبیب بن مالک نے کہا:

یا اھل مکۃ لا کفر بعد الایمان ، اعلموا انی اشھد ان لاالہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ،

ترجمہ: اے اہل مکہ ایمان کے بعد کفر نہیں ہوسکتا، تم جان لو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔حبیب کلمۂ شہادت پڑھ کر دولتِ ایمان سے مالا مال ہوگئے۔

پھر جب وہ اپنے گھر پہنچے تو دیکھا وہی لڑکی جو اپاہج تھی کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے دروازہ کھول رہی ہے، دریافت کیا بیٹی! ماجرا کیا ہے؟ کہنے لگی: ابا جان! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حسین وجمیل نورانی بزرگ تشریف لائے، اور فرمایا: بیٹی! دیکھو تمہارے والد مشرف باسلام ہوگئے ، اگر تم بھی مشرف باسلام ہوجاؤ گی تو تمہارے اعضاء صحیح وسالم ہوجائیں گے اور تمہیں صحت وشفا مل جائے گی۔تو میں نے کلمۂ شہادت پڑھا تو میں اُسی وقت شفایاب ہوگئی۔

(عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ۔علامۃ عمر بن احمد الخربوتی۔ص:122/123)

ڈوبا سورج پلٹا دیکھو! چاند بھی شق ہوگیا
اقتدار مصطفیٰ کی ہر گھڑی اک شان ہے

(مؤلف)

نیک طبیعت لوگوں نے تو حق واضح ہونے کے بعد سرِ تسلیم خم کرلیا اور جن لوگوں نے اپنے دلوں کو شقاوت کا مرکز بنالیا تھا وہ روشن آیات وکھلے معجزات کے مشاہدہ کے بعد بھی انکار ومخالفت پر اڑے رہے اور دولتِ ایمان وسعادتِ اسلام سے محروم رہے۔

نورِاسلام کاظہور مدینہ منورہ میں:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینۂ منورہ کی جانب ہجرت فرمانے سے قبل اس کا نام ''یثــــرِب'' تھا یعنی بیماریوں اور مصیبتوں والا شہر لیکن آپ کے قدمِ مبارک کی برکت سے وہ شفاء اور راحتوں والا شہر ''مدینہ طیبہ'' ہوگیا۔

اعلانِ نبوت کے وقت وہاں دو مشہور قبیلے ''اوس وخزرج'' آباد تھے، ان لوگوں نے یہودیوں سے سن رکھا تھا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔

ادھر 11 نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے آنے والے قبائل کو دعوتِ اسلام دے رہے تھے کہ قبیلۂ اوس وخزرج کے کچھ لوگ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور اسلام کی دعوت دی، آپ کی زبانِ مبارک سے جب انہوں نے آیاتِ قرآنیہ سنیں تو ان کے دلوں پر رقت طاری ہوگئی اور دل موم کی طرح نرم ہوکر حق کی طرف جھک گئے اور وہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوالِ مبارکہ وصفات کریمہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ وہی رسولِ محتشم ہیں، یہ وہی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے مبعوث ہونے کا یہود ذکر کرتے ہیں، انہیں یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، وہ تمام حضرات فوراً مسلمان ہوگئے اور صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئے، واپس اپنے شہر جاکر تبلیغِ اسلام کرنے لگے۔

بیعت عقبہ اولیٰ 12 نبوی:......

دوسرے سال بھی حج کے موقع پر بارہ 12 اشخاص منیٰ کی ایک گھاٹی میں خفیہ طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کرکے داخلِ اسلام ہوئے،

جن میں سے دس(10)اصحاب قبیلۂ خزرج اور دو(2)اصحاب قبیلۂ اوس کے تھے۔ ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ ایک ایسے معلم کو روانہ فرمایئے جو ہمیں احکامِ اسلام وتعلیماتِ دین سمجھائے اور ہمارے یہاں تبلیغِ اسلام کرے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

(سبل الھدی والرشاد، ج: 3، ص:194)

یہ بیعت چونکہ منیٰ کی گھاٹی (عقبہ) میں ہوئی اس لئے اس کا نام ''بیعتِ عقبہ اولیٰ'' رکھا گیا اور اسی سال ماہِ رجب کی ستائیسویں رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کا سفر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص و دیدارِ پاک کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

سوالات

1۔طائف کا سفر کب واقع ہوا اور طائف میں دی گئی اذیتوں کی تفصیل لکھئے!

2۔جنّات کب مشرف باسلام ہوئے مختصراً تحریر کیجئے؟

3۔معجزۂ شق القمر کا واقعہ مختصراً بیان کیجئے!

4۔مدینہ میں اسلام کی آمد کس طرح ہوئی تفصیلات بیان کیجئے؟

5۔بیعت عقبہ اولی کس بیعت کو کہا جاتا ہے؟ یہ کب اور کہاں لی گئی؟

6۔حبیب بن مالک کے مشرف باسلام ہونے اور ان کی صاحبزادی کے ایمان لانے کا واقعہ تحریر کیجئے؟

سبق نمبر:10

معجزۂ معراج شریف 12 نبوی:......

طائف کی زمین میں دی گئی تکلیفوں اور مصیبتوں سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر گرانی اور خاطرِ عاطر پر حزن طاری تھا، حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین قلب کی خاطر اور آپ کو فرحت و مسرت عطا کرنے کے لئے و نیز مخلوق پر آپ کی قدر و منزلت آشکار کرنے کے لئے اپنے قربِ خاص میں طلب کیا، آسمانوں کی سیر کروائی، جنت و دوزخ کا نظارہ کروایا اور اپنے دیدار سے نوازا، اس مقدس سفر کو قرآن شریف میں ''اِسراء'' اور احادیث شریفہ میں ''اسراء و معراج'' سے یاد کیا گیا۔ اسراء کا معنی ہے ''رات میں لے جانا'' اور معراج کا معنی ہے ''کمالِ عروج و بلندی''، مسجد حرام کعبۃ اللہ سے بیت المقدس کا سفر ''اسراء'' کہلاتا ہے اور بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک کی سیر کو ''معراج'' کہا جاتا ہے۔

جسم اطہر و روح مبارک کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں تک سیر کی، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمایا، آگے عرش الٰہی اور ماوراءِ عرش رب نے جہاں تک چاہا سیر فرمائی اور حالتِ بیداری میں سرِ مبارک کی مقدس آنکھوں سے دیدارِ حق تعالیٰ کی نعمت سے سرفراز ہوئے، یہ سب رات کے مختصر حصہ میں ہوا۔ یہ سفر مبارک طائف سے واپسی کے بعد اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت سے پہلے 12 نبوی 27 تاریخ، شب دوشنبہ، ماہ رجب کو ہوا۔

سفر معراج جسم وروح کے ساتھ:......

اکثر علماء یہ لکھتے ہیں کہ معراج شریف جملہ 34 بار ہوئی، جس میں ایک بار روح مبارک اور جسم اطہر کے ساتھ ہوئی ہے اور جو شخص روحِ مبارک وجسم اطہر کی معراج کا انکار کرے وہ فاسق و بدعتی ہے، جیسا کہ حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معراج' حالتِ بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ ہوئی، یہی اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ہے، لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج صرف روح کو ہوئی یا حالتِ نیند میں ہوئی تو وہ بدعتی گمراہ، گمراہ کرنے والا اور فاسق ہے۔

(تفسیرات احمد یہ، ص:330)

معراج جسمانی کا ثبوت:......

معراج جسمانی قرآن کریم سے ثابت ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص کو رات کے مختصر سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی' جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تا کہ انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں' بے شک وہی سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

(سورۂ بنی اسرائیل:1)

جسمانی معراج کی واضح دلیل آیت معراج میں وارد ''بِعَبْدِهٖ'' کا کلمہ ہے۔
''عَبْدٌ'' کے معنی سے متعلق مفسرین نے فرمایا ہے کہ روح اور جسم کے مجموعہ کا

نام ''عبد'' ہے، عبد (بندہ) نہ صرف روح کو کہا جاسکتا ہے اور نہ محض جسم کو۔ لہٰذا لفظ عبد سے معلوم ہوا کہ معراج روحِ اقدس وجسمِ اطہر کے ساتھ ہوئی۔

(تفسیر کبیر رازی، سورۃ بنی اسرائیل:1)

صحیح احادیث میں براق لائے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

(صحیح مسلم،حدیث نمبر: 429 ۔ مستدرك على الصحيحين ،حاكم ،حديث نمبر:8946)

ظاہر ہے کہ براق جیسے جانور پر روح اطہر نہیں بلکہ جسم منور کی سواری ہوتی ہے۔

واقعۂ معراج کی تفصیلات:......

ماہ رجب کی ستائیسویں شب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ کعبہ کے پاس حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان میں آرام فرمارہے تھے، اللہ تعالی کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام لکھوکھا فرشتوں کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں نورانی قندیلیں تھیں خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور اپنے کافوری رخسار آپ کے مبارک تلوؤں سے لگائے، اس کی ٹھنڈک سے آپ نے اپنی نورانی آنکھیں کھولیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالی آپ کو سلام فرماتا ہے، اللہ تعالی آپ کو وہ عزت وبزرگی عطا فرمائے گا اور اکرام کا ایسا معاملہ فرمائے گا کہ کائنات میں آپ سے قبل کسی کو اس طرح عزت واکرام سے نہ نوازا ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو یہ اعزاز ملے گا، آپ کو اس بلندترین مرتبہ پر فائز کرے گا کہ آج تک نہ کسی نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔

(معارج النبوۃ،ج:1،ص:401)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم کے کنویں کے پاس تشریف لے گئے ، سینۂ اقدس چاک کیا گیا، ایمان وحکمت سے لبریز طشت اُس میں انڈیل دیا گیا۔

اس موقع پر آپ نے غسل کا ارادہ فرمایا، اللہ تعالی کے حکم سے رضوانِ جنت یاقوت کے لوٹوں میں جنت سے آبِ کوثر لائے، آپ نے اس پانی سے غسل فرمایا، اس کے بعد آپ کی خدمت میں نورانی لباس لایا گیا اور وہ نورانی عمامہ پیش کیا گیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے سات ہزار سال قبل آراستہ کیا گیا تھا، چالیس ہزار فرشتے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو کر اللہ تعالی کی تسبیح وتہلیل کیا کرتے اور درود شریف کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔

آپ کو وہ جنتی لباس پہنایا گیا اور نورانی عمامہ سر مبارک پر باندھا گیا، جس پر بجائے گُل بوٹوں کے یہ نقش تھے:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ"

"مُحَمَّدٌ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ"

"مُحَمَّدٌ خَلِیْلُ اللّٰهِ ﷺ"

"مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰهِ ﷺ"

(معارج النبوۃ، ج:1، ص:401/402)

سواری کے لئے جنت سے براق لایا گیا، جس کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ جہاں تک نظر پڑتی وہاں قدم رکھتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے۔ اس شان کے ساتھ آپ کی سواری نکلی کہ ستر ہزار فرشتے سیدھی جانب، ستر ہزار فرشتے بائیں طرف اور ہر فرشتے کے

ہاتھ میں عرش کے نور کی قندیلیں تھیں، یہ سارا نور اور فرشتوں کی نورانیت ایک جانب تھی اور آپ کے چہرۂ انور اس طرح نورانی تھا کہ آپ کا نور سب پر غالب تھا۔

بیت المقدس میں جلوہ گری:......

مکمل تعظیم واحترام کے ساتھ آپ کی مبارک سواری کو بیت المقدس لایا گیا، جگہ جگہ آپ کا بہترین انداز میں استقبال کیا گیا۔

مسجد اقصی کے پاس فرشتوں نے دو جانب صفوں میں کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کیا، مبارک باد پیش کی اور ان الفاظ سے سلام عرض کرنے لگے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ　　اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ

ترجمہ: اے وہ ذات! جو سب سے اول (باعتبارِ تخلیق اور شفاعت سب سے پہلے) ہے؛ آپ پر سلام ہو!

اے وہ بابرکت ذات! جو انبیاء میں سب سے اخیر میں تشریف لائی ہے؛ آپ پر سلام ہو!

اے وہ باعظمت ذات! حشر کے دن لوگ جس کے قدموں میں جمع کئے جائیں گے؛ آپ پر سلام ہو!

آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے جبریل امین سے دریافت کیا: اے جبریل! یہ کس انداز سے سلام پیش کررہے ہیں؟ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی تو وہ معزز ومکرم ہستی ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آپ روضۂ اطہر سے جلوہ افروز ہوں گے، تمام امتوں میں سب سے پہلے آپ ہی کی

امت قبروں سے اٹھے گی، آپ ہی کی وہ باعظمت ہستی ہے جو سب سے پہلے شفاعت کرے گی اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔آپ انبیاء کرام میں سب سے اخیر میں ''خاتم النبیین'' کی شان کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور یقیناً 'حشر' میں آپ ہی کا بول بالا ہوگا، آپ کی امت کو نوازا جائے گا۔

(الکشف والبیان ثعلبی، سورۃ الاسراء، آیت:1)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوکر بیت المقدس تشریف لائے اور براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء کرام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں۔

آپ مسجد اقصی میں داخل ہوئے، تمام انبیاء کرام وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر تھے، سبھوں نے آپ کا استقبال کیا۔

انبیاء کرام کی امامت فرمانا:......

حضرات انبیاء کرام سے ملاقات کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان کہی، صفیں باندھ لی گئیں، ابھی امامت کا مصلّٰی خالی تھا، حضرت جبریل امین علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آگے تشریف لے جائیے؛ اور سارے انبیاء اور رسولوں کی امامت کیجئے! چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی، تمام انبیاء کرام اور فرشتوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث مبارک ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَحَانَتِ الصَّلاۃُ فَأَمَمْتُهُمْ.

ترجمہ: جب نماز کا وقت آیا تو میں نے انبیاء کرام کی امامت کی۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر المسیح ابن مریم---حدیث نمبر:448)

بیت المقدس میں انبیاء کرام کے خطبے:......

نماز کے بعد ایک جلسہ منعقد ہوا، ایک کے بعد ایک نبی و رسول کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے، ان حضرات نے اپنے خطبوں میں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی اور اس کا شکر ادا کیا، اور ان فضائل و خصوصیات کو بیان کیا جو اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمائے ہیں، چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خطبہ دیا، پھر حضرت موسی علیہ السلام نے، پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے، پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے خطبہ دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا: ہر ایک پیغمبر نے خدا کی تعریف کی اب میں بھی بیان کرتا ہوں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، سب تعریف اس خدائے تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا' تمام عالم کے لئے مجھ اکیلے کو پیغمبر اور ہادی بنایا، مجھ پر وہ قرآن مجید اتارا؛ جو حق اور باطل میں پورے طور سے فرق کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر ایک اصول بیان فرما دئے' اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا' میرے ذِکر کو اپنے ذِکر کے ساتھ ملایا' کوئی جگہ میرے ذکر سے خالی نہ چھوڑی' مجھ کو سب سے اوّل نبوت عطا فرمائی' سب کے بعد خاتم الانبیاء (آخری نبی) بنا کر بھیجا' مجھے رؤف ورحیم کا خطاب عطا فرمایا' میری امّت کو ساری امتوں پر بزرگی دی' میری پوری امّت کو منصب نبوت یعنی مرتبۂ امر معروف عطا کیا' انھیں دنیا میں سب سے پیچھے بھیجا' مگر آخرت میں سب سے پہلے بخشے گا اور جنت میں سب سے اول داخل کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ:......

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ ختم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے فیصلہ کے طور پر فرمایا:

اے پیغمبروں کی جماعت ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وہ وہ فضائل بیان فرمائے کہ بلا شک وہ تم سب پر فضیلت لے گئے اور سب سے بڑھ گئے، اس لئے کہ اگلے پیغمبروں نے جو باتیں بیان کیں وہ جلد فنا ہونے والی یا صرف جسم پر اثر ڈالنے والی تھیں، جیسے سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے معجزے، یہ سب فانی معجزے ہیں، بخلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے اور فضائل، روحانی اور باقی رہنے والے ہیں اور حضرت نے اپنی امّت کو بھی بزرگی دلوائی جو کسی پیغمبر میں یہ بات نہیں۔

(سبل الهدى والرشاد، ج: 3،ص:84۔خصائص کبری، ج: 1ص:292۔الاسراء والمعراج سیوطی، ج: 1،ص:24۔مدارج النبوۃ مترجم، ج:1،ص:216۔معراج نامه ،ص:61،60 ۔ از : حضرت محدث دکن رحمة الله عليه)

دو برتنوں کا پیش کیا جانا:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر میرے سامنے دو(2) برتن لائے گئے: ایک برتن میں ''دودھ'' تھا اور دوسرے میں ''شراب'' تھی، مجھ سے کہا گیا کہ ان میں سے آپ جو چاہیں وہ برتن لیں! تو میں نے ''دودھ'' کا برتن لیا اور اس کو نوش کرلیا، مجھ سے کہا گیا کہ ''آپ نے فطرت کو چن لیا ہے''(اور اپنی امت کے لئے ہدایت اور دینداری اختیار فرمائی ہے) اگر آپ شراب کا برتن لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(صحيح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب"واذكرفي الكتاب مريم"حديث نمبر:3437)

بیت المقدس سے آسمانوں کا سفر:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت المقدس سے باہر تشریف لائے

تو وہاں زمین سے آسمان تک ایک خوبصورت سیڑھی لگائی گئی کہ مخلوق نے ایسی خوبصورت سیڑھی نہ دیکھی۔اس سیڑھی کی ایک پٹری سونے کی اور دوسری چاندی کی تھی ؛ جوموتی اور جواہرات سے آراستہ کئے ہوئے تھے۔

(سبل الهدى والرشاد، ج:3،ص:86)

سیڑھی کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا سرا آسمان کے دروازہ سے ملا ہوا ہے، ایک سرخ یاقوت کا اور دوسرا سبز زمرد کا۔

(معارج النبوة، ج:1،ص:414)

اس سیڑھی کی دونوں جانب فرشتے صف بستہ کھڑے تھے۔

(سبل الهدى والرشاد، ج:3،ص:86)

اور آپ کی خدمت میں سلام پیش کررہے تھے۔اس سیڑھی سے آپ پہلے آسمان پرتشریف لے گئے۔پھرآسمانوں کی سیر شروع ہوئی،مختلف طبقات پرمختلف انبیاء کرام نے آپ کا استقبال کیا: **پہلے آسمان** پر ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔**دوسرے آسمان** پرحضرت عیسی علیہ السلام اورحضرت یحیی علیہ السلام سے۔**تیسرے آسمان** پرحضرت یوسف علیہ السلام سے۔**چوتھے آسمان** پرحضرت ادریس علیہ السلام سے ۔**پانچویں آسمان** پرحضرت ہارون علیہ السلام سے۔**چھٹویں آسمان** پرحضرت موسی علیہ السلام سے اور **ساتویں آسمان** پر ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

(الاسراء والمعراج، سیوطی، ج:1ص:27)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام (اور دیگر تمام انبیاء کرام) نے آپ کا استقبال

کیااورسبھوں نے کہا:اے(دیدارالٰہی کی)صلاحیت رکھنے والے نبی! مبارک؛ مرحبا!

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے، جوانوارالٰہی کی تجلیات کا مقام تھا، آپ کواللہ تعالی نے وہ قرب کا مقام عطافرمایا جوکسی اورکوحاصل نہیں۔

اُدْنُ مِنِّیْ کی صدا سے ہورہا ہے یہ عیاں
آپ کی قربت پہ حیراں عالمِ امکان ہے

(مؤلف)

محبوب ومحب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جوراز ونیاز کی باتیں ہوئیں، قرآن کریم اس طرح بیان فرماتا ہے: فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔

ترجمہ: پس اُس نے اپنے بندۂ خاص کی طرف وحی فرمائی جووحی فرمائی۔

(سورۃ النجم،آیت:10)

اللہ تعالی کے دیدار کی بحث:......

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے آپ کواپنے دیدار سے مشرف کیا، جس کا ذکر قرآن شریف میں اس طرح ہے: مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی.

ترجمہ: اُنہوں نے جومشاہدہ کیادل نے اُسے نہیں جھٹلایا۔ (سورۃ النجم،آیت :11)

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔

ترجمہ: بیشک اُنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی (جلوۂ حق) کامشاہدہ کیا۔

(سورۃالنجم ،آیت:18)

کتاب الشفاء میں ہے: بہت سے صحابۂ کرام اورتابعینِ عظام یہ فرماتے ہیں

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دومرتبہ دیدار کیا۔

(معجم اوسط طبرانی ، باب المیم من اسمہ محمد ، حدیث نمبر: 5922۔ مواھب لدنیہ، ج:8،ص:247)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مقام عرفہ میں ملاقات کی تو انہوں نے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اتنا بلند نعرہ لگایا کہ پہاڑ گونجنے لگے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیشک ہم بنوہاشم سادات ہیں۔تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت اور کلام کو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا موسی علیہ السلام کے درمیان تقسیم کردیا،حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کا دیدار کیا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہم کلامی سے مشرف ہوئے۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ النجم ،آیت:5)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ، ج:1،ص:197)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا! اگر مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت حاصل ہوتی تو ضرور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرتا،انہوں نے فرمایا تم کس چیز سے متعلق دریافت کرتے؟ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تھا' تو آپ نے فرمایا: میں نے نورِ حق کو دیکھا ہے۔

(صحیح مسلم،کتاب الایمان،باب فی قوله علیه السلام نور انی أراه .وفی قوله رأیت نورا ،حدیث نمبر:462)

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ' جو امام بخاری کے دادا' استاذ ہیں فرماتے ہیں:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر تین مرتبہ قسم کھاتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔

(تفسیر عبدالرزاق،حدیث نمبر:2940۔مواهب لدنیه،ج:8، ص:244)

کتاب الشفاء میں ہے: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میرا مذہب وہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا، دیکھا، دیکھا آپ سانس رُکنے تک فرماتے رہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ، ج:1،ص:197۔الروض الانف ، رؤیة النبی ربه)

سفر معراج کی سواریاں:......

معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سواریوں پر سوار ہوئے۔

(1) مکہ شریف سے بیت المقدس تک ''براق'' پر۔

(2) بیت المقدس سے آسمان اوّل تک ''نور کی سیڑھیوں'' پر۔

(3) آسمانِ اوّل سے ساتویں آسمان تک ''فرشتوں کے پروں'' پر۔

(4) سدرۃ المنتہیٰ تک ''جبرئیل علیہ السلام کے بازوؤں'' پر۔

(5) سدرۃ المنتہیٰ سے عرش تک ''رَفْرَف'' پر، عرش سے اَوْ اَدْنٰی تک ''اپنے

نورانی قدم مبارک'' سے۔

مکمل سفر مختصر سے وقفہ میں تکمیل کرنے کے بعد جب واپس تشریف لائے اور صبح قوم میں اعلان فرمایا تو لوگوں نے انکار کیا اور طعن وتشنیع کرنے لگے۔اس انکار سے بھی پتہ چلتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی تھی؛ اگر صرف روحانی معراج کی بات ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے۔

فرضیتِ نماز:......

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تحفے عطا فرمائے ہیں ان عظیم بابرکت تحفوں میں ایک تحفہ نماز ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پچاس نمازوں کا تحفہ لے کر واپس ہورہے تھے تو حضرت موسی علیہ السلام سے آپ کی چھٹویں آسمان پر ملاقات ہوئی اورانہوں نے درخواست کی کہ آپ کی امت پر پچاس نمازیں بھاری ہوں گی،آپ اللہ تعالی سے عرض کیجئے کہ اس میں تخفیف (کمی) کرے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے اور تخفیف کے لئے درخواست کرتے رہے؛ یہاں تک کہ پانچ نمازیں مقرر کی گئیں۔

اللہ تعالی نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ میری بات اٹل ہے، بدل نہیں سکتی،لہذا نمازیں تو پانچ مقرر ہے لیکن پانچ (5) نمازوں پر پچاس (50) نمازوں کا ثواب عطا کروں گا۔

صلوۃ (نماز) کا معنی ومفہوم:......

عربی زبان میں نماز کو ''صلوٰۃ'' کہا جاتا ہے،لفظ صلوۃ کے معنی،دعا،رحمت اور استغفار کے آتے ہیں،نماز کو ''صلوٰۃ'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ مذکورہ تمام معانی اس عبادت میں پائے جاتے ہیں،نماز میں دعا کی جاتی ہے،نماز کی وجہ سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور نماز میں بندہ اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے۔

نماز کی اہمیت:......

نماز ایسی عبادت ہے جو سب سے پہلے فرض ہوئی ،فرائض اسلام میں یہ وہ اہم ترین فریضہ ہے جسے ہر روز پانچ مرتبہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان،امیر ہو یا فقیر،تندرست ہو یا بیمار،سفر میں ہو یا حضر میں' حالت امن میں ہو یا حالت جنگ میں، راحت میں ہو یا مصیبت میں' کوئی بالغ مسلمان اس سے علحدہ نہیں، پانچ نمازوں میں جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہے تو ایک مسلمان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ فریضۂ نماز ادا کرے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی.

ترجمہ:تمام نمازوں کی حفاظت اور پابندی کرو اور خاص طور پر درمیانی نماز عصر کی۔

(سورۃ البقرۃ،آیت:238)

نماز وہ اہمیت والی عبادت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان،خطِ فاصل اور وجہ امتیاز قرار دیا' ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ:سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

(جامع ترمذی ،ابواب الایما ن،باب ماجاء فی ترک الصلوۃ ، حدیث نمبر: 2827)

حکم پا کر سورج ٹھہر گیا:......

معراج سے تشریف لانے کے بعد جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے اس واقعہ کو بیان فرمایا تو لوگ انکار کرنے لگے اور مختلف قسم کے سوالات کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: اگر آپ واقعتاً بیت المقدس جا کر آئے ہیں تو بتائیے کہ ہمارا تجارتی قافلہ جو ملک شام گیا ہوا ہے وہ کس مقام پر ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ فلاں مقام پر ہے اور فلاں دن آئے گا! لوگ قافلہ کی واپسی کا انتظار کرنے لگے، سورج ڈوبنے کو تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم فرمایا تو وہ اپنے مقام پر رک گیا، جیسا کہ امام طبرانی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم فرمایا تو وہ دن کی ایک ساعت تک رکا رہا۔

(معجم اوسط طبرانی، باب العین، من اسمه علی، حدیث نمبر: 4187۔ خصائص کبریٰ، ج:2، ص: 82)

سوالات

1۔ معجزۂ معراج کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

2۔ معراج جسمانی کے بارے میں دلائل سے گفتگو کرتے ہوئے بتلائے کہ سواریاں کتنی اور کونسی تھیں؟

3۔ ۔مسجد اقصیٰ میں امامت انبیاء سے متعلق لکھتے ہوئے بتلائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں کیا ارشاد فرمایا؟

4۔ دیدار الٰہی کے بارے میں آپ نے جو کچھ پڑھا ہے آیات اور احادیث کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

5۔ سفر معراج سے واپسی پر کیا حالات پیش آئے؟ اور کونسا معجزہ ظہور میں آیا؟

6۔ معراج میں نماز کی فرضیت کس طرح ہوئی قلمبند کرتے ہوئے نماز کی اہمیت پر ایک جامع نوٹ لکھئے!

سبق نمبر:11

ھجرت و اسباب ھجرت

بیعت عقبہ ثانیہ 13 نبوی:.......

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعتِ دین وتبلیغِ اسلام کے لئے مدینۂ منورہ روانہ فرمایا تھا، مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمارہے اور لوگوں کو پیغامِ حق ودعوتِ اسلام دیتے رہے، جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک ہی سال میں کئی حضرات داخل اسلام ہوگئے، چنانچہ 13 نبوی میں حج کے موقع پر تہتر (73) مرد اور دو(2) عورتیں جملہ پچھتر (75) حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ کرم پر بیعت کی۔اس کو" بیعتِ عقبہ ثانیہ" کہا جاتا ہے۔

ابتدائے ہجرت مدینہ:.......

کفار مکہ کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو ان کے غیظ وغضب کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، اب تو انہوں نے مسلمانوں پر جفا کاری وایذا رسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مصائب وآلام کے پہاڑ ڈھانے لگے لیکن یہ جاں نثار صحابہ کرام، کاشانہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت میں رہ کر کمالِ استقامت کے ساتھ رضائے خدا وخوشنودئ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہر ستم وجفا گوارا کرتے رہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ مدینۂ منورہ میں مسلمان امن و

امان کے ساتھ رہ سکتے ہیں تو آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا، چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت فرمائی، پھر رفتہ رفتہ دوسرے صحابۂ کرام بھی خفیہ طور پر ہجرت فرماتے رہے۔

کفار کا ناپاک ارادہ:......

کفارِ مکہ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی حمایت کرنے والے دن بہ دن بڑھتے جارہے ہیں، مدینۂ منورہ میں مسلمان انصار کی پناہ میں ہیں اور مسلمانوں کی طاقت میں آئے دن اضافہ ہی اضافہ ہوتا جارہا ہے تو انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت نہ فرمائیں، کسی طرح آپ کو اور آپ کی دعوت کو روکا جائے۔ اسی سلسلہ میں ''دارالندوہ'' میں ایک بڑی میٹنگ رکھی گئی، جس میں تمام روساءِ قریش شریک تھے اور شیطان لعین بھی کمبل اوڑھے ایک نجدی شخص کی شکل میں ''دارالندوہ'' میں شریک ہوگیا۔ تمام لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنا اپنا مشورہ پیش کرنے لگے، کسی نے کہا کہ - نَعُوْذُ بِاللّٰہ - ان کے ہاتھ پیر میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر تاریک کوٹھری میں قید کردیا جائے اور کھانا پانی کچھ نہ دیا جائے یہاں تک کہ - نَعُوْذُ بِاللّٰہ - وہ دم توڑ دیں، یہ سن کر وہ بوڑھا شخص (شیطان) کہنے لگا: خدا کی قسم! تم ان کو کسی بھی جگہ قید میں رکھو تو ان کے جاں نثار صحابہ اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر انہیں قید سے رہا کرلیں گے۔

دوسرے شخص نے کہا کہ انہیں اس شہر سے نکال دو تاکہ وہ کہیں اور جائیں، ہمیں اور ہماری قوم کو تو نجات مل جائے گی۔ فوراً اس انسان نما شیطان نے کہا: یہ بھی کوئی رائے ہے؟ کیا تم کو نہیں معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں کیسی تاثیر ہے اور ان کے کلام میں کیسی شیرینی ومٹھاس ہے؟ اگر تم انہیں شہر بدر کروگے تو وہ دن دور نہیں ہوگا کہ

وہ تمام قبائل عرب کو دعوت اسلام دے کر اور آیاتِ قرآنیہ سنا کر داخلِ اسلام کر لیں گے اور پھر ایک لشکرِ عظیم کے ہمراہ تم پر ایسا حملہ کریں گے کہ عاجزی و رسوائی کے سوا تمہارے ہاتھ کچھ نہ لگے گا! ابوجہل کہنے لگا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک بہادر شخص کا انتخاب کیا جائے اور وہ تمام بہادر بیک وقت حملہ کر دیں، اس طرح جرم تمام قبائل کے سروں پر ہوگا اور خاندان بنو ہاشم کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ تمام قبائل سے خون کا بدلہ لیں، مجبوراً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی سے خون بہا ادا کر دیں گے۔ سارے لوگ ابوجہل کی رائے پر متفق ہو کر اس ناپاک عزم کے ساتھ اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مکر و فریب پر مطلع فرما دیا۔

واقعۂ ہجرت:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جبرئیل امین علیہ السلام پیغامِ الٰہی وحکمِ خداوندی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں بلکہ مدینۂ منورہ ہجرت فرمائیں چنانچہ عین دوپہر کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان تشریف لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم فرمایا ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیں تاکہ میں آپ کی رفاقت کی سعادت حاصل کروں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔

کفار نبی اکرم ﷺ کو صادق وامین تسلیم کرتے تھے:......

اہلِ مکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ حنیف کے منکر اور اسلام کے مخالف تھے، پیامِ اسلام سے روگرداں ومنحرف تھے لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق وامین تسلیم کرتے اور اپنے مال وزر وقیمتی اشیاء آپ کے پاس بطورِ امانت رکھا کرتے تھے، چنانچہ اس وقت بھی بہت سارے لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس تھیں۔ آپ نے وہ امانتیں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرما کر ارشاد فرمایا: ائے علی! آج تم میرے بستر پر آرام کرو اور صبح یہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا کر تم بھی مدینۂ منورہ چلے آنا۔

ادھر کفار اپنے ناپاک ارادہ کے ساتھ کاشانۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور ادھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، سید الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بسترِ مبارک پر آرام کرنے کا حکم فرما کر روانہ ہوئے۔

دوران ہجرت انوکھے واقعات و معجزات

1۔ مٹھی بھر خاک کا اثر:......

باہر تشریف لاکر ملاحظہ فرمایا کہ کفار محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک مٹھی خاک لے کر سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں اور اس مجمع میں پھینک دی اور اُن کے درمیان سے اس طرح تشریف لے گئے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

صبح جب کفار نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ مارے حسرت کے کفِ افسوس ملتے رہے۔

2۔سانپ کا اشتیاق:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی جائے ولادت' آبائی شہر'' مکہ مکرمہ'' سے ہجرت فرمائی اوراسی رات غارِثور پہنچ گئے ۔آپ نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! پہلے مجھے داخل ہونے کی اجازت عطا فرمایئے ، یہ کہہ کر غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح صفائی کی اور اپنی چادرِ مبارک پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کردیا مگر ایک سوراخ کھلا رہ گیا، پھر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اب آپ تشریف لائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے ،اورآپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا،حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھلے سوراخ پر اپنا قدم مبارک رکھ دیا،اس سوراخ سے ایک زہریلا سانپ جو کافی عرصہ سے زیارتِ حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق میں غار میں انتظار کررہا تھا، جب دیدار کے لئے کوئی راستہ نہ پایا تو وہ بار ہا آپ کو ڈستا گیا مگر آپ نے جنبش تک نہ کی کہ کہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل پڑ جائے ،مگر شدتِ تکلیف کی وجہ سے بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، جب آنسوؤں کے چند قطرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور پر نثار ہوگئے تو آپ نے اپنی چشمانِ مبارک کھولیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو رواں دیکھ کر فرمایا: ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کیا: حضور! مجھے سانپ نے ڈس لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک زخم پر لگا دیا تو فوراً سارا درد جاتا رہا۔

تین دن تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی غار میں رونق افروز رہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت حاضر ہوتے اور مکہ مکرمہ کے احوال اور قریش کی تدابیر اور منصوبوں کے بارے میں خبر لاتے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ بکریاں چراتے ہوئے غار کے پاس دو بکریاں لے کر حاضر ہوجاتے اور دونوں حضرات کو دودھ پیش فرما کر واپس چلے جاتے۔

کفارِ مکہ رات بھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، صبح جب اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے بستر مبارک پر حضرت علی رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں۔ فوراً ہر طرف چھان بین شروع کردی، مکہ مکرمہ کے اطراف واکناف تمام علاقوں میں تلاش کرتے رہے، چاروں طرف قاصدین کو روانہ کردیا، قدمِ مبارک کے نشان سے اندازہ کرتے ہوئے آخرکار غارِ ثور تک پہنچ گئے۔ ان کے قدموں کی آہٹ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن ہمارے بالکل قریب آچکے ہیں۔ آپ نے سکون وطمانیت سے لبریز جواب عنایت فرمایا، غم نہ کرو؛ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے!

3۔ مکڑی کا جالا تاننا اور کبوتری کا انڈے دینا:......

خدائے تعالیٰ نے حفاظت کا ایسا انتظام کیا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تان دیا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ یہ دیکھ کر کفار سمجھے کہ برسہا برس سے اس غار میں کوئی نہیں آیا اور وہاں سے مایوس لوٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک اُسی غار میں تشریف فرما رہے اور چوتھے دن یکم ربیع الاول بروز دوشنبہ مدینہ منورہ کی

طرف روانہ ہوئے۔

(سبل الھدی والرشاد ، ج:3، ص:241/240)

4۔ام معبد رضی اللہ عنہا کی ضیافت، دست مبارک کی برکت:......

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ''قدید'' پہنچے تو آپ کا گزر ام معبد بنت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ پر ہوا۔حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، وہ آنے جانے والے مسافروں کو کھانا وغیرہ کھلایا کرتی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کی جانب ایک بہت ہی کمزور ولاغر بکری ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا: اے ام معبد! کیا یہ بکری دودھ دیتی ہے؟ عرض کیا کہ یہ بہت ہی کمزور ہے دودھ نہیں دیتی،آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں؟ ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر وہ دودھ دیتی ہے تو ضرور لیجئے۔آپ نے **بسم اللّٰہ** پڑھ کر جیسے ہی اپنا دستِ اقدس بکری پر رکھا فوراً اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور اتنا دودھ دوہا کہ اس سے سبھی نے سیر ہو کر پیا۔

آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد مشرف بہ اسلام ہوگئیں-رضی اللہ عنہا -شام کو ان کے خاوند تشریف لائے ،انھوں نے جب اس معجزہ کی شان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مبارک سنے تو کلمۂ شہادت پڑھ کر وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب سخت قحط سالی تھی،تمام جانوروں کے تھن خشک ہو چکے تھے،ایسے وقت بھی یہ بکری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کی برکت سے روزانہ صبح وشام دودھ دیا کرتی تھی۔

(زرقانی،ج:2،ص:147)

5۔اللہ تعالیٰ نے زمین کوبھی نبی اکرم ﷺ کے تابع فرمان بنادیا:……

مکہ مکرمہ میں یہ اعلان ہوا کہ جوکوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کولائے گا اسے ایک سو(100)اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے،انعام کی لالچ میں لوگ تلاش کے لئے نکلے۔

اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد رضی اللہ عنہا کے مکان سے روانہ ہوئے کہ اچانک سراقہ بن مالک برق رفتار گھوڑے پر آپہنچے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے مڑکر دیکھتے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب التفات ہی نہ فرماتے؛ یہاں تک کہ سراقہ بن مالک قریب پہنچ گئے ،فوراً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھریلی زمین کوحکم فرمایا:ائے زمین اسے پکڑلے!فوراً گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر سراقہ بن مالک نے بہت ہی خوف زدہ ہوکر بڑی ہی عاجزی کے ساتھ امان طلب کی۔نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے فرمایا کہ اے زمین اسے چھوڑدے!سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانۂ امن لےکر مکہ واپس لوٹ آئے اورراستہ میں جوکوئی ملتا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کسی قسم کی خبر نہ دیتے۔

(سیرت حلبیہ ، ج2،ص:215)

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ جنگ حنین کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ کرم پر مشرف بہ اسلام ہوئے اورصحابۂ کرام کی نورانی جماعت میں داخل ہوگئے۔

اس واقعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مختارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا کسی مجبوری کےتحت نہ تھا۔

قباءشریف میں قیام اورمسجد شریف کی تعمیر:……

بارہ ربیع الاول کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قباءتشریف لائے اورحضرت

علی رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر یہیں آپہنچے، اسی مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مسجد قباء کی بنیاد رکھی، جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ آپ بہ نفسِ نفیس اس مسجد کی تعمیر میں حضرات صحابۂ کرام کے ساتھ وزنی پتھر اٹھا کر لاتے، صحابۂ کرام عرض کرتے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اُسے چھوڑ دیں، ہم اٹھالیں گے تو ارشاد فرماتے: تم ایسا کوئی اور پتھر اٹھالو! اور خود ہی اس کو اپنے دستِ مبارک سے اُٹھا کر عمارت میں لگاتے جاتے۔

مسجد جمعہ میں ادائی نماز:......

''قباء'' میں چودہ (14) دن قیام کے بعد بروز جمعہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور راستہ میں قبیلۂ بنوسالم کی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ جو آج تک مسجد جمعہ کے نام سے مشہور ہے۔

سوالات

1۔ بیعت عقبہ ثانیہ کس بیعت کو کہا جاتا ہے؟

2۔ ہجرت کے اسباب بیان کیجئے۔

3۔ واقعہ ہجرت بیان کرتے ہوئے عجائب ہجرت کا بھی ذکر کریں۔

4۔ اسلام کی سب سے پہلی مسجد کونسی ہے؟ بتلایئے اور اس کی تعمیر کا واقعہ بیان کیجئے۔

5۔ ہجرت کے وقت حضرت سراقہ کا کیا واقعہ پیش آیا؟ لکھئے۔

6۔ ام معبد رضی اللہ عنہا کون تھیں اور ان کا وصف خاص کیا تھا؟

7۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں کب تشریف لائے اور وہاں کتنے دن قیام فرمایا؟

8۔ مسجد قباء کی تعمیر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں لکھئے؟

9۔ مسجد جمعہ کے بارے میں مختصر تحریر کیجئے؟

سبق نمبر :12

مدنی زندگی کی اہم جھلکیاں

1ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) تعمیر مسجد قباء شریف

2) تعمیر مسجد نبوی شریف

3) حجراتِ امہات المومنین کی تعمیر

4) حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

5) ابتدائے اذان

6) ''مواخات'' انصار ومہاجرین کے درمیان بھائی بندی

7) یہودیوں سے معاہدہ

8) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

9) حضرت کلثوم بن ہدم، حضرت براء بن معرور، حضرت اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہم کی وفات

10) عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ کی موت

11) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت

2ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) تحویل قبلہ

(2 غزوۂ بدر

(3 روساءِ قریش-ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف، عتبہ وشیبہ- کی ہلاکت

(4 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے عقد نکاح

(5 روزہ کی فرضیت

(6 زکوٰۃ کی فرضیت

(7 درود شریف کا حکم

(8 نمازِ عیدین وصدقۂ فطر کا حکم

3ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

(1 غزوۂ احد

(2 حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

(3 ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے نبی اکرم ﷺ کا عقد نکاح

(4 ولادت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

(5 سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عقد نکاح

(6 میراث کے احکام کا نزول

4ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

(1 حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت

(2 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک

(3 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کے لئے حکم

4) مولائے کائنات حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی والدۂ ماجدہ حضرت ''فاطمہ بنت اسد'' رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک

5) ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک

6) شراب کی حرمت کا حکم

5 ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح

2) حجاب کا حکم

3) آیتِ تیمّم کا نزول

4) نمازِ خوف کا حکم

5) غزوۂ خندق

6) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک

7) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غلامی کی زنجیروں سے آزاد

6 ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) بیعتِ رضوان

2) صلح حدیبیہ

3) بادشاہوں کے نام مبارک خطوط

7 ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:.......

1) غزوہ ٔخیبر

2) ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

3) عمرۃ القضاء

4) ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک

8 ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:.......

1) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے ''حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ'' کی ولادت

2) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

3) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا'' کا وصال

4) ''فتح مکہ'' جس کو فتح مبین کہا جاتا ہے

5) عمرہٗ جعرانہ

6) غزوہٗ حنین

9 ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:.......

1) غزوہ ٔتبوک

2) منافقوں کی مسجد ضرار کا انہدام

3) زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عاملین کا تقرر

4) سود کی حرمت اور جزیہ کے نفاذ کا حکم

5) شاہِ حبش ''اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ'' کا انتقال

6) رئیس المنافقین ''عبداللہ بن اُبَیّ'' کی موت

7) شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال

10ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) نجران کی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سفر

2) حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کی یمن کی طرف روانگی

3) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لشکر کے ساتھ یمن کی طرف روانگی

4) حجۃ الوداع

11ھ ہجری کی کچھ اہم جھلکیاں:......

1) جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی

2) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

3) حضور ﷺ کو دنیا میں رہنے یا سفر آخرت پسند فرمانے کا اختیار دیا گیا

4) حضور ﷺ کا وصال مبارک
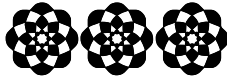
حسب ذیل کلمات میں مناسب جوڑیاں لگائیے ؟

1۔حضرت امام حسین کی ولادت 1۔1ہجری

2۔مسجد ضرار کا انہدام 2۔ 4،ہجری

3۔ا،ہجری 3۔ آیت تیمّم کا نزول

4۔3،ہجری 4۔ 10،ہجری

5۔4،ہجری 5۔ عمرۃ القضاء

6۔غزوۂ احد 6۔ 5،ہجری

7۔شہزادۂ رسول ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت 7۔1،ہجری

8۔ تحویل قبلہ 8۔ شراب کی حرمت

9۔6،ہجری 9۔2،ہجری

10۔2،ہجری 10۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

11۔ شہزادیٔ رسول حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال 11۔ صلح حدیبیہ

12۔ حجۃ الوداع 12۔11،ہجری

13۔ 5،ہجری 13۔ فتح مکہ

14۔ 7،ہجری 14۔ ابتدائے اذان

15۔ غزوۂ خندق 15۔8،ہجری

16۔ 8،ہجری 16۔ غزوۂ بدر

17۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام 7۔8،ہجری

18۔ غزوۂ خیبر	18۔9،ہجری
19۔9ہجری	19۔ 6،ہجری
20۔ بیعت رضوان	20۔ غزوۂ تبوک
21۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم	21۔8،ہجری
22۔تعمیر مسجد نبوی شریف	22۔ 3،ہجری
23۔مہاجرین وانصار کے درمیان مؤاخات	23۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
24۔11،ہجری	24۔5،ہجری
25۔ حجاب کا حکم	25۔3،ہجری
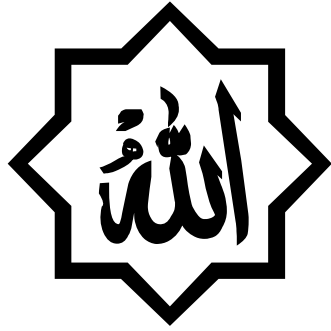
سبق نمبر: 13

ہجرت کا پہلا سال

مدینہ طیبہ میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری:.......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء میں چودہ (14) دن قیام فرمایا، اس دوران مسجد قباء تعمیر فرما کر جمعہ کے دن قباء سے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:3، ص:331)

راستہ میں قبیلۂ بنو سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ ادا فرمایا، یہ مسجد "**مسجد الجمعۃ**" کے نام سے مشہور ہوئی۔

اہلِ مدینہ منورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے عالم شوق میں بے چین و مضطرب تھے، قباء شریف سے شہر مدینہ منورہ تک دو جانب صف بستہ چلنے لگے اور مدینہ منورہ کی گلیوں اور راستوں میں پلکیں بچھائے ہوئے استقبال کرنے لگے۔ پردہ نشین خواتین مکانات کی چھتوں پر ٹہری تکنے لگیں، اہل مدینہ منورہ اس رخِ انور کے جمال جہاں آراء کے دیدار سے بہرہ ور ہوئے جس سے چاند و سورج بھی روشنی حاصل کرتے ہیں، لڑکیاں مسرت کا اظہار کرتے ہوئے یہ اشعار گنگنانے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَــــادَعَــــالِـلّـــهِ دَاعٍ
اَیُّهَــا الْـمَبْـعُـوْثُ فِیْـنَــا
جِئْــتَ بِــالْاَمْـرِ الْمُطَـاعِ

ترجمہ: ہمارے پاس وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا، اس نعمت کی ہم پر شکر گزاری واجب ہوگئی جب تک اللہ کی طرف دعوت دینے والا دعوت دیتا رہے، اے وہ حبیب جو ہم میں بھیجے گئے، آپ ایسا حکم لے کر تشریف لائے ہیں جس کی اطاعت سب پر لازم ہے۔

(دلائل النبوۃ،بیہقی،باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ من أصحابہ ، حدیث نمبر:752۔سیرت حلبیہ، ج:2،ص: 54)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مسعود کے ساتھ ہی مدینہ منورہ بقعۂ نور بن گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی مدینہ منورہ کی ہر چیز چمک رہی تھی۔

(جامع ترمذی ،ابواب المناقب،باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:3978)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے دن جو انوار وتجلیات ظاہر ہوئے اور جو فرحت ومسرت حاصل ہوئی نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی تھی اور نہ اس کے بعد کبھی ہوئی۔

(سیرت حلبیہ، ج: 2، ص:54)

مکہ نے چومے کف پا اس کی عظمت بڑھ گئی
اس فضیلت کی شہادت آیتِ قرآن ہے

(مؤلف)

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے؛حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اہل مدینہ کو کبھی اس قدر خوش نہیں دیکھا جتنا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر خوش ہوئے۔

(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار،باب مقدم النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه المدینة،حدیث نمبر:3925)

تمام انصاری صحابۂ کرام میں ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں، نیازِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کمالِ ادب سے عرض گذار ہوتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !منتہائے آرزو یہی ہے کہ آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں اور خدمت کا شرف عطا فرمائیں ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں سے نوازتے اور ارشاد فرماتے:اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو،میری یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم پر مامور ہے۔ چنانچہ وہ مبارک اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی۔

(سیرت حلبیه، ج:2،ص:60/61)

بنی نجار کی لڑکیوں کا نذرانۂ محبت:......

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:جب مبارک اونٹنی ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے دروازہ کے پاس تشریف فرما ہوئی تو بنی نجار قبیلہ کی بچیاں کمالِ محبت وجوشِ مسرت میں جھوم جھوم کر اور دف بجا بجا کر یہ شعر پڑھتی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ   یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ترجمہ: ہم قبیلۂ بنونجار کی بچیاں ہیں،خوشا نصیب کہ ہمیں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت ومعیت نصیب ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے انتہاء خوش ہوکر از راہِ کرم اُن سے فرمایا: اے عزیز بچیو! کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ تو بچیوں نے بیک زبان عرض کیا: جی ہاں ؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے فرمایا: اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ میرے قلب میں بھی تمہاری محبت ہے۔

(سنن ابن ماجه،كتاب النكاح،باب الغناء والدف،حديث نمبر: 1974۔ دلائل النبوة،بيهقى،باب من استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحبه من أصحابه ،حديث نمبر:755۔شرح مواهب زرقانى،ج:1، ص: 169)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قسمت کا ستارہ چمکا:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کو پسند فرمایا، ان کی قسمت کا ستارہ ثریا سے بلند اور چاند وسورج سے زیادہ روشن وتابناک ہوگیا کہ ان کے مکان کو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرفِ نزول بخشا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ بالاخانہ میں قیام فرمائیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی آمد و رفت کے پیش نظر نیچے کی منزل میں قیام کو پسند فرمایا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے کی وجہ سے اوپر کی منزل میں چلے گئے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا حسن ادب:......

ایک مرتبہ اوپر کی منزل میں پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا، سردی کا موسم تھا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لحاف کے علاوہ کوئی اور چادر نہیں تھی اور نہ کوئی کپڑا تھا، اُنہوں نے اسی لحاف میں پانی جذب کیا اور پانی کو نیچے گرنے سے روک لیا کہ

کہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت نہ ہو۔ ساری رات سردی کے عالم میں کانپتے ہوئے گزاردی لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے گرنے نہ دیا۔

(سیرت ابن هشام، ج1، ص498)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا دل گوارا نہیں کرسکتا کہ ہم اوپر کی منزل میں ہوں! ان کے مسلسل معروضہ کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ میں منتقل ہوگئے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مع اہل وعیال نیچے رہنے لگے۔

(سیرت حلبیه ، ج:2، ص:80/81۔ مسندامام احمد، حدیث نمبر :23185)

مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جس مقام پر بیٹھ گئی تھی وہ ایک کھلا میدان تھا، جہاں لوگ کھجور سکھایا کرتے تھے، وہ زمین بنونجار قبیلہ کے دو یتیم بچوں ''سہل'' اور ''سہیل'' کی تھی ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں سے زمین خریدنے کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی ، دونوں نے عرض کیا: ہم آپ کی خدمتِ اقدس میں یہ زمین بطورِ ہدیہ پیش کرتے ہیں، لیکن آپ نے قیمت ادا کرکے اس کو خریدا۔

(سبل الهدی والرشاد، ج: 3،ص:335)

اور جگہ کی قیمت دس دینار قرار پائی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے ادا فرمائی۔

(سیرت حلبیه، ج: 2، ص:65)

اسی مقام پر مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں صحابۂ کرام کے ساتھ شریک رہے۔

(سبل الهدی والرشاد، ج:3، ص:336)

تعمیر کے دوران تمام صحابۂ کرام پر ایک والہانہ جذبہ اور عشق و محبت کی عجیب حالت طاری تھی، تمام صحابۂ کرام ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لاتے تھے لیکن حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اُٹھاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دوہرے اجر کی خوشخبری اور شہادت کی بشارت دی، ارشاد فرمایا: اے سمیّہ کے صاحبزادے! لوگوں کے لئے ایک ایک اجر ہے اور تمہارے لئے دو اجر ہیں اور تم آخری مرتبہ دودھ نوش کروگے، تمہیں ایک باغی جماعت شہید کرے گی۔ تم انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ تمہیں نار کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

(سبل الهدی والرشاد، ج: 3، ص:337)

ان ایمانی جذبات و روحانی کیفیات میں مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوئی۔ مسجد نبوی کی دیواریں، کچی اینٹوں سے، ستون، کھجور کے تنوں سے اور چھت، کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی۔ مسجد نبوی سے متصل امہات المؤمنین کے حجرے بنائے گئے، اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نکاح میں تھیں، اس لئے صرف دو حجرے تعمیر کئے گئے، پھر حسب ضرورت دیگر امہات المؤمنین کے حجرے بنائے گئے۔ ان مبارک حجروں میں بعض کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے؛ جن پر مٹی لیپی گئی تھی اور بعض پتھر سے بنائے گئے، ان سب کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی۔

(سبل الهدی والرشاد، ج:3، ص:348)

ان مبارک حجروں کے دروازوں پر کمبل یا ٹاٹ کا پردہ رہتا۔

یثرب ''طیبہ'' بن گیا:......

مدینۂ منورہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے سے قبل وباؤں اور بلاؤں کا شہر ''یثرِب'' کہلاتا تھا۔ سرکار کے مبارک قدمین کی نسبت سے طیبہ اور'' طابۃ'' بن گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی: اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسا کہ تونے مکہ کو ہمارا محبوب شہر بنایا ہے بلکہ مدینہ کی محبت اس سے بڑھ کر عطا فرما۔

(صحيح بخاری ،كتاب فضائل المدينة، حديث نمبر:1889)

اس لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تھے: اے اللہ! مجھ کو اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مبارک میں موت نصیب فرما۔

(صحيح بخاری ،كتاب فضائل المدينة، حديث نمبر:1890)

مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات:......

جو صحابۂ کرام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آچکے تھے، نہ اُن کا گھر بار تھا نہ اہل وعیال، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں طلب فرمایا اور انصار سے خطاب کر کے فرمایا: اے انصار! یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں! انصار اور مہاجرین میں سے دو دو صحابہ کو بلاتے اور ارشاد فرماتے: یہ مہاجر تمہارے بھائی ہیں۔

انصار کا جذبۂ ایثار:......

آپ کے مواخات و بھائی چارگی قائم فرمانے کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان حقیقی رشتہ سے زیادہ گہرا اور پختہ تعلق ہوگیا، انصار نے بھائی چارگی کا حق ادا کیا اور

اخوت و بھائی چارگی، ایثار و قربانی کی ایسی مثال قائم کی کہ تاریخِ انسانیت میں اس کی نظیر نہیں ملتی، انصاری صحابی اپنے گھر کا سارا ساز و سامان اور مال و متاع اپنے مہاجر بھائی کے سامنے رکھتے، اپنی تمام جائیداد پیش کرتے اور کہتے کہ ان سب میں آدھا آپ کا ہے اور آدھا میرا ہے۔

کسی انصاری صحابی کے پاس دو بیویاں ہوتیں تو اپنے مہاجر بھائی سے کہتے میری دو بیویاں ہیں، آپ جسے پسند کریں گے میں اُسے طلاق دے دوں گا، ختم عدت کے بعد آپ اُس سے نکاح کر لیں۔

مہاجر صحابہ نے انصار کی اس قربانی کی تحسین کی، اُن کی پیشکش پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں صرف یہ بتادو کہ بازار کہاں ہے؟ پھر وہ بازار جا کر خرید و فروخت کرنے لگے، اس طرح تجارت کرتے کرتے اُنہوں نے خود اپنا گھر بسایا۔

(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب کیف آخی النبی بین اصحابه، حدیث نمبر: 3780/2049/3937 ۔سیرت حلبیه، ج:2، ص: 90/91)

اذان کی ابتداء:......

ابتدائے اسلام میں جب نماز کا وقت آتا تو لوگ خود بخود مسجد میں جمع ہو جاتے تھے، لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کا اب تک باضابطہ کوئی طریقہ نہیں تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ فرمایا، کسی نے ناقوس استعمال کرنے کے بارے میں عرض کیا اور کسی نے بگل بجانے کے بارے میں، ''ناقوس'' نصاریٰ کا طریقہ تھا اور ''بگل'' یہودیوں کا، یہود و نصاریٰ سے مشابہت کی وجہ سے آپ نے ان دونوں طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نماز کے وقت کوئی شخص مسلمانوں کی آبادیوں میں جا کر نماز کا اعلان کر دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ نمازوں کے وقت ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ '' کہہ کر نماز کا اعلان کریں، چنانچہ اس طرح نماز کا اعلان ہوتا رہا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب بدء الاذان، حدیث نمبر:۔جامع ترمذی، ج: 1۔ ص: 48، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی بدء الاذان، حدیث نمبر:190)

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اذان کے الفاظ کہہ رہا ہے، اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر اپنا خواب ذکر کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سچا خواب ہے، اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے بھی اسی طرح خواب دیکھا، آپ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات کہتے جاؤ تا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہیں کیونکہ وہ بلند آواز ہیں۔

(جامع ترمذی، ج: 1، ص:48، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی بدء الاذان، حدیث نمبر:189)

مدینہ منورہ کے یہودیوں سے معاہدہ:......

مدینہ منورہ میں انصار کے دو بڑے قبیلے تھے، اَوس اور خَزرَج، ان کے علاوہ یہود کے قبیلے: بَنُو نَضِیر، بَنُو قُرَیظَہ اور بَنُو قَینُقَاع بھی آباد تھے۔

ہجرت سے قبل یہودیوں کی چالبازیوں کی وجہ ''اوس وخزرج'' آپس میں لڑتے تھے، اس باہمی قتل وجدال نے انہیں انتہائی کمزور کردیا تھا، ان جنگوں میں یہود اپنی

مکروہ سیاست سے کبھی ''خزرج'' کے خلاف ''اوس'' کا ساتھ دیتے اور کبھی ''اوس'' کے خلاف ''خزرج'' کی مدد کرتے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اوس وخزرج'' اور یہودیوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ ختم کرنے ،فتنوں کا سدِّ باب کرنے اور مدینہ طیبہ میں امن وسلامتی قائم کرنے کے لئے انصار اور یہود کے درمیان ایک معاہدہ کیا، یہود اس معاہدہ پر راضی ہوئے ،جن باتوں کا معاہدہ کیا گیا تھا وہ یہ ہیں:

1) ''خون بہا'' یعنی جان کے بدلہ جو مال دیا جاتا ہے اور ''فدیہ'' یعنی قیدیوں کو چھڑانے کے لئے جو مال دیا جاتا ہے اس کا طریقہ حسب سابق قائم رہے گا۔

2) ہر ایک کو مذہبی آزادی کا حق ہوگا۔

3) ہر دوفریق ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کریں گے۔

4) مدینہ طیبہ پر بیرون سے حملہ ہوتو دونوں مل کر دفاع کریں گے۔

سوالات

1۔حضور ﷺ کی مدینہ شریف آمد کس شان سے ہوئی ؟

2.طلع البدر علینا۔۔ان اشعار کا مفہوم بیان کیجئے۔

3۔مسجد نبوی شریف کی تعمیر پر ایک مختصر نوٹ لکھئے۔

4۔عقد مواخات پر تفصیلی روشنی ڈالئے۔

5۔یہودیوں سے کئے گئے معاہدے کی اہم دفعات ضبط تحریر کیجئے۔

6۔اذان کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی ؟

7۔مدینہ شریف کا نام پہلے کیا تھا؟ فضیلت مدینہ پر کوئی حدیث لکھئے؟

سبق نمبر: 14
ہجرت کا دوسرا سال

غزوۂ بدر:......

بدر ایک قریہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً (193) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ہجرت کے دوسرے سال، 12 رمضان المبارک بروز ہفتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو تیرہ (313) صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جن میں ساٹھ (60) مہاجر صحابہ کرام اور دو سو ترپن (253) انصار تھے، امن عالم اور تحفظ انسانیت اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے کوچ کئے ہوئے اس قافلہ کے ساتھ صرف تین (3) گھوڑے اور ستر (70) اونٹ تھے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیادہ تھے۔

(سیرت ابن هشام ۔ ج1۔ ص664)

انسانی مساوات کا بہترین نمونہ:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تین صحابہ کے لئے ایک اونٹ مقرر فرمایا، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں باری باری سوار ہونے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ آپ نے اپنی سواری مبارک کو بھی اپنے لئے خاص نہیں فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ساری انسانیت کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے، آپ نے مساوات انسانی کا ایک عظیم درس دیا کہ آپ نے اپنی مبارک سواری پر بھی باری باری سوار ہونے کی تجویز فرمائی جیسا کہ دیگر سواریوں سے متعلق حکم فرمایا،

کیونکہ اس نورانی قافلہ کی روانگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ باطل کی ہٹ دھرمی، گمراہی وحق تلفی ختم کی جائے، حق کا پرچم بلند کیا جائے، عدل وانصاف اور مساوات انسانی کا پیغام عام کیا جائے۔

میدان بدر میں تائید الٰہی:......

باطل پرستوں نے جنگ کے لئے تمام اسلحہ فراہم کئے اور مسلح ہوکر میدان بدر پہنچے جن کی تعداد ایک ہزار تھی، جن کے پاس اونٹوں کے علاوہ سو(100) گھوڑے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں بڑے عجز و نیاز سے دعا کی، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ.

ترجمہ: یاد کرو جب تم فریاد کررہے تھے تو اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہاری فریاد سن لی (اور یہ ارشاد فرمایا) یقیناً میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ذریعہ مدد کروں گا جو پے در پے آنے والے ہیں۔

(سورۃ الانفال،آیت:9)

اور سورۂ آل عمرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ. بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ .

ترجمہ: اور بیشک اللہ تعالی نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بے سروسامان تھے، تو اللہ سے ڈروتا کہ تم شکر گزار رہو، جب آپ مؤمنوں سے فرمارہے تھے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں؟ کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اُتار کر تمہاری مدد کرے، ہاں! کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور وہ تم پر فوراً حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

(سورۂ ال عمرآن ، آیت :123تا125)

پھر اس معرکۂ حق و باطل کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ نے حق کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور باطل کو شکست وذلت کا سامنا کرنا پڑا، باطل پرستوں میں (70) افراد مارے گئے اور ستر (70) قیدی بنالئے گئے۔

باطل کا مقابلہ کرتے ہوئے چودہ (14) صحابۂ کرام کو شہادت نصیب ہوئی۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل اسلام کے کاروان امن کو فتح ونصرت عطا فرمائی تو قرب و جوار کی تمام باطل طاقتیں پست ہمت ہوگئیں۔

بدر کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا بے مثال نمونہ:......

میدانِ بدر میں پکڑے گئے قیدیوں کو جب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے ان کے قیام وطعام کا انتظام فرمایا اور ان قیدیوں کو اپنے وفاء شعار صحابہ کرام کے درمیان بانٹ دیا اور یہ تاکید فرمائی کہ ان قیدیوں کا مکمل خیال رکھا جائے، حسب استطاعت ان کے آرام اور قیام وطعام کا انتظام کیا جائے۔

ابوعزیز- جو اس وقت تک دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے- نامی ایک قیدی کا بیان ہے کہ جب مجھے مدینہ منورہ میں ایک انصاری صحابی کے حوالہ کیا گیا تو میں

نے حسن سلوک کی ایک عظیم مثال دیکھی کہ انصاری صحابی کے گھر والے کھجوروں کے کچھ حصہ پر اکتفاء کرتے اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے پیش نظر مجھے روٹی کھلاتے، میں انہیں روٹی تناول کرنے کے لئے اصرار کرتا لیکن وہ ہرگز روٹی تناول نہ کرتے۔ بعد میں اُن کو فدیہ کے بدلہ رہا کروالیا گیا۔ اسلام کی عظمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت وعنایت اور آپ کے پیکر اطاعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر لوگ دامنِ اسلام سے وابستہ ہوتے گئے۔

آج کل اسلام کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے کہ مذہب اسلام ایک سخت اور پرتشدد مذہب ہے لیکن بدر کے قیدیوں کے ساتھ جو حسن معاملہ کیا گیا اگر دنیا اس پر غور کرلے تو مذہب اسلام کی امن پسندی، عدل وانصاف اور مساواتِ انسانی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی اور اسلام کے تعلق سے کئے گئے شکوک وشبہات یکسر ختم ہوجائیں گے۔

انسانیت کے ساتھ کئے گئے عفو ودرگزر، رحمت والفت کے واقعات میں یہ ہے کہ جب جنگ بدر کے قیدیوں کو بحفاظت وسلامتی فدیہ کے عوض چھوڑ دیا گیا، ان کے ساتھ اتنا بہترین سلوک کیا گیا جس سے متاثر ہوکر وہ اسلام کی صداقت وحقانیت کے معترف ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی بدولت کئی ایک غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوگئے، جو قیدی فدیہ دینے سے عاجز تھے ان سے کہا گیا کہ ان کے پاس جو علوم وفنون ہیں انہیں اوروں کو سکھلائیں؛ اس کے بدلے انہیں رہا کردیا جائے گا، انہوں نے جب غیر تعلیم یافتہ وغیر ہنرمند افراد کو اپنے پاس موجود علم وہنر سے آراستہ کردیا تو انہیں باعزت رہا کردیا گیا۔

جس کی جو مرنے کی جا ٹھہراتے وہ مرتا وہیں:......

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وآخرین کے تمام علوم عطاء فرمائے کہ آپ کی نگاہ اقدس سے گزشتہ زمانہ میں اور حال ومستقبل میں پیش آنے والے تمام حوادث وواقعات، احوال وکیفیات مخفی نہیں، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے وقوع پذیر ہونے سے قبل ہی ارشاد فرمایا کہ قسم بخدا! میں اس وقت بھی بدر کے مقتولوں کے قتل کی جگہ دیکھ رہا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھ کر ارشاد فرمایا: یہ فلاں شخص کی ہلاکت کی جگہ ہے، یہ فلاں شخص کی ہلاکت کی جگہ ہے۔راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے مرنے کی جس جگہ نشاندہی فرمائی تھی کسی کی نعش اس جگہ سے تھوڑی بھی آگے نہیں پائی گئی۔

(صحیح مسلم ،ج 2۔ص102، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة بدر ، حديث نمبر: 7402/4721۔ شرح مواهب زرقانی، ج 2، ص 304)

جتنے تھے اصحاب سب یہ جانتے تھے بالیقیں
کہ ہیں واقف، موت سے ہر اک بشر کی شاہ دیں
بلکہ تاخیر اُجل چاہیں تو کچھ دقت نہیں
جس کی جو مرنے کی جا ٹھہراتے وہ مرتا وہیں

(حضرت شیخ الاسلام بانی جامعه نظامیه)

اجازتِ حبیب پاک ﷺ کے بغیر واپس نہ آنا:......

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سعد اور ابو شیخ کے

حوالہ سے تفسیر مظہری میں حدیث پاک ذکر فرمائی: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام سرخ گھوڑی پر سوار، جنگی لباس پہنے ہوئے، نیزہ ہاتھ میں لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا اور لائقِ ہر ستائش وخوبی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کے پاس سے اس وقت تک نہ جاؤں جب تک آپ مجھ سے راضی نہ ہوجائیں، حضور! کیا آپ مجھ سے راضی ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں راضی ہوں، تب جبرئیل علیہ السلام واپس ہوئے۔

(طبقات کبریٰ، ابن سعد، ج1ص26،غزوۃ بدر ۔ تفسیرمظہری، ج1،ص 1449، سورۃ الانفال، آیت :9)

روزہ کی فرضیت کا حکم:.......

روزہ، اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے ۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان المعظم میں رمضان کے روزے فرض کئے گئے، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 183 میں ارشاد ربانی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

(سورۃ البقرۃ،آیت:183)

سورۂ بقرہ کی ایک اور آیت مبارکہ میں ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ. ترجمہ: رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اس حال میں کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت والی اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والی روشن دلیلیں ہیں، تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزہ رکھے۔

(سورۃ البقرۃ،آیت : 185)

دین اسلام کے ہر حکم میں انسان کے لئے دنیا وآخرت کی سعادت مندی اور کئی ایک فوائد مضمر ہیں۔

روزہ کے فوائد

روزہ، جہاں اخروی لحاظ سے باعث اجر وثواب ہے وہیں روزہ کے طبی، معاشرتی واجتماعی فوائد بھی ہیں۔

معاشرتی فوائد:......

روزہ کے معاشرتی واجتماعی فوائد میں سے یہ ہے کہ جب معاشرہ کے مالدار افراد روزہ رہ کر بھوک و پیاس کی سختی کو برداشت کریں گے تو انہیں بھوک و پیاس کی شدت کا احساس ہوگا، اس طرح وہ محتاج وتنگ دست افراد کی ضرورت کو سمجھ سکیں گے اور ان کی طرف دستِ تعاون دراز کریں گے اس طرح معاشرہ اخوت و بھائی چارگی کا گہوارہ بن جائے گا۔

طبی وسائنسی فوائد:......

طبی لحاظ سے روزہ کے کئی ایک فوائد ہیں، روزہ رکھنے سے انسانی صحت ہمیشہ

برقرار رہتی ہے۔طبی ماہرین کا بیان ہے کہ معدہ کوطویل وقت تک غذا سے خالی رکھنا کئی جسمانی امراض کا علاج ہے، اسی طرح بھوک کی وجہ سے معدہ کے فاسد مادے زائل ہوجاتے ہیں۔

علاوہ ازیں، روزہ انسان کو پیش ہونے والے کئی امراض کا موثر ذریعۂ علاج ہے، بلڈ پریشر، نظام ہاضمہ، شوگر اور اس جیسے کئی عوارض جسمانیہ کی روک تھام کے لئے بے حد مفید ہے۔

تحویل قبلہ 2ھ ماہِ رجب:......

تمام عبادات میں نماز عظیم ترین عبادت ہے، جس کا ادا کرنا ہر بندۂ مومن پر فرض ہے، نماز جس طرح خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی جائے اسی طرح باطن پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، باجماعت نماز ادا کرنے کا سب سے بڑا ظاہری فائدہ اتحاد واتفاق ہے اور نماز میں اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ کوئی جہت وسمت اللہ تعالیٰ کی جانب سے متعین ہو، جس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی جائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمارہے کعبۃ اللہ کی جانب رخ کرکے نمازیں ادا فرماتے رہے لیکن ہجرت کے بعد آپ نے بحکم خدا بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نمازیں ادا فرمائیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان، حدیث نمبر399)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ(16) یا سترہ(17) مہینے بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نمازیں ادا فرمائیں، آپ کی خواہش تھی کہ کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا جائے کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے تعمیر فرمایا تھا اور یہ عرب کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا مؤثر ذریعہ تھا، اکثر آپ وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف چہرۂ

مبارک اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے افضل ہیں، بارگاہ الٰہی میں آپ کا وہ مقام ومرتبہ ہے کہ جو آپ کی رضا ہوتی ہے وہی خالق کائنات کی رضا ہوتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب خواہش ومرضی نماز میں کعبہ شریف کی طرف رخ کرنے کا حکم فرمایا۔

ان کی مرضی کا خدا رکھتا ہے کس درجہ لحاظ

قبلہ تبدیل کیا چہرہ جو اُٹھتا دیکھا

(مؤلف)

چنانچہ نصف رجب بروز دوشنبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر کی امامت فرمارہے تھے کہ عین حالت نماز میں وحی الٰہی آئی کہ آپ اپنا رخ انور کعبۃ اللہ کی جانب کرلیں، جیسا کہ ارشاد پاک ہے:

قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا.

ترجمہ: ہم بار بار آپ کے چہرۂ انور کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس کو آپ پسند فرماتے ہیں۔

(سورۃ البقرۃ، آیت 144)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ نماز ہی میں اپنا رخ انور بیتُ المقدس سے کعبۃ اللہ کی جانب کرلیا اور تمام مقتدیوں نے بھی بحالت نماز آپ کی اتباع میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ کرلیا، چونکہ اس مسجد میں ایک ہی نماز دونوں قبلوں کی طرف رخ کرکے ادا کی گئی اس لئے اس کو مسجد قبلتین کہا جاتا ہے۔

(شرح مواهب زرقانی، ج 2، ص 242/249)

عید الفطر اور صدقۂ عید الفطر:......

دین اسلام نے خوشی و مسرت کے مواقع مقرر فرمائے تا کہ انسانی معاشرہ خوش حالی کی زندگی بسر کرے۔

ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک میں روزہ کا حکم نازل کیا گیا اور ماہ رمضان کے اختتام پر یکم شوال کو عید منانے کا حکم فرمایا گیا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ.

ترجمہ: اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی کا اظہار کریں، یہ اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔

(سورۂ یونس، آیت : 58)

اور ارشاد مبارک ہے: **وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰئكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن.**

ترجمہ: اور تا کہ تم روزوں کی گنتی پوری کر لو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

(سورۃ البقرۃ، آیت185)

عید الفطر کے موقع پر صدقۂ فطر ادا کرنا' مالدار، صاحب نصاب شخص پر واجب قرار دیا گیا، چونکہ معاشرہ کے غریب و نادار افراد اپنی تنگ دستی و محتاجی کی وجہ سے عید کے

وقت فرحت ومسرت سے بہرہ ورنہیں ہو پاتے ،اسی لئے مالدار ومتمول افراد کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ان مسرت والے لمحات میں تنگدست افراد کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کرلیں اور اسلام کے پیغامِ الفت ومحبت کو عام کریں ،اسی لئے عید الفطر کے موقع پر مالدار افراد پر غریبوں کے لئے اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ ادا کرنا' واجب قرار دیا گیا۔

زکوٰۃ کی فرضیت:.......

زکوٰۃ' دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے،اسلام میں نماز کے بعد اسی رکن کی زیادہ تاکید آئی ہے، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے بڑے اجر وثواب کی بشارت ہے،اور زکوٰۃ ادانہ کرنے پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔اسلام کا یہ اہم رکن 2 ہجری میں فرض کیا گیا۔

اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کی افادیت:.......

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، جو معاشرہ کے تمام طبقات کو خوشحالی وسعادت مندی کی ضمانت دیتا ہے۔

زکوٰۃ کے حکم پر عمل کرنے سے جہاں زکوٰۃ دینے والے شخص کے مال میں برکت ہوتی ہے وہیں زکوٰۃ حاصل کرنے والے غریب ونادار افراد کی حاجت براری ہوتی ہے۔

آج دنیا سے غربت کا خاتمہ کرنے اور محتاج ومفلوک الحال لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے مختلف طریقے بتائے جاتے ہیں اوران پر عمل کرنے کی بات کہی جاتی ہے لیکن آج ساری دنیا اگر اسلام کے اس مبارک نظامِ زکوٰۃ کی حقیقت، اہمیت وافادیت سمجھ لے اور اس پر عمل پیرا ہوجائے تو دنیا سے غربت ، بدحالی و پسماندگی کا ضرور خاتمہ ہوجائے گا، تنگ دست لوگ خوشحال بن کر زندگی گزارسکیں گے اور معاشرہ میں تنگدستی کے سبب پیدا ہونے والے جرائم کا سد باب ہوسکے گا۔

نظامِ زکوٰۃ اوراس کا طریقۂ کار:......

زکوۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں صاحب نصاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ حاجتمند افراد کو سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کے 40ویں حصہ کا مالک بنادے۔(یعنی جس کے پاس بنیادی ضرورت کے علاوہ جنوبی ہند کے علماء کی تحقیق کے لحاظ سے 60 گرام 755ملی گرام سونا یا 425 گرام 285ملی گرام چاندی یااس کے بقدر نقد رقم یا سامانِ تجارت ہوتو اس پر سال گزرنے کے بعد چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرنا لازم و فرض ہے البتہ شمالی ہند کے علماء کی تحقیق کے اعتبار سے سونے کا نصاب 87 گرام 480ملی گرام سونا اور چاندی کا نصاب 612 گرام 360ملی گرام ہوتا ہے۔)

سوالات

1۔غزوۂ بدر کس مقام پر ہوا،اور کیا تاریخ تھی بتلاتے ہوئے اس غزوہ میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام تعداد ذکر کیجئے؟

2۔غزوۂ بدر میں کتنے صحابہ کرام شہید ہوئے؟ ذکر کیجئے؟

3۔غزوۂ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟مختصراتحریر کیجئے۔

4۔جنگ بدر میں شانِ علم واختیار مصطفیٰ ﷺ کاظہور کس طرح ہوا؟

5۔روزے کے اخروی،طبی اور معاشرتی فوائد بیان کرتے ہوئے روزہ کی فرضیت والی آیت کو مع ترجمہ بیان کیجئے۔

6۔تحویل قبلہ کو مع پس منظر احاطۂ تحریر میں لائیے۔

7۔اسلام کے نظام زکوٰۃ کی افادیت اور طریقۂ کار بیان کیجئے۔

8۔مقتولین بدر کے بارے میں آپ نے جو پڑھا ہے مختصرا بیان کیجئے۔

سبق نمبر:15

ہجرت کا تیسرا اور چوتھا سال

غزوۂ احد:......

غزوۂ احد 3ھ میں واقع ہوا، ''احد'' مدینہ طیبہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ .**

ترجمہ: احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب احدیحبناو نحبہ، حدیث نمبر:4083)

ایک مرتبہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ اپنے مقدر پر ناز کرتے ہوئے فرط مسرت سے جھومنے لگا، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک مار کر اس سے فرمایا: اے احد! تھم جا تجھ پر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما) ہیں، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث نمبر3675)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی برکت سے اس ارشاد مبارک کو سن کر اسے قرار مل گیا۔

یہ معرکۂ حق و باطل اسی پہاڑ کے دامن میں واقع ہوا۔

مسلمانوں کے اس کاروان حق کی تعداد سات سو تھی، جس میں صرف سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زرہ پوش تھے، اور قریش کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا، جن میں سات سو افراد

زرہ پوش تھے۔حق وصداقت کی راہ میں جام شہادت نوش کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر (70) تھی جبکہ باطل پرستوں کے تیس (30) افراد جہنم رسید ہوئے۔

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ:......

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان ہیں، معرکۂ احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شجاعت وجواں مردی کے ساتھ اہل مکہ کا مقابلہ کرتے رہے، ہند بنت عتبہ کے وحشی نامی ایک حبشی غلام' جو ماہر نشانہ باز تھے (اور ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) سے ہندہ نے کہا: اگر تم معرکہ میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دو تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا، وہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسلسل تعاقب کر رہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ جیسا ہی موقع ملے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر نشانہ لگائیں گے۔وہ ایک مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے، جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلہ کرتے ہوئے ان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے چھپ کر آپ پر ایک نیزہ سے وار کیا جو آپ کی ناف مبارک سے ہو کر پشت مبارک سے نکل گیا اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر ہندہ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کی بے حرمتی کی اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے اس سے جگر کو نکالا اور چبا کر نگلنا چاہا لیکن وہ نگل نہ سکی۔ بعد میں وحشی اور ہندہ کو نعمت اسلام سے سرفرازی ہوگئی۔رضی اللہ عنہما۔

حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کی شہادت:......

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اس معرکہ میں باطل پرستوں سے اپنے ایمانی جذبہ کے ساتھ مقابلہ فرماتے ہوئے لشکرِ قریش کے درمیانی حصہ میں جا پہنچے اور قریش کے سردار ابوسفیان کا کام تمام کرنے والے ہی تھے کہ پیچھے سے ان پر شداد نامی بد بخت نے وار کر دیا اور آپ شہادت کے شرف سے بہرہ مند ہو گئے، جب میدان جنگ تھم گیا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے آپ سے متعلق ارشاد فرمایا: فرشتے حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنگ کی شب اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ تھے، جب جنگ کا اعلان ہوا تو آپ نے غسل کرنے کے وقت تک بھی تاخیر گوارا نہ کی، اسی حالت میں جنگ کے لئے نکل پڑے اور شہید کردیئے گئے۔ فرشتوں نے آپ کو غسل دیا، اسی وجہ سے آپ کو "غسیل الملائکہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:......

اہل اسلام کا پرچم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، ایک دشمن آپ پر اچانک حملہ آور ہوا اور آپ کے دائیں ہاتھ پر اس طرح وار کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا دایاں ہاتھ شہید ہوگیا تو آپ نے فوراً اپنے دوسرے ہاتھ سے پرچم اسلام کو تھام لیا پھر اس بدبخت نے آپ کے بائیں ہاتھ پر اسی انداز سے ضرب لگائی جس سے آپ کا یہ ہاتھ بھی جدا ہوگیا اس کے باوجود آپ نے اسلام کے عظیم پرچم کو اپنے سینے سے لگالیا اور بآواز بلند آیت شریفہ پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ.

(سورۃ ال عمرآن، آیت: 144)

پھر آپ پر تیر سے وار کیا گیا اور آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

انصاری صحابیہ کا جذبۂ ایمانی:......

منافقوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ پھیلادی تو ایک انصاری صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ پاک سے احد کی طرف نکل پڑیں، راستہ میں ان کے والد کے شہید ہونے کی خبر دی گئی تو انہوں نے کہا: پہلے میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے واقف ہونا چاہتی ہوں، پھر آپ کو اُن کے شوہر اور بھائی کی شہادت کی خبر دی گئی، ہر بار وہ یہی دریافت کرتی رہیں کہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کس حالت میں

ہیں؟ جب انہیں یہ بتلایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بخیر وعافیت ہیں تو عرض کرنے لگیں: مجھے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنے دو، جب دیدارِ پُر انوار کی سعادت حاصل ہوئی تو انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔

(دلائل النبوة،بيهقى،باب ما جرى بعد انقضاء الحرب وذهاب المشركين فى أمر القتلى والجرحى......،حديث نمبر:1193)

آنکھ پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی:......

جنگ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگ گیا، جس کی وجہ سے ان کی آنکھ باہر آگئی، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فوراً آنکھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر اپنا حال عرض کرنے لگے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے قتادہ! اگر تم چاہو تو صبر کرلو؛ جنت تمہارے لئے ہے اور اگر چاہو تو آنکھ لوٹا دوں گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً جنت بڑی جزا اور عظیم عطاء ہے۔ سرکار! ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ آپ آنکھ بھی لوٹا دیں اور جنت بھی عطا فرمائیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، پھر آپ نے اپنے دست کرم سے آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دی تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ومنور ہوگئی اور سرکار نے ان کے لئے جنت کی دعا بھی فرمادی۔

(مستخرج ابوعوانه،مبتدأ كتاب الجهاد،حديث نمبر: 5574۔ابن عساكر۔جامع الاحاديث ،سيوطى،حرف القاف،مسند قتادة بن النعمان الأنصارى الظفرى،حديث

نمبر:40902۔شرح مواہب زرقانی، ج:2، ص:432)

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی کبرسنی میں بھی اس آنکھ میں دوسری آنکھ کی بہ نسبت نورِ بصارت، حسن وجمال زیادہ تھا۔

(خصائص کبری، باب ماوقع فی غزوۃ احدمن الایات والمعجزات، ج:1،ص:366)

کھجور کی چھڑی تلوار بن گئی:......

معرکۂ اُحد میں جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر تلوار کے ٹوٹ جانے کا ذکر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں کھجور کی چھڑی عنایت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی وہ چھڑی اپنے ہاتھ میں لی فوراً وہ تلوار بن گئی۔

(دلائل النبوۃ،بیہقی،حدیث نمبر:1109۔خصائص کبری،باب ماوقع فی غزوۃ احدمن الایات والمعجزات،ج:1،ص:366)

معجزاتِ مصطفیٰ نے سب پہ واضح کردیا
کائنات پست وبالا تابع فرمان ہے

(مؤلف)

ہجرت کا چوتھا سال

شراب کی حرمت:......

شراب ام الخبائث یعنی ساری برائیوں کی اصل ہے، شراب معاشرہ میں پائی جانے والی برائیوں میں ایک خطرناک برائی ہے، جس کے مضر اثرات شراب نوشی کرنے

والے پر کئی طرح سے مرتب ہوتے ہیں، وہ حالت نشہ میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پاتا، گفتار و کردار میں قابو سے باہر ہو جاتا ہے، حالت نشہ میں بے وقاری' لڑائی جھگڑا کرنا ایک معمولی سی بات ہوتی ہے، طبی لحاظ سے بھی شراب کا استعمال کافی نقصان دہ ہے۔

مذہبِ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جو انسان کو پاکیزہ اور باوقار رہنے کی تعلیم دیتا ہے، اس لئے اسلام میں شراب نوشی پر پابندی لگائی گئی۔ قرآن کریم میں ایک ہی ساتھ شراب کی حرمت نازل نہیں کی گئی بلکہ قرآن کریم نے پہلے اس کے نقصانات بتلائے پھر نماز کی حاضری کے لئے شراب نوشی کے ساتھ آنا منع کیا گیا، کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کی عمومی حرمت کا قطعی حکم نازل فرمادیا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک شراب' جوا' بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں تو تم ان سے بچو! تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورة المائدة، آیت :90)

سوالات

1۔ غزوۂ احد پر ایک جامع تبصرہ کیجئے۔

2۔ جنگ احد میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات مصطفیٰ ﷺ بیان کیجئے۔

3۔ شراب کتنے مراحل میں حرام ہوئی اور حرام ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

4۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت لکھئے۔

5۔ غسیل الملائکۃ کس صحابی کا لقب ہے؟ اور ان کی شہادت کا تفصیلی واقعہ لکھئے۔

سبق نمبر:16
ہجرت کا پانچواں سال

مخالفتوں کا سلسلہ:......

جب تک مسلمان مکہ مکرمہ میں تھے اس وقت تک ان کے دشمن صرف کفار تھے لیکن ہجرت کے بعد تین قسم کے دشمن ہوگئے۔ایک تو کفارِ مکہ،دوسرے یہود اور تیسرے منافقین۔

تینوں اپنے اپنے طریقوں سے مسلمانوں کو شکست دینے اور انہیں اپنے کام سے باز رکھنے کی سازش میں ہمہ تن مصروف رہتے۔کفار مکہ اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو ستاتے،یہود کافی مالدار ہونے کی وجہ سے اپنی دولت کے ذریعہ مسلمانوں کو نقصان پہونچاتے اور منافقین مسلمانوں ہی میں رہ کر ان کے منصوبوں اور تدابیر سے دشمنوں کو واقف کروادیتے،اس طرح یہ آستین کے سانپ بنے ہوئے تھے،وقتاً فوقتاً اپنی مکاریوں سے مومنین کے درمیان اختلاف ڈالنے کی ناپاک کوشش کرتے۔

ایک مرتبہ انصار ومہاجرین کے درمیان کسی چیز کے بارے میں بحث ہوگئی اور دونوں بلند آواز سے گفتگو کررہے تھے۔منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی کو تو ایسے موقع کا انتظار تھا،فوراً انصار سے کہنے لگا: ہم عزت وشرافت والے لوگ ہیں اور یہ ذلیل وخوار ہیں،تمہارے مدد کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کے حوصلے اتنے بلند ہوگئے ہیں۔اس کی اس شرانگیزی کے باعث کچھ آوازیں بلند ہونے لگیں،نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شور وغل کو سماعت فرما کر تشریف لائے،جیسا ہی مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

رُخ انور دیکھا تمام چیزوں کو بھول گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نصیحت فرمائی اور ایسا درس محبت دیا کہ پھر سے وہ شیر وشکر ہوگئے اور منافقوں کی سازش ناکام ہوگئی۔

واقعۂ افک اور صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی وبراءت:......

منافقین، اسلام کی روز افزوں ترقی سے بے حد پریشان ہونے لگے اور اہل اسلام سے ان کا حسد مزید بڑھتا چلا گیا، وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے۔

غزوۂ مُرَیسِیْع سے واپسی میں انہوں نے اپنی فتنہ انگیزی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت وعصمت اور پاکدامنی کے خلاف آواز اٹھائی اور تہمت وبہتان باندھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی اور آپ کی براءت وتقدس کا اعلان فرمایا، اس بہتان طرازی کی سخت مذمت فرمائی، تہمت لگانے والوں کے بدترین انجام کا ذکر کیا، سورۂ نور میں ام المؤمنین کی قدرومنزلت اور شان اقدس کے بارے میں دس آیتیں نازل فرمائیں۔

بہتان طرازی میں منافقین کے ساتھ چند سادہ لوح مسلمان بھی شریک ہوگئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا اور منافقین کے لئے دردناک عذاب کی وعید نازل کی۔

آیت تیمّم کا نزول:......

''غزوہ بنی مُصطَلِق''جس کو''مُرَیْسِیع''کہا جاتا ہے، اسی غزوہ میں''تیمّم''کا حکم نازل ہوا۔

(صحیح ابن حبان ، کتاب الطھارۃ، باب التیمم، حدیث نمبر: 1334۔ فتح الباری، کتاب التیمم، حدیث نمبر:322، ج:2، ص:23)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس سفر میں شریک تھیں، جب قافلہ مقام ''بَیدَاء'' یا مقام ''ذات الجَیش '' پہنچا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا، ہار تلاش کیا جانے لگا، اس مقام پر پانی موجود نہ تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ وضو کے لئے پانی نہیں ہے، تب اللہ تعالی نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام نے تیمّم کیا اور فجر کی نماز ادا کی۔

جب تیمّم کی آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، انہوں نے کہا:

مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يا اٰلَ اَبِیْ بَكْرٍ .

ترجمہ: اے الِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر: 334 ۔صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب التیمم، حدیث نمبر: 842)

غزوۂ خندق:......

یہ غزوہ سنہ پانچ (5) ہجری میں واقع ہوا، چونکہ اس موقع پر شہر مدینہ منورہ کے اطراف خندق کھودی گئی تھی، اسی لئے اس کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے، اس غزوہ کا ایک اور نام ''غزوۂ اَحزَاب'' ہے۔

8 ذوالقعدہ سنہ 5 ہجری کو خندق کی کھدوائی کا کام شروع کیا گیا، پانچ (5) گز گہری خندق کھودی گئی اور تقریباً بیس (20) دن میں کھدوائی کا کام مکمل ہوا۔

اس کام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک رہے، آپ کے ساتھ تین ہزار انصار ومہاجرین صحابہ کرام بھی شریک کار رہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت:......

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ خندق کے موقع پر جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم اطہر پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو میرے لئے یہ بات نا قابل برداشت ہوئی، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور اپنے گھر آ کر دیکھا کہ گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے کیا چیزیں موجود ہیں۔ میں نے بکری کے ایک چھوٹے بچے اور ایک صاع جَو کے سوا کچھ نہ پایا، میں نے گھر میں موجود بکری کا بچہ ذبح کیا اور اہلیہ سے کہا: سالن اور روٹی تیار کرو! پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں۔

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے ارشاد فرمایا: اے خندق والو! جابر نے دعوت کا اہتمام کیا ہے، سب ان کے گھر چل کر تناول کر لیں۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں جب تک نہ آؤں روٹی نہ پکانا اور ہانڈی چولہے سے نہ اُتارنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ نے آٹے اور گوشت میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ہانڈی چولہے سے نہ اتاری جائے، پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھلانا شروع کیا گیا اور جملہ ایک ہزار افراد نے شکم سیر ہو کر تناول کیا مگر جتنا آٹا گوندھا گیا تھا ویسے ہی باقی تھا اور ہانڈی میں گوشت اسی مقدار میں موجود تھا اور ہانڈی جوش مار رہی تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث نمبر: 4101)

یہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت تھی کہ اتنی کم مقدار گوشت اور روٹی میں ایک ہزار افراد شکم سیر ہوگئے اور گوشت اور روٹی ویسے ہی باقی رہی، مزید لوگوں میں اس کی تقسیم بھی عمل میں آئی۔

منافقین کی فتنہ انگیزی:.......

منافقین' اسلام کے خلاف اپنی فتنہ انگیزیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے، وقتاً فوقتاً اس کو مزید بھڑکاتے رہتے تاکہ اسلام کے پرچم تلے اتحاد واتفاق سے رہنے والے مسلمان انتشار کا شکار ہوجائیں اور عبداللہ بن اُبَیّ کو قبیلۂ اوس وخزرج کی سرداری حاصل ہوجائے، اسی لئے یہ شر پسند لوگ اپنی منافقانہ کارروائیاں ہمیشہ جاری رکھے ہوئے تھے اور یہ گروہ غزوۂ بنی مصطلق میں بھی غنیمت کا مال حاصل کرنے کی خاطر شریک تھا۔

غزوۂ بنی المصطلق میں اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح ونصرت عطا فرمائی، فتح کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر چند دن قیام فرمارہے، اسی اثناء میں ایک حادثہ پیش آیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ میں جاتے وقت اپنے ہمراہ جہجاہ نامی ایک غلام کو لے گئے تاکہ وہ آپ کی سواری کے لئے چارہ پانی وغیرہ کا نظم کرسکے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ خادم پانی لانے کی غرض سے وہاں پر موجود ایک کنویں پر گئے اور پانی کے مسئلہ پر انصار کے حلیفوں میں ایک شخص سے ان کی تکرار ہوگئی۔ جہجاہ نے مہاجرین کو مدد کے لئے آواز دی' انصار ومہاجرین ہتھیار لے کر وہاں پہونچ گئے، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ دونوں گروہوں میں جھگڑا چھڑ جاتا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً وہاں تشریف لائے اور انصار ومہاجرین سے ارشاد فرمایا کہ یہ زمانۂ

جاہلیت کے نعرے کیسے ہیں؟

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہر دو کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور ایک فتنہ کی شکل اختیار کرنے والی یہ آگ یکا یک بجھ گئی۔

اس بحث وتکرار سے منافقوں کے خیمہ میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی تھی لیکن جب یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا تو وہ کافی مشتعل ہو گئے اور اپنے سردار عبداللہ بن اُبَیّ کو تنقید وملامت کا نشانہ بنانے لگے، جو پہلے ہی سے حسد کی آگ میں جل رہا تھا وہ اس تنقید کو سن کر بھڑک اٹھا اور حضرات انصار سے کہنے لگا: تم نے ہی مہاجرین کو سہارا دیا اور ہر مصیبت میں ان کا ساتھ دیا ،اب اگر تم ان کے ساتھ تعاون کرنا بند کر دو تو وہ تنگ آکر مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے جائیں گے ۔(نعوذ باللہ) وہ مزید کہنے لگا: بخدا! جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا، اس نے عزت والے سے اپنے آپ کو مراد لیا اور (نعوذ باللہ) اس دوسرے لفظ سے حضور باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے، انہوں نے فوراً اس بدبخت کا دنداں شکن جواب دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو ہی ذلیل وخوار اور حقیر وکمتر ہے' تو اپنی قوم میں ناپسندیدہ ومبغوض ہے اور سرکار دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے رحمٰن کی جانب سے عزت وکرامت' شرافت وبزرگی سے نوازا گیا ہے، مسلمانوں کے قلوب آپ کی محبت سے سرشار ہیں ۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، منافق کے گستاخانہ الفاظ سن کر حضور کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دفع کرنے کے لئے اس واقعہ کو نظرانداز فرما دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کرو، ورنہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کررہے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا اور یہ سفر بلاتوقف جاری رہا جب قافلہ تھک چکا تو ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا اور سارا قافلہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

منافق عبداللہ بن اُبَیّ کی ذلت:......

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسی مقام پر توقف کئے بغیر مسلسل سفر کرنے کی کیا حکمت ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عبداللہ بن اُبَیّ کی ساری گستاخانہ گفتگو کا تذکرہ فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے، عبداللہ بن ابی کی اس گستاخی کا آہستہ آہستہ سارے لشکر والوں کو پتہ چل گیا۔

انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت برہم ہوگئے اور عبداللہ بن اُبَیّ سے خیرخواہی کرتے ہوئے کہنے لگے: تو دربارِ رسالت میں معافی مانگ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیری غلطی کو درگزر فرمادیں گے لیکن وہ بدبخت معافی مانگنے پر راضی نہ ہوا اور صحابۂ کرام سے اپنا نفاق ظاہر کرتے ہوئے کہنے لگا: تم نے اُن پر ایمان لانے کے لئے کہا؛ میں ایمان لے آیا، تم نے زکوٰۃ دینے کے لئے کہا؛ میں نے مال کی بھی زکوٰۃ دی۔ اب صرف یہ باقی رہ گیا ہے کہ میں اُن کو سجدہ کروں! اس طرح وہ تمام لشکر اسلام اور خود اپنے قبیلہ

میں ذلیل وخوار ہوگیا اور اسے مزید رسوائی اس وقت ہوئی جب اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہوکر صحابیت کا شرف حاصل کر چکے تھے) تلوار لے کر حدود مدینہ منورہ کے پاس ٹھہر گئے اور اس سے فرمایا: تم نے کہا تھا کہ ''مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد عزت والا ذلت والے شخص کو نکال دے گا'' اب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ عزت والی ذات کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ اللہ کی قسم! جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں تم مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

یہ سن کر عبداللہ بن اُبَی کی ذلت ورسوائی کی کوئی حد نہ رہی اور اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا: میرا ہی لڑکا مجھے شہر میں داخل ہونے سے روک رہا ہے، انہوں نے یہاں تک ارادہ کرلیا تھا کہ اپنے باپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے سبب قتل کرڈالیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی؛ بلکہ حکم صادر فرمایا کہ وہ اپنے باپ کو شہر میں آنے کی اجازت دیدیں۔

یہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ ہیں کہ جو دشمن آپ کے ساتھ رہ کر آپ ہی کے خلاف ماحول بناتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں رہنے کی مخالفت کرتا رہا، اس کے خلاف عفو ودرگزر کے پیکر رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی قسم کی کارروائی نہیں فرمائی؛ حتیٰ کہ اسے شہر میں آنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ منافقوں کی شرانگیزیوں کو مسلسل نظرانداز کیا جاتا رہا یہاں تک کہ منافقوں نے اپنے ہی سیاہ کرتوتوں سے اپنی ذلت ورسوائی کا سامان کیا، پھر قرآن کریم کی آیات بیّنات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ کے ذریعہ ان کی خباثتوں، دسیسہ

کاریوں، فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں کا ذکر کر کے امت مسلمہ کو واقف کروایا گیا اور ان کے انجامِ بد سے واقف کروا کر، سخت عذاب کی وعیدیں سنا کر، تا قیامت آنے والوں کو ظاہر و باطن ہر اعتبار سے سچے و پکے مسلمان بن کر رہنے کی تلقین کی گئی۔

سوالات

1۔ آیت تیمّم کا شان نزول بیان کیجئے۔

2۔ ''اللہ کی قسم جب تک نبی اکرم ﷺ اجازت نہ دیں تم مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے'' اِس تاریخی جملے کے قائل کون ہیں؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

3۔ غزوۂ خندق کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، تفصیل سے قلمبند کیجئے؟

4۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان کے بارے میں کون سے سورہ کی کتنی آیتیں نازل ہوئیں اور اس کا پس منظر کیا ہے؟ بیان کیجئے!

5۔ منافقین کی سازشوں سے متعلق تفصیلات لکھئے؟

6۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ پر مختصراً روشنی ڈالئے!

7۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ ذکر کیجئے؟

❁❁❁

سبق نمبر: 17

ہجرت کا چھٹواں سال

عمرہ کے لئے روانگی:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ ذوالقعدہ 6ھ میں چودہ سو، ایک روایت کے مطابق پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ نے کفار مکہ کے منصوبوں اور ارادوں سے مسلمانوں کو واقف کروانے کے لئے قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ بھیجا، اس قاصد کے ذریعہ اطلاع آئی کہ کفار نے اپنے تمام ہمنوا قبیلوں کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا ہے تاکہ مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور عمرہ کرنے سے روک دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حدیبیہ'' مقام میں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا اور قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں، جنگ مقصود نہیں، ہم احرام کی حالت میں ہیں، سفیر سے گفتگو کے بعد ایک سمجھدار سردار عُروَہ بن مسعود ثقفی نے۔ جو اب تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے - قریش سے کہا کہ تم اگر مجھ پر اعتماد کرتے ہو تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملاقات کر کے گفتگو کرتا ہوں، کفارِ مکہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔

قریش کے سامنے عروہ بن مسعود کی تقریر:......

عُروَہ بن مسعود ثقفی حدیبیہ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے اور قریش کا پیغام سنائے، عروہ نے مسلمانوں کے ماحول اور بارگاہِ نبوی میں صحابہ کرام کا

ادب دیکھ کر مسلمانوں میں زبردست جوش وخروش، عظیم ہمت اور بلند حوصلہ محسوس کیا، مکہ واپس ہوکر قریش سے اس طرح اپنا تاثر پیش کیا:

لوگو! خدا کی قسم! میں نے بادشاہوں کا دربار دیکھا، قیصر وکسریٰ کی آن بان دیکھی، نجاشی بادشاہ کا رعب و دبدبہ دیکھا؛ مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اُن کی تعظیم اورادب کرتے ہیں۔

خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ناک صاف کرتے ہیں تو آب بینی مبارک اُن کے صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے، وہ اپنے چہرہ اور جسم پر ملتے اور برکت حاصل کرتے ہیں، اگر وہ کوئی حکم فرماتے ہیں تو وہ حضرات حکم کی تعمیل میں سبقت کرتے ہیں، جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کا استعمال کیا ہوا پانی حاصل کرنے کے لئے اس طرح مچلتے ہیں گویا لڑائی کی نوبت آجائے گی، جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو تمام اصحاب اپنی آوازوں کو پست کرلیتے ہیں، اُن کے دلوں میں آپ کی ایسی عظمت وہیبت، عزت وتقدس ہے کہ کوئی شخص ان کی جانب آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا۔ آپ نے صلح کی جو تجویز رکھی ہے اس کو قبول کرلو۔

(صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهادو المصالحة مع اهل الحرب و كتابة الشروط، حديث نمبر: 2731۔ مسند امام احمد، حديث المسور بن مخرمة، حديث نمبر: 19442)

بیعتِ رضوان:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے پاس ایک سفیر بھیجا، قریش نے اُن پر حملہ کیا، وہ

سفیر حکمت عملی کرکے اُن کے درمیان سے نکل گئے۔ پھر قریش نے جنگ کے لئے ایک دستہ بھیجا، صحابہ کرام نے اس پر غلبہ پا کر پکڑ لیا، تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دستہ کو رہا کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبیلہ والے مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور آپ ثروت وغنا کی وجہ سے ونیز قبیلہ والوں کی حمایت کے باعث قریش کی نگاہوں میں معزّز تھے۔ کفار نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کرلیں اور عمرہ ادا کرلیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کروں گا، تب کفار نے آپ کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے جاں نثاری کی بیعت لی پھر اپنے داہنے دست مبارک کو بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا: اے اللہ! یہ ہاتھ عثمان کی جانب سے ہے اور یہ ان کی طرف سے بیعت ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة،باب مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه،حدیث نمبر: 3698۔جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه،حدیث نمبر: 4071/4067۔الریاض النضرة فی مناقب العشرة،الباب الثالث فی مناقب أمیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله عنه)

ایک شبہ کا ازالہ:......

یہاں یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشیدہ چیزوں کا علم ہوتا تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پہنچنے کے بعد صحابہ کرام سے بیعت نہ لیتے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی عطاء سے غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ حضرت عثمان کی جانب سے بھی بیعت نہ لیتے کیونکہ جن کی شہادت ہوچکی اُن کی جانب سے بیعت نہیں لی جاتی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت لی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت حقیقی صورت حال سے بخوبی واقف و باخبر تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطاء سے یہ بھی جانتے تھے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت پر بعض نادان' بددیانتی کا الزام لگائیں گے، آپ نے اس حدیبیہ کے عظیم موقع پر انہیں اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنانا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صداقت ودیانت کو بتاتا ہے، آپ کو اسلامی نمائندہ بنانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی دیانت پر کامل بھروسہ اور آپ کی ذات پر مکمل اعتماد تھا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے نازک وقت میں اتنا اعتماد ہو اُن پر بددیانتی کا الزام لگانا کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا۔

ونیز اس بیعت کا مقصد یہ بھی تھا کہ دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہوجائے کہ مسلمان بے سروسامانی میں اپنے دین وعقیدہ پر استقامت کا پیکر بن کر اپنی جان ومال کی قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کرینگے ۔

اس بیعت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے رضا وخوشنودی کا اظہار کیا، اس لئے اس کو ''بیعتِ رضوان'' کہتے ہیں۔ اس بیعت سے مسلمانوں میں فدائیت اور جاں نثاری کا جذبہ دوبالا ہوگیا اور کفار کی ہمت پست ہوگئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ.

ترجمہ: بیشک جولوگ آپ کے دست اقدس پر بیعت کرتے ہیں بلاشبہ وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں،اُن کے ہاتھوں پراللہ کا ہاتھ ہے۔

(سورۃ الفتح،آیت :10)

اورمزیدارشادفرمایا:

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ.

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا مومنین سے جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے دست کرم پر بیعت کررہے تھے۔

(سورۃ الفتح ،آیت: 18)

صلح حدیبیہ یافتح مبین:......

مشرکین کی جانب سے یکے بعد دیگرے دوتین آدمی آئے اوراُنہوں نے گفتگو کی لیکن بات نہ بنی، پھر''سہیل بن عَمرو'' نامی ایک شخص آیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تمہارا معاملہ سہل (آسان) ہوگیا، سہیل نے حاضر ہوکر کہا: ہم اور آپ ایک معاہدہ کریں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشکش کو منظور فرمالیا، صلح کے شرائط سے متعلق تفصیل سے گفتگو ہوتی رہی اور چند شرائط پر اتفاق ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صلح نامہ لکھا: ''یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی'' اس پر سہیل نے بھڑک کر کہا: خدا کی قسم! اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے ،لہٰذا محمد بن عبداللہ لکھوایا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لفظ ''رسول اللہ'' کے بجائے ''ابن عبد اللہ'' لکھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادب:.......

حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں انتہائی اطاعت گزار وفرمانبردار ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ باادب ہیں، کمالِ ادب وتعظیم کی وجہ سے لفظ ''رسول اللہ'' کو مٹانے کی جرأت نہ کرسکے، اپنے آپ کو حکم کی تعمیل سے عاجز پاکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں وہ نہیں ہوں جو اس کو مٹاسکوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کمالِ ادب کو قبولیت عطا فرما کر بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے اس لفظ کو مٹایا، پھر ''محمد بن عبد اللہ'' کے الفاظ لکھے گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجھادو السیر، باب صلح الحدیبیة فی الحدیبیة، حدیث نمبر:4729۔سبل الھدی والرشاد، ج:5ص:53/55)

صلح نامہ میں مذکور شرائط:.......

صلح نامہ کی شرائط یہ تھیں:

1) مسلمانوں اور کفار کے درمیان دس سال تک لڑائی موقوف رہے گی۔

2) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، آئندہ سال آسکتے ہیں لیکن تین دن سے زیادہ قیام نہیں کرسکتے۔

3) تلوار کے سوا کوئی اور ہتھیار نہ لائیں اور تلوار نیام کے اندر رکھیں۔

4) مکہ مکرمہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں اُن میں سے کسی کو ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے تو اُسے نہ روکیں۔

5) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی مدینہ طیبہ جائے تو واپس کر دیا جائے گا لیکن کوئی مسلمان مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلا جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔

6) عرب کے قبیلوں کو اختیار رہے گا کہ وہ فریقین میں سے جس کے چاہیں حلیف اور دوست بن جائیں اور جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں۔

یہ صلح بظاہر مغلوبانہ صلح معلوم ہو رہی تھی لیکن فی الواقع یہ فتح مبین تھی، قرآن کریم نے اس کو فتح مبین قرار دیا، وحی الٰہی کا نزول ہوا:

''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا''.

ترجمہ: (اے حبیب ﷺ!) ہم نے آپ کی خاطر روشن فتح عطا کی۔

(سورۃ الفتح، آیت: 1)

اس کی وجہ سے کفار، معاشرتی اعتبار سے مسلمانوں کے قریب ہوئے، اُنہیں صحابہ کرام کے رہن سہن، گفتار و کردار دیکھنے کا موقع ملا، یہ صلح کیا تھی، دراصل مسلمانوں کی فتوحات کا پیش خیمہ اور مقدمہ تھی۔

وعدہ وفا کرنے کی عظیم مثال:......

صلح حدیبیہ کے بعد ابو بصیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے، کفار نے دو آدمیوں کو اس پیغام کے ساتھ روانہ کیا کہ اُن کو واپس کر دیا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ واپس جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ہم نے ان سے معاہدہ کیا ہے اور ہمارے دین میں عہد شکنی نہیں ہے۔

اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ مجھے کفر پر مجبور کریں گے، آپ نے فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری رہائی کا کوئی سبب پیدا کر دے گا۔ آخر کار وہ

معاہدہ کی شرط کے مطابق قریش کے دونوں آدمیوں کے سپرد کردیئے گئے۔

(صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، حديث نمبر: 2731۔سنن صغری بیهقی، کتاب الجزية، باب المهادنة على النظر للمسلمين، حديث نمبر: 4085)

ایسے موقع پر حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی کفار کو سپردگی ایفائے عہد کی ایک عظیم مثال ہے اور ہر معاہدہ کرنے والے کے لئے لائق تقلید ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو کفار کی قید سے رہائی کا موقع عطا فرمایا اور انہوں نے مقام ''سیف البحر'' میں قیام کیا اور وہیں وصال فرمایا۔

بادشاہوں کے نام مبارک خطوط:......

صلح سے پہلے کفار، اسلام کی اشاعت وترویج میں ہر وقت طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے تھے، صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کو اطمینان کے ساتھ اسلام کی دعوت دینے کا موقع ملا اور قریش کی جانب سے کسی رکاوٹ کا اندیشہ نہ رہا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے اور پیغام حق پہنچانے کے لئے چند صحابۂ کرام کا انتخاب فرمایا اور عرب کے رئیسوں اور اُن سے متصل سلطنتوں حبشہ، روم، ایران اور مصر کے سلاطین کو خطوط مبارک بھیجے۔

قیصر روم کے نام نامہ مبارک:......

قیصر روم ''ہرَقْل'' کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ قریش کا کوئی شخص ملے تو دربار میں حاضر کیا جائے، اتفاق سے ابوسفیان۔ جو ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ ان کو اور عرب کے کچھ تاجر تجارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے، اُنہیں دربار میں لایا گیا۔

ہرقل بڑے طمطراق اور شان وشوکت کے ساتھ تخت شاہی پر بیٹھا اور تخت کے اطراف دربار کے معزز لوگ امراء' احبار اور بطارقہ کھڑے ہوگئے، ہرقل نے ترجمان کو بلایا اور گفتگو شروع کی۔

ہرقل اورابوسفیان کی گفتگو:......

سب سے پہلے تاجروں کی جماعت سے سوال کیا کہ جو صاحب' نبوت کا اعلان کئے ہیں تم میں سے اُن کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا: میں ہوں، ہرقل نے ابوسفیان کو آگے آنے اور دوسرے عرب تاجروں کو اُن کے پیچھے کھڑے رہنے کا حکم دیا اور اُن سے کہا کہ اگر یہ غلط بیانی سے کام لے تو تم لوگ وضاحت کرنا اور سچ بات کہہ دینا۔

ہرقل نے ابوسفیان سے چند سوالات کئے:

ہرقل: جو صاحب نے نبوت کا اعلان کیا ہے اُن کا نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان: اُن کا نسب شریف واعلیٰ ہے۔

ہرقل: کیا اس خاندان میں ان سے پہلے کسی نے ایسی بات کہی؟ یعنی نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: اُن کے دین میں داخل ہونے والے کمزور لوگ ہیں یا اثر ورسوخ والے؟

ابوسفیان: کمزور (غریب) لوگ ہیں۔

ہرقل: اُن کی پیروی کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟

ابوسفیان: اُن کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔

ہرقل: کیا نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے تم نے کبھی اُن پر جھوٹ کی تہمت لگائی؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: کیا اُنہوں نے کبھی دھوکہ دیا، عہد شکنی یا وعدہ خلافی کی؟

ابوسفیان: ابھی تک تونہیں کی ،ان دنوں ہمارے اور اُن کے درمیان صلح ہوئی ہے، نہیں معلوم آگے کیا معاملہ ہوتا ہے۔

ہرقل: کیا تم لوگوں نے اُن سے جنگ کی؟

ابوسفیان: ہاں۔

ہرقل: جنگ کا نتیجہ کیا ہوا؟

ابوسفیان: جنگ ہمارے اور اُن کے درمیان ڈول کی طرح رہی ،کبھی ہم اُن سے لیتے، کبھی وہ ہم سے لیتے۔

ہرقل: وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟

ابوسفیان: وہ کہتے ہیں کہ ایک خدا کی عبادت کرو، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ ،نماز پڑھو، سچ بات کہو، عفت و پاکدامنی اختیار کرو اور قرابتداروں سے اچھا برتاؤ کرو۔

جوابات پر ہرقل کا تبصرہ:......

پھر ہرقل نے تمام سوالات و جوابات پر تبصرہ کیا اور آخر میں کہا: تم نے جو کچھ کہا اگر صحیح ہے تو عنقریب وہ میری اس مملکت کے بھی مالک ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ ایک آخری نبی تشریف لانے والے ہیں مگر میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے، اگر میں اُن کے پاس پہنچ سکتا تو اُن کے قدم مبارک دھوتا۔

ہرقل نے اس مکالمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک سنا اور اہلِ روم کو خطاب کر کے کہا: اے رومیو! اگر تم فلاح و کامیابی چاہتے ہو اور ملک و سلطنت کی بقاء چاہتے ہو تو اس نبی کے دست مبارک پر بیعت کرلو! یہ سنتے ہی سارے درباری ناراضگی اور نفرت کا اظہار کرنے لگے ، ہرقل نے درباریوں کی نفرت کو دیکھا اور اُن کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو اُن سے کہا: میں نے ابھی تم سے جو کہا اس کا مقصد یہ تھا

کہ میں تمہارے دین میں تمہاری شدت وپختگی کو آزماؤں اور میں نے دیکھ لیا کہ تم اپنے دین میں بہت مضبوط اور متصلب ہو۔

(صحیح بخاری ،باب بدء الوحی،حدیث نمبر: 7۔صحیح مسلم،کتاب الجهاد والسير،باب كتاب النبي -صلى الله عليه و سلم -إلى هرقل يدعوه إلى الإسلام.حديث نمبر:4704)

ابوسفیان اور قیصر روم کا اعتراف:.......

ابوسفیان نے سخت دشمنی کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اظہار کیا اور اُن کے لئے اس اقرار اور اعتراف کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ ہرقل تورات و انجیل کا ماہر عالم تھا اور علم نجوم سے اچھی طرح واقف تھا،اُس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وحقانیت کی تصدیق کی ،لیکن سلطنت کی حرص میں ایمان سے محروم رہا۔

البتہ ہرقل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کی تعظیم کی جس کی وجہ سے اس کی بادشاہت ایک مدت تک سلامت رہی۔

سوالات

1۔ 'خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد ﷺ کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں' یہ مشہور جملہ کس نے اور کب ادا کیا؟

2۔ کس بیعت کو 'بیعت رضوان' کہا جاتا ہے؟

3۔ 'صلح حدیبیہ' کی شرائط کیا تھیں؟

4۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی دعوت سے متعلق حضرت ابوسفیان اور قیصر روم کے مکالمے کو اپنے الفاظ میں تحریر کیجئے۔

5۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 6ھ میں کتنے صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے؟ اور کس جگہ قیام فرمایا' اس کے بارے میں ایک جامع نوٹ لکھئے؟

سبق نمبر:18

ہجرت کا ساتواں سال

غزوۂ خیبر کی وجہ:......

غزوۂ خیبر سنہ 7ھ محرم کے مہینے میں واقع ہوا۔

یہودِ حجاز کے تمام علاقوں سے نکل کر حجاز کے کنارے ملک شام کے قریب مقام ''خیبر'' میں جمع ہو گئے۔ خیبر میں یہود کے آٹھ (8) قلعے تھے جو آٹھ محلوں کے درجہ میں تھے، یہاں یہودِ مسلمانوں کے خلاف اپنی پوری طاقت کا استعمال کر کے حملہ کرنا چاہتے تھے اور اس مہم میں انہوں نے عرب کے نہایت جنگجو قبیلہ ''غطفان'' کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا۔ قبیلہ '' غَطَفَانُ '' کی ایک ٹکڑی ''بنی فَزَارَہ'' نے مدینہ طیبہ کی چراگاہ پر حملہ کیا اور ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا۔

غزوۂ خیبر:......

اب مسلمانوں کے لئے اس فتنہ کی روک تھام اور دفاعی انتظام کرنا ضروری ہو گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سولہ سو (16,00) صحابۂ کرام کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے، اس غزوہ میں تین (3) جھنڈے تیار کئے گئے، ایک حضرت حُبَاب بن منذر رضی اللہ عنہ، دوسرا اسعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور تیسرا شیر خدا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

اس سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ام المومنین حضرت ام سلمہ

رضی اللہ عنہا تھیں۔

سولہ سو(16,00) حضرات پر مشتمل یہ لشکر رات کے وقت خیبر پہنچا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی تاریکی میں حملہ کو پسند نہیں فرمایا اور صبح کا انتظار کرنے کا حکم فرمایا، یہود جب حسب معمول قلعوں کے دروازے کھولے تو سامنے فوج دیکھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اب تک نہ جنگ کا ارادہ فرمایا تھا اور نہ حملہ کا حکم فرمایا؛ لیکن یہود نے صلح کرنے کے بجائے لڑائی کی پیشکش کی، تب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ کا حکم دیا۔ یہود کے بعض قلعے صلح سے حاصل ہوئے اور بعض قلعے تھوڑی سی لڑائی کے بعد فتح ہوے؛ لیکن قلعہ ''قموص'' بہت مضبوط، پختہ اور محفوظ قلعہ تھا، اس قلعہ میں فوج زیادہ تھی ، یہودیوں میں ''مُــرَحَّــبُ'' نامی ایک بہادر شخص تھا- جسے عرب ایک ہزار سوار کے برابر کہتے تھے- وہ اس قلعہ کی حفاظت کر رہا تھا۔اس لئے اس قلعہ کو فتح کرنے میں بہت دشواری پیش آئی۔ کئی روز تک اس قلعہ کو فتح کرنے کی مہم جاری رہی لیکن مکمل نہ ہوسکی۔

اس غزوہ میں یہودیوں کی تعداد تقریبا بیس ہزار(20,000) تھی۔

مسلمانوں نے سب سے پہلے ''ناعم'' قلعہ کو فتح کیا، اس قلعہ کو فتح کرنے کے دوران پچاس (50) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہوئے اور حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔اس کے بعد والے قلعے فتح کرنے میں زیادہ مشکلات پیش نہیں آئیں؛ لیکن ''مُــرَحَّــبُ''، جس قلعہ کی حفاظت کر رہا تھا وہ قلعہ (قموص) بہت مضبوط تھا اور ایک بڑا لشکر اس کی حفاظت میں تھا، یہ قلعہ فتح نہیں ہوا تھا۔

فاتح خیبر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ:......

ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں

جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ صحابۂ کرام نے یہ رات بڑے اضطراب اور بے چینی میں گذاری کہ کل کس خوش نصیب صاحب کو جھنڈا دیا جائے گا، کس کو یہ اعزاز حاصل ہوگا، ہر ایک کی تمنا و آرزو تھی کہ جھنڈا اُن کے ہاتھ میں آجائے؛ کیونکہ جھنڈا اُٹھانے والے کے لیے تین عظیم خوشخبریاں تھیں: (1) وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا ہے (2) اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرنے والے ہیں (3) اُس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ صبح ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ آپ کو آشوب چشم ہو چکا تھا، آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا اور دعاء فرمائی، اسی وقت انہیں ایسی شفاء ہوئی گویا کبھی آنکھ میں تکلیف تھی ہی نہیں، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے پرچمِ اسلام عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے علی! جلدی نہ کرنا، انہیں پہلے نرمی سے اسلام کی دعوت دو، اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت عطا کردے تو وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث نمبر: 3701)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص کے نزدیک پہنچ کر سب سے پہلے یہود کو اسلام کی دعوت دی، اس کا جواب حملہ سے ملا اور قلعہ کا سردار "مُـــرَحَّـــبُ" بڑی شان وشوکت اور تکبر کے ساتھ باہر آیا اور فخریہ اشعار کہنے لگا، حضرت علی رضی اللہ نے بھی جواب میں پراثر اشعار کہے، پھر جب اس نے آپ پر حملہ کیا تو آپ اس کے حملہ کو روکتے ہوئے اپنی تلوار "ذوالفقار حیدری" سے اُس کے سر پر وار کیا اور اُس کو وہیں ڈھیر

کر دیا۔ پھر آپ نے پوری بہادری وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلعہ کا دروازہ اُکھاڑ دیا، جس کو چالیس(40) آدمی مل کر بھی حرکت نہیں دے سکتے تھے۔ بیس(20) دن کے محاصرہ اور سخت لڑائی کے بعد خیبر کا یہ آخری قلعہ بھی فتح ہوگیا، ان لڑائیوں میں ترانوے(93) یہودی قتل ہوئے اور پندرہ(15) مسلمان شہید ہوئے۔

خیبر فتح ہونے کے بعد یہودیوں نے درخواست کی کہ ہمیں خیبر ہی میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائیں ہم زمین کی کاشت کرتے رہیں گے اور زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:......

قیدیوں میں بنونضیر کے سردار حُیَی بن اخطب کی بیٹی صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی تھیں، مال غنیمت کی تقسیم میں صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ان کو پیش کیا ،آپ نے قبول فرمایا اور اُن کے بجائے دوسری باندی انہیں دے دی، پھر آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور اُن سے نکاح فرمایا، اس طرح انہیں ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے اور ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ جا چکے تھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبشہ سے آگئے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا، اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: میں کیا بتاؤں کہ میں خیبر کی فتح پر زیادہ خوش ہوں یا جعفر کی آمد پر۔

حبشہ سے مدینہ طیبہ آنے والوں کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صَاحِبُ الْھِجْرَتَیْنُ (دوہجرتوں والے) کے مبارک لقب سے نوازا کہ یہ اصحاب مکہ مکرمہ سے حبشہ ہجرت کئے پھر حبشہ سے مدینہ طیبہ۔ یہ حضرات اگرچہ غزوۂ خیبر میں شریک نہیں ہوئے لیکن ان حضرات کو بھی مال غنیمت سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا گیا۔

خیبر کے موقع پر اسلامی احکام:......

غزوۂ خیبر میں چند احکام نازل ہوئے: (1) پنجہ دار پرندوں کو حرام قرار دیا گیا۔ (2) تمام درندوں کی حرمت کا اعلان کیا گیا۔ (3) گدھا اور خچر حرام کر دیا گیا۔ (4) سونے کی سونے کے ساتھ اور چاندی کی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کمی و زیادتی کے ساتھ حرام قرار دی گئی اور حکم دیا گیا کہ چاندی کو چاندی کے بدلہ اور سونے کو سونے کے بدلہ برابری کے ساتھ ہی بیچنا لازم ہے اور کمی بیشی حرام ہے۔ البتہ سونا چاندی کے بدلے یا چاندی سونے کے بدلے خرید و فروخت کرنا چاہیں تو کمی بیشی کے ساتھ جائز و درست ہے۔ (5) باندیوں سے متعلق استبراء کا حکم دیا گیا یعنی ایک ماہواری تک باندی سے صحبت جائز نہیں، اگر اس کو حیض آجائے تو پھر پاک ہونے کے بعد صحبت کی جا سکتی ہے اور اگر حیض نہ آئے بلکہ اُس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو جائے تو بچہ پیدا ہونے تک صحبت نہ کی جائے۔ (6) عورتوں سے متعہ (Contract Marriage) حرام قرار دیا گیا، اس سے پہلے تک متعہ جائز تھا، اس غزوہ میں اس کی حرمت آ گئی۔

عمرة القضاء:......

حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال صرف تین دن کے لئے آئیں، اس شرط کے مطابق ماہِ ذوالقعدہ 7ھ میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور یہ اعلان فرمایا کہ جولوگ گزشتہ سال حدیبیہ میں شریک تھے وہ سب ساتھ چلیں۔

کُل دو ہزار صحابۂ کرام کی یہ مبارک جماعت مقام ''ذُوالحُلَیْفَہ'' سے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی، عمرہ کی ادائی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے اندر بھی تشریف لے گئے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:......

عمرۃ القضاء کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مقامِ سَرِفْ میں نکاح فرمایا، جس کا مختصر سا بیان امہات المؤمنین کے ضمن میں شروع کتاب میں آچکا ہے، آپ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا زوجۂ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔

سوالات

1۔غزوۂ خیبر کے موقع پر کونسے احکام نازل ہوئے؟

2۔غزوۂ خیبر کا مختصر خاکہ اپنے الفاظ میں لکھیں و نیز بتلائیں کہ ''فاتحِ خیبر'' کس کا لقب ہے؟

3۔''عمرۃ القضاء'' کس مہینہ میں ادا کیا گیا، اوراس میں کتنے صحابہ شریک تھے؟

4۔وہ کون صحابی ہیں جنہیں زبان نبوت سے صاحب الھجرتین کا لقب ملا، ان کے کچھ حالات بیان کیجئے؟

5۔ام المؤمنین حضرت میمونہ کا عقد نکاح کب اور کس مقام پر ہوا؟

سبق نمبر :19

فتح مکہ

ہجرت کا آٹھواں سال

قریش کی جانب سے صلح کا معاہدہ توڑ اگیا:......

حدیبیہ کے صلح نامہ میں منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائل عرب میں سے کوئی بھی قبیلہ فریقین میں سے کسی کے ساتھ بھی معاہدہ کرسکتا ہے۔اس شرط کے مطابق بنوبکر، قریش کے حلیف ہوئے اور بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف قرار پائے۔ بنوبکر اور بنوخزاعہ کے درمیان سخت دشمنی تھی ۔ بنوبکر اپنی پرانی عداوت کی وجہ بنوخزاعہ سے انتقام لینے کے لئے کفار قریش سے مل کر اُن پر حملہ آور ہوئے ،اس حملہ میں قریش کے سرداروں نے بنوخزاعہ کے خلاف بنی بکر کو قتل کے لئے آدمی اور اسلحہ فراہم کئے ،اس حملہ کی وجہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ عملی طور پر قریش کی جانب سے ٹوٹ گیا۔

تین پُر امن شرائط کی پیشکش:......

بنوخزاعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی ہوئے اور آپ سے مدد طلب کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پاس پُر امن تین شرائط روانہ فرمائیں کہ وہ ان تین شرطوں سے کوئی ایک شرط قبول کریں:

1) بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے!

2) قریش، بنوبکر کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں!

3) حدیبیہ کے معاہدہ کی برخاستگی کا اعلان کیا جائے!

قریش کے نمائندوں میں سے کسی نے جواب دیا کہ ہم آخری شرط منظور کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔قریش نے قاصد کو جواب دیتے وقت تو بڑی بے باکی سے اعلان کیا لیکن قاصد واپس جانے کے بعد سرداران قریش نادم و پشیمان ہوئے اور سب نے ابوسفیان سے کہا کہ تم جاکر معاہدہ کی تجدید کرلو، ورنہ اس کا انجام بہت خطرناک ہوسکتا ہے، ابوسفیان نے مدینہ طیبہ پہنچ کر گفتگو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن بات نہ بنی، بالآخر انہیں معاہدہ کی تجدید کئے بغیر لوٹنا پڑا۔

معرکہ کی تیاری:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم فرمایا اور حلیف قبائل کو تیاریوں کے لئے حکم نامہ بھیجا، مگر آپ نے کسی سے یہ نہیں فرمایا کہ کس سے جہاد کرنا ہے، یہاں تک کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں فرمایا، خاموشی کے ساتھ معرکہ کی تیاری ہوتی رہی، اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو معاملہ کی خبر نہ ہو۔

مخبری کی کوشش ناکام:......

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں خفیہ انتظامی معاملات کی مخبری تھی۔اس خط کو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے ذریعہ مکہ مکرمہ روانہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا ہے، وہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ (یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے اس) کی خبر رکھتے ہیں، قیامت تک رونما ہونے والے واقعات و حوادث کی خبر دیتے ہیں اور ان کا ایک ایک جزئیہ بیان فرماتے ہیں، نہ صرف زمین کی بلکہ آسمانوں کی باتیں، جنت و دوزخ کی تفصیلات، اہل جنت و اہل دوزخ کی

تعداد، ان کے احوال وکیفیات، ہر ہر چیز سے واقف وباخبر ہیں، کیا آپ مدینہ منورہ میں ہونے والے اس واقعہ سے باخبر نہ ہوں گے؟ یقیناً آپ کو اس واقعہ کا بخوبی علم تھا۔

اسی لئے آپ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو یہ تفصیلات بتلاتے ہوئے حکم فرمایا کہ تم لوگ ''روضۂ خاخ'' پر جاؤ! وہاں ایک عورت ہے، جس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط اس سے حاصل کرکے میرے پاس لے آؤ، تینوں صحابۂ کرام گھوڑوں پر سوار ہوکر بڑی تیزی کے ساتھ ''روضہ خاخ'' پہنچے اور اس عورت کو ویسا ہی پایا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ان حضرات نے اس عورت سے خط طلب کیا، اُس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلط بات نہیں فرماسکتے اور نہ ہم جھوٹے ہیں، جب آپ نے سختی سے گفتگو کی تو اس عورت نے صحیح صحیح بتادیا اور اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کردے دیا۔

یہ تینوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خط لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہ میں نے اپنا دین تبدیل کیا ہے اور نہ مرتد ہوا ہوں، میں نے اہل مکہ کو صرف اس لئے خط لکھا کہ مکہ مکرمہ میں میرے اہل وعیال ہیں، وہاں میرا کوئی اور رشتہ دار نہیں جو اُن کی خیرخواہی وخبرگیری کرے، میرے سوا دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکہ مکرمہ میں موجود ہیں، وہ ان کی خبرگیری کرتے رہتے ہیں۔ مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ اللہ تعالٰی کافروں کو شکست دے گا' میں نے چاہا کہ خط کے ذریعہ مکہ والوں کو معاملہ کی اطلاع دے دوں تاکہ ان پر میرا احسان ہوجائے اور میرے اہل وعیال سے ہمدردی کا معاملہ کریں، اگرچہ میرے خط سے اہل مکہ کو کوئی فائدہ نہ

ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول فرمالیا اور انہیں معاف فرمادیا۔

مکہ مکرمہ کو روانگی:.......

دس رمضان المبارک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے، راستہ میں اور دو ہزار افراد شامل ہوگئے، جملہ بارہ ہزار کا لشکر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر مقام ''مرالظہر ان'' پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنا الگ چولہا جلائے، جب بارہ ہزار صحابہ کرام نے الگ الگ چولہا جلایا تو مرالظہر ان کے وسیع وعریض میدان میں میلوں دور تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ راستہ ہی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔

لشکر اسلام کی نوعیت اور قریش کی حیرت:.......

قریش کو یہ اطلاع تو مل چکی تھی کہ مسلمانوں کا لشکر مدینہ طیبہ سے نکل چکا ہے لیکن انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ مسلمان اتنے قریب پہنچ گئے ہیں۔ قریش نے تحقیقِ خبر کے لئے ابوسفیان، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام کو بھیجا، یہ تینوں تحقیق کے لئے نکلے اور مرالظہر ان میں جل رہی آگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ابوسفیان نے کہا: بنی خزاعہ کا قبیلہ اتنا تو نہیں کہ مرالظہر ان کا طویل میدان بھر جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ والوں پر رحم کھا کر انہیں خبردار کرنے اور یہ کہنے کے لئے آرہے تھے کہ اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ والے امن مانگ لیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا۔

اسی اثنا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ابوسفیان اور ان کے دوساتھیوں سے

ملاقات ہوئی ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: لشکر پہنچ چکا ہے، ابوسفیان نے مشورہ طلب کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے ابوسفیان کو دیکھ کر فرمایا کافروں کا سردار ہمارے قبضہ میں ہے۔

ابوسفیان بارگاہِ نبوی میں:......

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر فوراً بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو معاف فرمادیا۔

وہ ابوسفیان جنہوں نے اسلام کے خلاف بدر اور اُحد کی لڑائیاں لڑیں، قبائلِ عرب کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارا، داعیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کی ناپاک سازشیں کیں، مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے ہر طریقہ اختیار کیا، یقیناً وہ سزا کے مستحق تھے لیکن حضور اکرم رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمینی کے قربان جائیں! آپ نے انہیں بھی درگزر فرمادیا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاکر اسلامی فوج کے مناظر دکھائیں۔ ابوسفیان نے ایک ایک قبیلہ کو بڑی آن بان کے ساتھ ہتھیاروں سے مسلح، ساز وسامان سے بھرا آتے دیکھا، قبیلہ غفار، قبیلہ جہینہ، سعد بن ہذیم اور سلیم جیسے جنگجو قبائلِ عرب، لشکر اسلام میں شامل تھے، آخر میں آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں تشریف لارہے تھے، اس روحانی منظر اور نورانی ماحول کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دل پر گہرا اثر پڑا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ:......

20 رمضان المبارک 8 ہجری پیر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ''کَدَاء'' سے گزرتے ہوئے بالائی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مقام ''کَدَاء'' سے داخل ہونے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقام ''کُدٰی'' سے داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تاکید فرمائی کہ لڑنے میں پہل نہ کرنا اور جو شخص تم سے لڑنے کے درپے ہو صرف اسی سے مقابلہ کرنا۔

اس طرح مسلمان تین راستوں سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ کہیں مقابلہ کی نوبت نہیں آئی سوائے مقام ''کُدٰی'' کے جہاں سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

بنو بکر، بنو حارث، ہذیل اور قریش کے کچھ قبائل مقابلہ کے لئے تیار تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ آتے ہی ان لوگوں نے آپ پر حملہ کیا، آپ نے ان کے حملہ کا دفاعی جواب دیتے ہوئے ان کا مقابلہ کیا اور کفار کو شکست ہوئی، نتیجہ میں دو مسلمان شہید ہوئے اور بنو بکر وغیرہ کے بیس بائیس آدمی ہلاک ہوگئے۔

عفو ودرگزر کا عام اعلان:......

کفار مکہ جو اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرت تک اور ہجرتِ مدینہ سے صلح حدیبیہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے رہے، ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی بارہا ناپاک سازشیں کیں، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔

ایسے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر غلبہ حاصل ہوا تو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت والفت سے لبریز فرمان عالیشان جاری فرمایا اور عام اعلان فرمایا، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں، تم لوگ آزاد ہو، اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ. ترجمہ: آج تو

رحمت ومہربانی کا دن ہے۔

شاہانِ دنیا کا طریقۂ کار:......

جب سلطنت کی باگ ڈور ہاتھ میں آتی ہے تو انسان ظلم وانصاف کا فرق بھول جاتا ہے، دنیا کی جتنی سوپر پاور مملکتیں گزری ہیں انہوں نے مظلوم افراد کا خون بہا کر اپنی فتح کا جشن منایا ہے، دنیا میں جب بڑی بڑی فتوحات ہوئیں تو فتح کے بعد مفتوحہ علاقہ میں خون کی ندیاں بہائی گئیں۔

تاتاری قوم جب پوری قوت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئی تو انہوں نے سارے شہر کو تہس نہس کر دیا، انسانی خون کا سمندر بہا دیا۔

صلیبیوں نے جب ملک شام پر غلبہ واقتدار حاصل کیا تو خون کی ندیاں رواں کر دیں، اس وقت مسجد اقصیٰ میں گھوڑوں کے گھٹنے انسانی خون میں ڈوبے ہوئے تھے، ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ دنیا نے صلیبیوں کا یہ اقتدار دیکھا جہاں انسانی خون کی ندیاں بہتی ہیں، انسانیت سسک سسک کر دم توڑتی ہے۔

اربابِ اقتدار کے لئے آفاقی پیام:......

فتحِ مکہ کے موقع پر نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے تمام بادشاہوں، سربراہانِ مملکت، اربابِ سلطنت کے لئے عظیم مثال قائم فرمائی، اقتدار حاصل کرنے والوں کو ایک آفاقی پیام دیا، فتح مکہ جیسا عظیم کارنامہ ہوا، جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر اقتدار حاصل کرلیا، چاہتے تو تمام کافروں کو قتل کیا جاسکتا تھا، لیکن آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم پر کوئی داروگیر نہیں، تم لوگ آزاد ہو، پُرامن رہو۔ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ. ترجمہ: آج تو رحمت ومہربانی کا دن ہے۔ اعلان فرمایا:

...... جو شخص ہتھیار ڈال دے اس کے لئے امان ہے۔

......﴾ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کے لئے امان ہے۔

......﴾ جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔

......﴾ جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔

......﴾ جو شخص ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔

گستاخ کے لئے امان نہیں:......﴾

امان کا یہ اعلان اگر چہ تمام لوگوں کے لئے عام تھا لیکن چند افراد اُس سے مستثنیٰ تھے، جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا، جس کی وجہ وہ قابل گردن زدنی ہو چکے تھے، اس لئے ان کے قتل کا حکم دیا گیا۔ایک گستاخ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کرڈالو اگر چہ وہ خانۂ کعبہ کے غلاف سے چمٹا ہوا ہو۔

یہاں غور کیا جائے کہ عین حرم شریف میں بھی موجود ہو تو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا، جب کہ کعبۃ اللہ شریف کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. ترجمہ: جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن والا ہے۔

(سورہ ال عمران،آیت: 97)

ہر شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہی امن وسلامتی پالیتا ہے، اگر کوئی حرم شریف میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی دیکھ لے تو اس کو یہ حق نہیں کہ حرم شریف میں اسے تکلیف پہنچائے لیکن ان افراد نے بارگاہِ نبوت میں گستاخی کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا کہ زمین کا کوئی خطہ ان کی پناہ گاہ نہیں بن سکتا تھا؛ یہاں تک کہ وہ حرمِ کعبہ میں غلاف کعبہ سے چمٹے ہوئے ہوں تب بھی اُنہیں امان نہ ملا۔ان گستاخوں کا انجام صرف یہ تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

گستاخوں کا انجام:......

ان میں عبدالعزیٰ بن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپ گیا تھا، حضرت سعید بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

(صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب دخول الحرم ومکة بغیر احرام، حدیث نمبر:1846۔سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب دخول مكة بغير احرام، حديث نمبر:2880)

حویرث بن نقید اور حارث بن ہشام ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ کو نُمَیْلَہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، "قریبہ" یہ ابن خطل کی باندی تھی اس کو بھی قتل کیا گیا۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:5، ص: 225/226)

مسجد حرام میں تشریف آوری:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک اونٹنی پر سوار ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، آپ نے مسجد حرام میں اونٹنی بٹھائی، کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

ترجمہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا، بیشک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت:81)

مشرکوں نے خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت بٹھا رکھے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام اور عین خانۂ کعبہ کو بتوں کی نجاست وآلائش سے پاک کیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر نماز ظہر کی اذان کہی، اس طرح مکہ مکرمہ کے کفر آلود ماحول کو اذانِ بلال نے نورِ اسلام سے منور کیا اور اس کی فضاؤں میں عظمت اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

اِبلیسِ لعین کی مایوسی:.......

فتح مکہ کے دن ابلیس لعین نے رنج وغم کی وجہ سے ایک زبردست چیخ ماری، جس کے سبب اس کی پوری اولاد اس کے پاس جمع ہوگئی۔ ابلیس نے کہا: اب تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کو شرک کی طرف لوٹاؤ گے یعنی آج کے بعد امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں شرک نہیں ہوسکتا۔

فتح مکہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ دن مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے پہلے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا والی مقرر فرمایا اور مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

سوالات

1۔ 'صلح حدیبیہ' کا معاہدہ کس طرح ٹوٹا؟ اور حضور اکرم ﷺ نے قریش کے سامنے کونسی تین پرامن شرائط رکھیں؟

2۔ 'فتح مکہ' پر ایک جامع نوٹ لکھئے۔

3۔ فتح مکہ کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ نے کن لوگوں کے لئے امان کا اعلان فرمایا؟ اور کن لوگوں کو اس عام معافی سے مستثنیٰ کیا؟

4۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھئے؟

5۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم فرمائی کیا رہی؟ لکھئے!

سبق نمبر:20

ہجرت کا نواں سال

غزوۂ تبوک:......

''تبوک'' ملک شام اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ایک شہر کا نام ہے؛ جو مدینہ طیبہ سے تقریباً ایک ہزار(1,000) کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

اسلامی تاریخ کا ایک عظیم غزوہ ''غزوہ تبوک'' اسی مقام پر رونما ہوا، ''تبوک'' دراصل وہاں پر موجود ایک قلعہ کا نام تھا، اسی مناسبت سے اس علاقہ کو تبوک کہا جانے لگا اور بعض روایات کے مطابق ''تبوک'' ایک چشمہ کا نام تھا۔

یہ عظیم الشان غزوہ ہجرت کے نویں سال واقع ہوا، اس وقت اہل اسلام کو عُسْرَتْ وتنگی کی صورتحال درپیش تھی، سخت گرمی کا موسم تھا، ہرطرف اشیائے خوردو نوش(کھانے پینے کی چیزوں) کی قلت کا سامنا تھا، اسی لئے اس کو "غَزْوَۃُ الْعُسْرَۃْ" بھی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ اُحد کی طرح غزوۂ تبوک میں بھی منافقین نے اپنی فتنہ پروری اور شرانگیزی کا سلسلہ جاری رکھا؛ لیکن وہ اپنی تمام تر سازشوں میں یکسر ناکام ونامراد رہے۔ ان کی ذلت ورسوائی آشکار ہوئی (سیرت حلبیہ، ج:3، ص:99) اسی مناسبت سے اس غزوہ کو "غَزْوَۃُ فَاضِحَۃْ" (یعنی منافقین کو رسوا کرنے والا غزوہ) بھی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے اسباب وعلل:......

روم اس وقت ایک سوپر پاور ملک تھا، روم کا سربراہ ''قیصر'' جو عرب کے حالات پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا، وہ دین اسلام کی صداقت وحقانیت، اتحاد واتفاق، صلح جوئی و امن پسندی کے باعث روز افزوں ترقی ومقبولیت سے خوف زدہ ہوگیا اور اسلام کی ترقی کو اپنی مملکت واقتدار کے لئے خطرہ سمجھنے لگا۔

قیصر روم نے اپنے زیر اقتدار ملک ''شام'' کے حاکم اور رومی سلطنت کے سرحد پر آباد قبائل کی مدد سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا ناپاک عزم کرلیا۔

ملک شام کے تاجرین جو بغرض تجارت مدینہ طیبہ آیا کرتے تھے ان کے ذریعہ مدینہ منورہ میں قیصر روم کے عزائم کی اطلاعات ملیں کہ قیصر روم دین اسلام کو مٹانے اور اس کے پیروکاروں کے خاتمہ کے لئے جنگی تیاری کرچکا ہے، اور فوج کو لے کر نکلنے والا ہے۔

قیصر روم نے مسلمانوں کی موجودہ صورتحال سے فائدہ اٹھانا چاہا کہ اگر اس عسرت وتنگی کے دور میں مدینہ منورہ پر حملہ کردیا جائے تو مسلمان سنبھل نہیں پائیں گے اس طرح سے، ہم انہیں شکست سے دوچار کریں گے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقائے امن وسلامتی کے پیش نظر حق کے خلاف اُٹھنے والے اہل روم کے فتنہ وفساد کی سرکوبی کے لئے معرکہ آرائی کا اعلان فرمایا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشۂ چشم مبارک کے اشارہ پر جاں نثار کرنے والے وفاشعار صحابۂ کرام موجودہ موسم کی نوعیت اور سخت حالات کا لحاظ کئے بغیر جذبۂ جہاد سے سرشار، رخت سفر باندھنے کے لئے جمع ہوگئے، حالات تو ایسے تھے کہ انسان کے لئے اس موسم گرما میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا انتہائی مشکل امر تھا، گرم ریت

سے گذرنا اور ایک ہزار کیلومیٹر کا طویل سفر طئے کرنا نہایت مشقت و بلند ہمتی والا کام تھا اور جنگ کے لئے ایک ایسے وقت کوچ کرنا تھا جس میں باغات پک کر تیار ہوچکے تھے اور صرف درخت سے کھجور نکالنا ہی باقی تھا۔ اور یہ ایک امتحانی معاملہ تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ قربانیاں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، دینِ حق کی بقاء اور اقدارِ انسانیت کی حفاظت وصیانت کی خاطر تھی، قتل وغارتگری، فتنہ وفساد کا خاتمہ کیا جاکر امن وسلامتی کی بحالی ان کا مقصود تھا۔

صحابۂ کرام کا ایثار وقربانی:......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے صحابہ کرام کو غزوۂ تبوک کے لئے کوچ کرنے کا حکم فرمایا وہیں یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس جنگ کی تیاری اور اس کے لئے درپیش وسائل واسباب کی فراہمی کے لئے مالی تعاون پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

اسباب کی فراہمی کے سلسلہ میں جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جذبہ ایثار و قربانی کی عظیم مثالیں پیش کیں؛ جن کی تاریخ انسانی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

کاروانِ امن کی روانگی:......

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار (30,000) کے لشکر کے ہمراہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرب کے وہ تمام قبائل بھی شریک ہوئے جو دامن اسلام سے وابستہ ہوچکے تھے۔

امہات المؤمنین کی خدمت اور اہلبیت کرام کی نگہداشت اور کمزور مسلمانوں کی حفاظت کے سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور مدینہ منورہ کے نظم ونسق کے لئے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو مامور فرمادیا، اس پر

منافقین نے اپنی دشمنی جاری رکھتے ہوئے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط افواہیں پھیلا دیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ معاذ اللہ لشکر اسلام کے لیے ایک بوجھ ہیں اور اس طرح دوسری باتیں بھی آپ سے متعلق عام کی گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گوارا نہ ہوا، فوراً آپ مسلح ہوکر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ساتھ چلنے کی درخواست پیش کی اور عرض کیا کہ مجھ سے متعلق غلط افواہیں پھیلائی جارہی ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق جھوٹے ہیں، میں نے تمہیں خاندان رسالت اور کمزور وضعیف مسلمانوں کی حفاظت کے لئے یہاں چھوڑا ہے، پھر ارشاد فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے اس طرح ہوجاؤ جیسا ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھے؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم مبارک پر مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

سفر تبوک میں اسلامی قافلہ کا گذر مقام ''حجر'' سے ہوا؛ جہاں زمانہ قدیم میں قوم ثمود آباد تھی، جس پر سخت عذاب نازل کیا گیا اور وہ ہلاک و برباد ہوگئی تھی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظالموں کے علاقہ میں مت داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے ہوئے، آپ نے اپنے رخ زیبا پر کپڑا ڈال لیا اور سواری مبارک کو تیزی سے آگے بڑھایا کیونکہ یہ وہی مقام تھا جہاں اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا تھا۔

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ سے میلاد کے موقع پر ہر سال خوشی ومسرت کے اظہار کرنے پر استدلال

فرمایا کہ جب عذاب کی نحوست اتنے زمانہ تک باقی رہ سکتی ہے تو جس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اور ساری کائنات میں انوار وبرکات کی بارش ہوئی اس دن کے انوار وبرکات کا اثر ہر سال کیوں نہ ہوگا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کے ہمراہ جب تبوک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز ادا فرمائی اور خطبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے نام ایک مکتوب گرامی روانہ فرمایا۔

اسلامی لشکر کے رومی سلطنت کی سرحد پر آنے کی جوں ہی خبر پہنچی، رومی فوجیں اہل حق کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرسکے اور انہوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی، اس طرح یہ غزوہ بغیر کسی لڑائی کے اختتام کو پہنچا، جس کے نتیجہ میں سرحد پر آباد کئی قبائل نے اہل اسلام سے صلح کی پیشکش کی اور یہ سب اطاعت گزاری پر راضی ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ ''دومۃ الجندل'' کی طرف روانہ فرمایا اور ''دومۃ الجندل'' کے حکمراں کا قلعہ قبضہ میں آچکا تھا، قلعہ کے حکمراں کو گرفتار کرکے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پروانۂ امان عطا فرمایا اور ان پر جزیہ مقرر فرمایا۔

غزوۂ تبوک اور اسلام:......

جنگ تبوک کے سارے واقعہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو اسلام کی صداقت وحقانیت، رحم وکرم اور امن پسندی واضح ہوجائے گی کہ غزوہ تبوک کی تیاری پہلے رومیوں نے کی اور مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا ناپاک عزم کرلیا پھر مسلمان ان ناپاک عزائم کے دفاع کے لئے سفر تبوک پر روانہ ہوئے اور اس وقت مسلمانوں کو جن حالات کا سامنا تھا

تمام مشاکل ومصائب برداشت کرتے ہوئے، عرب کے لق دق صحراؤں سے گذرتے ہوئے انہوں نے یہ سفر طے کیا، بظاہر اس کے پیچھے انہیں کوئی دنیوی منفعت کی طمع نہ تھی؛ بلکہ اس غزوہ کی تیاری کے لئے انہوں نے اپنے پاس سے حتی المقدار فنڈ جمع کیا۔ اس جذبہ کے پیچھے کیا عوامل کارفرما تھے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی اور انسانیت کی بقاء مقصود تھی کیونکہ رومیوں کا مقصد مسلم معاشرہ کا خاتمہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے لئے اپنی جانی مالی قربانی پیش کرنے کے لئے بروقت تیار تھے اور جب یہ کاروان امن تبوک پہونچا تو رومیوں نے خود بخود اپنی شکست تسلیم کرلی۔

آج اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے اسلام جبر وقہر سے اور بزور شمشیر (تلوار) پھیلا، ان اعتراض کرنے والوں کے لئے بطور جواب یہی کافی ہے کہ جب حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ مقام تبوک پہونچے اور دشمن نے اپنا دم توڑ دیا تھا۔ لشکر اسلام نہ ان پر حملہ آور ہوا اور نہ انہیں کسی قسم تکلیف پہنچائی حالانکہ دشمن ،اسلام کے خاتمہ کا عزم (ارادہ) کرچکا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان رحمۃ للعالمینی تھی کہ آپ نے اتنے خطرناک دشمن کے خلاف کسی کاروائی کی اجازت نہیں دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات انسانیت نواز پہلوؤں پر مبنی ہے، یہی وجہ تھی کہ اسلام عالم عرب سے ہوتے ہوئے اطراف واکناف کے شہروں میں داخل ہوگیا اور اس نے لوگوں کے دلوں کو فتح کرلیا۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے تلوار کی نہیں بلکہ پاکیزہ اخلاق اور عمدہ کردار کی ضرورت ہوتی ہے اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقِ حسنہ وصفاتِ عالیہ کی عظیم بلندیوں کی انتہاء پر متمکن ہیں۔ اس لئے اسلام کا پیغام اقطاع عالم میں پہونچنے

کے لئے سرحدی رکاوٹیں حائل نہ ہوسکیں؛ کیونکہ اسلام انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک روشن پیام کا نام ہے۔اسی طرح اسلام کی مبارک تعلیمات روز افزوں اپنے انوار کو اقطاع عالم میں بکھیرتی رہتی ہیں اور لوگوں کے قلوب اس کے انوار سے منور ہوتے جارہے ہیں۔

مسجد ضرار اور اس کی انہدامی کارروائی:......

فتح مکہ کے ساتھ ہی عرب کے قبائل سے بڑی تعداد میں لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے گئے اور اسلام کے انوار سے دور دراز علاقے منور ہوئے ،منافقین مدینہ منورہ میں یہ سب کچھ دیکھتے رہے، جب قبیلۂ بنی عمرو بن عوف نے ایک مسجد تعمیر کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد میں نماز ادا فرمانے کے لئے دعوت دی تو منافقین نے کہا: ہم بھی ایک مسجد تعمیر کریں گے، ابو عامر فاسق نے منافقین سے کہا: تم اپنی مسجد تعمیر کرو اور اس میں جو کچھ ہتھیار تیار کرکے جمع کرسکتے ہو کرو، میں قیصر روم کے پاس جارہا ہوں، روم سے ایک زبردست لشکر لے آؤں گا اور تمام مسلمانوں کو یہاں سے نکال دوں گا، منافقین نے جب مسجد ضرار کی تعمیر مکمل کی تو اُنہوں نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور نفاق کو چھپانے کے ارادہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہوجائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت غزوۂ تبوک کے لئے در اقدس سے روانہ ہوچکے تھے، آپ نے فرمایا: ہم ابھی سفر کے لئے نکل چکے ہیں، جب واپس آئیں گے اللہ چاہا تو اس مسجد میں نماز پڑھیں گے، غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ طیبہ کے قریب مقام ذی اوان میں منافقین اور ان کی مسجد کے بارے میں یہ آتیں نازل ہوئیں:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَاِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

ترجمہ: اور (منافقین سے وہ ہیں) جنہوں نے ایک مسجد بنائی (اہل اسلام کو) نقصان پہنچانے اور کفر (کی مدد کرنے) اور ایمان والوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کے لئے اور اس شخص کی گھات کی جگہ فراہم کرنے کے لئے جو پہلے سے ہی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کررہا ہے، اور وہ ضرور ضرور قسم کھائیں گے کہ ہم نے (مسجد بنا کر) اچھائی کا ہی ارادہ کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے یقیناً وہ جھوٹے ہیں، (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس (مسجد ضرار) میں نہ کھڑے ہوں، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو اچھی طرح پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(سورۃ التوبۃ: 107،108)

ہجرت کے نویں سال بہت سے واقعات پیش آئے، جن میں چند اہم درج ذیل ہیں:

عاملین زکوٰۃ کا تقرر:......

زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عاملین کا تقرر، بارگاہ اقدس میں وفود کی حاضری، حاتم طائی کے صاحبزادہ کا اسلام لانا۔

9ہجری ماہِ محرم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لئے عاملین کا تقرر فرمایا اور انہیں قبائل کی طرف روانہ فرمایا۔

لعابِ دہن مبارک کے فیض سے چشمہ کا ابل پڑنا:......

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک پہنچنے سے پہلے لشکر اسلام سے ارشاد فرمایا: کل تم تبوک پہنچنے والے ہو، وہاں تمہیں ایک چشمہ ملے گا لیکن کوئی شخص اس کا پانی استعمال نہ کرے!

دوسرے روز جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس چشمہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے اس چشمہ کا پانی طلب فرمایا اور اپنا چہرۂ مبارک اور دست اقدس دھویا، اس پانی کو برکت سے نوازنے کے لئے اس میں کلی فرمائی اور حکم فرمایا کہ اسے چشمہ میں ڈال دیا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے مبارک پانی کی برکت سے وہ چشمہ پانی سے ابلنے لگا اور تیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر اس سے سیراب ہوگیا۔

اخلاق نبوی کا ایک اعلی نمونہ:......

سیرت طیبہ کا ایک ایک گوشہ انسانی معاشرہ کے لئے فلاح و بہبود کا ضامن ہے، محبت والفت، اخوت و بھائی چارگی، امن وسلامتی کا سب سے بہترین نمونہ ہے، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق عظیمہ وصفات جمیلہ کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو متاثر کیا، اسلام کے دامن کرم سے وابستہ ہونے والا ہر شخص آپ کے اخلاق حسنہ اور حسن کردار و گفتار کی بدولت حلقہ بگوش اسلام ہوا۔

منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبَی جو ساری زندگی اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی منافقانہ مذموم حرکتیں انجام دیتا رہا۔ غزوۂ احد ہو یا غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ تبوک ہر وقت اپنے خُبثِ باطن اور معاندانہ رویہ کو ظاہر کیا اور اہل اسلام کے رشتہ اخوت ومحبت اور ان کے اتحاد واتفاق کے مضبوط و مستحکم قلعہ میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ہر مرتبہ اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، جیسا کہ غزوۂ بنی المصطلق کے بیان کے تحت گزر چکا۔

اخلاقِ عالیہ سے متاثر ہوکر ایک ہزار منافق حلقہ بگوش اسلام:......

ہجرت کے نویں سال وہ بیمار ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گزارش کی کہ اس کے انتقال پر حضور ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کی قبر پر تشریف لائیں اور کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عنایت فرمائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قمیص مبارک عطا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گزارش ہے کہ منافق کے لئے قمیص مبارک عطا نہ فرمائیں! سرتاج انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اس منافق کو میری قمیص مبارک سے فائدہ تو نہیں پہونچے گا لیکن اس کی بدولت ایک ہزار منافقوں کو ایمان نصیب ہوجائے گا چنانچہ انتقال پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بعد میں منافقوں کی نماز جنازہ وغیرہ کی ممانعت کا حکم آ گیا)

اس کے ساتھ ہی دیگر منافقوں نے جب یہ حالت دیکھی کہ ملعون' زندگی بھر حضور کی مخالفت کرتا رہا اور اب مرنے کے وقت آپ ہی کا سہارا لے رہا ہے تو انہیں سمجھ آئی کہ آخری وقت تڑپنے کے بجائے زندگی ہی میں اس حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو تھام لینا بہتر ہے جو دنیا وآخرت میں بخشش ونجات کا ذریعہ ہیں، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاق عالیہ سے متاثر ہوکر اس وقت ایک ہزار منافق حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

(تفسیر کبیر ، سورۃ التوبۃ،آیت:84)

اسلام' خلق عظیم کی وجہ سے پھیلا:......

اسلام سارے عالم میں صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات اور آپ کے اخلاق عظیمہ سے پھیلا اور اس کے انوار دنیا کے ہر خطہ کو منور کرنے لگے۔ دین

اسلام پر جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ دین بزورِ شمشیر پھیلا اور اس کے پیروکاروں نے تشدد، جبر وقہر سے اس کی تبلیغ کی۔ بالفرض اگر ایسا ہی ہوتا تو رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھ جو لوگ ہمیشہ اسلام کے خلاف فتنہ پروری وشرانگیزی مچاتے رہے ان سے جبراً اسلام قبول کروایا جاتا یا اُنہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔

عبداللہ بن اُبَــیّ کی موت کا واقعہ 9 ھجری کا ہے، ہجرت کے بعد اتنے طویل عرصہ تک اسے اس کی فتنہ انگیزیوں وشرارتوں کے باوجود نہ چھوڑا جاتا، دراصل اسلام جبر وتشدد کا یکسر مخالف ہے، اسلام حسنِ کردار سے دِلوں کو اپنی طرف مُوہ لیتا ہے، امن وسلامتی پر مشتمل اپنی مبارک تعلیمات سے ہر کسی کو متاثر کرتا ہے اور اس کے سچے پیروکار غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کے مظہر ہوتے ہیں۔

سوالات

1۔ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے اور اس کے کفن کے لئے قمیص مبارک عطا کرنے کے کیا مثبت نتائج سامنے آئے؟

2۔ حضور نبیٔ رحمت ﷺ کے لعاب دہن مبارک کے فیض سے چشمے ابلنے کا معجزہ کس جنگ میں ظہور پذیر ہوا؟ واقعہ تفصیل سے بیان کیجئے۔

3۔ ''غزوۂ تبوک'' کن حالات میں واقع ہوا؟ اور اس میں کتنے صحابۂ کرام شریک تھے؟

4۔ ''اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے'' غزوۂ تبوک کے تناظر میں ایک جامع نوٹ لکھیں!

5۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر مقام حجر میں کیا ہوا اور شیخ الاسلام نے اس سے کیا نکات اخذ کئے ہیں؟ بیان کیجئے!

سبق نمبر: 21

حجۃ الوداع

ہجرت کا دسواں سال

حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ:......

اس سال کے واقعات میں اہم ترین وتاریخی واقعہ حجۃ الوداع ہے، اس لئے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں سفر کے لئے سہولتیں نہ ہونے کے باوجود اقطاع عالم میں رہنے والے اہل اسلام دور دراز مقامات سے آکر اس مبارک حج میں شریک ہوئے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام اس موقع پر موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں صحابہ کرام کا اتنا بڑا مجمع اس کے بعد حاضر نہیں ہوا اور اس حج میں دور دراز سے آکر شرکت کرنے والوں میں اکثر حضرات کے لئے یہ ظاہری اعتبار سے آخری اور وداعی حاضری تھی، اس لئے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع کے نام اور وجہ تسمیہ:......

حجۃ الوداع کے مختلف نام ہیں: حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ البلاغ، حجۃ الاسلام۔ اس حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج کے خطبہ میں اپنی امت کو خطاب کر کے الوداع فرمایا۔

نو 9 ذی الحجہ وقوف عرفہ کے دن دین اسلام کے مکمل ہو جانے سے متعلق یہ آیت

کریمہ نازل ہوئی؛ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. ترجمہ: میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام سے بحیثیت دین راضی ہوگیا۔

(سورۃ المائدہ ،آیت:3)

اسی مناسبت سے اس حج کو''حجۃ التمام'' کہا جاتا ہے۔

اس کو''حجۃ البلاغ''اس لئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج کے خطبوں میں احکام الٰہی پہنچا کر تمام حاضرین سے تبلیغ رسالت پر گواہی طلب فرمائی، اُن کو گواہ بنایا اور حکم فرمایا: اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.

ترجمہ: سنو! جو شخص حاضر ہے وہ غائب شخص کو پہنچادے۔

(صحیح بخاری، کتاب الهبة، باب من لم يقبل الهدية لعلة، حديث نمبر: 104/2597۔سیرت حلبیہ، ج:3، ص: 282/283)

''حجۃ الاسلام'' اس لئے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج کے خطبہ میں اسلامی احکام کا خلاصہ ولب لباب بیان فرمایا اور اسلامی تعلیمات کے ہر گوشہ سے متعلق ارشاد فرمایا۔

سفرِ حج کا اعلان اور اس کے مقاصد:......

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دسویں ہجری میں سفر حج کا اعلان کیا گیا کہ اس سال ہادئ کائنات سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، اس اعلان کے ساتھ ہی صحابۂ کرام نے سفر حج کا ارادہ فرمایا اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک معیت میں حج ادا کرنے کا عزم فرمایا، سفر حج کا بطور

خاص اعلان کرنے کے کئی مقاصد تھے:

(1) اس کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ صحابۂ کرام کی کثیر تعداد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسک حج ادا فرماتے ہوئے دیکھ لے اور دین اسلام کا رکنِ رکین حجِ بیت اللہ ادا کرنے کا صحیح طریقہ جان لے، اس لئے آپ نے تمام ازواجِ مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔

(2) دوسرا مقصد یہ تھا کہ آپ امت کو وداع کرتے وقت نصیحتیں فرما کر انہیں سرفراز فرمائیں۔

حج کے مہینہ کے قریب اہل اسلام فوج درفوج، جماعت در جماعت مختلف قافلوں میں مدینہ طیبہ پہنچنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے تاکہ آپ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوتے ہوئے حج ادا کرنے کا شرف حاصل کریں۔

حجۃ الوداع کا اجمالی تذکرہ:......

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ ذوالقعدہ کے اخیر میں بروز جمعرات غسل فرمایا اور تہبند مبارک وچادر شریف زیب تن فرمائی، مسجدِ نبوی میں نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔

مدینہ طیبہ سے آگے چھ میل کے فاصلہ پر اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ پر احرام باندھا، دو رکعات نماز ادا فرمائی، حجِ قِران کی نیت سے تلبیہ پڑھا اور اپنی مبارک اونٹنی قَصْوَاء پر سوار ہو کر بہ آوازِ بلند تلبیہ پڑھا، چار ذی الحجۃ کی نماز فجر مقامِ ذی طوی میں ادا فرمائی پھر غسل فرما کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت مسجد حرام شریف میں تشریف لائے۔

عمرہ کا طواف اور سعی:......

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے سامنے تشریف لائے تو حجر اسود پر

دست مبارک رکھ کر اس کو بوسہ دیا، اس کے بعد کعبۃ اللہ شریف کا طواف فرمایا، پہلے تین چکروں میں آپ نے رَمَل فرمایا (یعنی دونوں شانوں کو جنبش دیتے ہوئے' سینہ اُبھار کر' قریب قریب قدم رکھ کر چلنا؛ جیسے پہلوان دنگل میں چلتا ہے) اور باقی چار چکروں میں رَمَل کے بغیر طواف فرمایا، حجر اسود کو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لب ہائے مبارک سے بوسہ دیا، کبھی استلام فرمایا یعنی دست مبارک سے اشارہ فرما کر دست مبارک کو چوما اور کبھی اپنے عصائے مبارک سے اشارہ فرما کر اس کو بوسہ دیا۔

طواف کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا فرمائی، پھر حجر اسود کا استلام فرما کر صفا کی جانب روانہ ہوئے، صفا و مروہ کی سعی فرمائی چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حج قِران تھا اور آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لئے ادائی عمرہ کے بعد آپ نے احرام نہیں کھولا۔

مناسک حج کی ادائیگی:......

ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ بروز جمعرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مِنیٰ تشریف لے گئے اور جمعرات کی ظہر سے جمعہ کی فجر تک پانچ نمازیں وہیں ادا فرمائیں اور نویں ذوالحجہ بروز جمعہ طلوع آفتاب کے بعد مِنٰی سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لائے۔ مسجد نمرہ کے پاس آپ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا، آپ نے اس خیمہ میں قیام فرمایا۔

زوال آفتاب کے بعد اپنی مبارک اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے۔ اس مقام پر حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم ترین تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا، پھر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر کے وقت میں نماز ظہر و عصر کی امامت فرمائی۔ نماز کے بعد جبل رحمت کے دامن میں غروب آفتاب تک دعائیں اور اذکار کرتے ہوئے وقوف فرمایا، غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوئے

، وہاں ایک اذان، ایک اقامت کے ساتھ عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء کی امامت فرمائی ۔ کچھ دیر استراحت فرمانے کے بعد فجر تک دعا وذکر میں مشغول رہے ۔ نماز فجر کے بعد وقوف فرمایا، طلوع آفتاب سے کچھ پہلے مِنٰی کی طرف روانہ ہوئے، مِنٰی میں جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی ۔

سواونٹ کی قربانی:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنٰی میں بھی ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا، قربانی ادا کی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اونٹ ذبح فرمانے کی غرض سے تشریف فرما ہوئے تو اونٹوں کی حالت قابل دید تھی ، وہ بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لپکتے ہوئے مچلتے ہوئے آرہے تھے کہ سب سے پہلے حضور اپنے دست کرم سے ہمیں ذبح فرمائیں ۔

(سنن ابوداؤد ، کتاب المناسك ، باب من نحر الهدى بيده واستعان بغيره ، حدیث نمبر: 1767۔ مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر: 2643۔زجاجۃ المصابیح ، کتاب المناسك ، باب الهدى)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو (100) اونٹ تھے (63) اونٹ آپ نے بنفس نفیس ذبح فرمائے اس کے بعد آپ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی اونٹ ذبح فرمائے ۔

موئے مبارک کی تقسیم:......

قربانی کے بعد جب حلق کروانے کا موقع آیا تو دونوں جہاں میں رب کی نعمتیں تقسیم فرمانے والے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سرانور کی دائیں جانب اشارہ فرمایا، حجام نے دائیں جانب حلق کرنے کی سعادت حاصل کی، جو صحابۂ کرام حاضر خدمت تھے آپ نے اُنہیں موئے مبارک عطا فرمائے پھر ارشاد فرمایا

دوسری جانب حلق کرو اور فرمایا ابوطلحہ کہاں ہے؟ پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو وہ موئے مبارک عطا فرمائے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج،باب بیان أن السنة یوم النحر أن یرمی ثم ینحر......،حدیث نمبر: 3215۔جامع ترمذی،ابواب الحج،باب ما جاء بأی جانب الرأس یبدأ فی الحلق،حدیث نمبر:922)

علاوہ ازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ صحابۂ کرام کے درمیان ان موئے مبارک کو تقسیم کردیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج،باب بیان أن السنة یوم النحر أن یرمی ثم ینحر......،حدیث نمبر:3215)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم بالائے کرم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موئے مبارک شیفتگان جمال نبوی میں بنفس نفیس عنایت فرمائے اور تقسیم کرنے کا حکم بھی فرمایا۔

طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، نماز ظہر مکہ معظّمہ میں ادا کی،منٰی تشریف لائے،منٰی میں 13 ذوالحجہ تک قیام فرمایا۔ ہر دن، تینوں جمرات کی رمی فرماتے رہے ۔13 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ تشریف لائے،طواف وداع کے بعد مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔

سوالات

1۔ 'حجۃ الوداع' کے دیگر نام اور انکی وجہ تسمیہ بیان کیجئے۔

2۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے جو قربانی ادا فرمائی اس کی کیفیت بیان کیجئے!

3۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح حج ادا فرمایا اجمالاً بیان کیجئے!

4۔ موئے مبارک کی تقسیم کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتلائے کہ نبی اکرم ﷺ نے کس صحابی کو موئے مبارک تقسیم کرنے کے لئے عطا فرمائے؟

سبق نمبر:22

خطبۂ حجۃ الوداع

خطبۂ حجۃ الوداع کی اہمیت:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک خطبہ میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ولب لباب بیان فرمایا، نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ساری انسانیت کو ایک آفاقی پیغام دیا، انسانی حقوق کا ذکر فرمایا، بنی نوعِ انسان کے تمام اصناف سے متعلق حقوق وفرائض بیان فرمائے اور ساری انسانیت کو ایک نا قابل تبدیل الٰہی قانون عنایت فرما کر عظیم احسان فرمایا۔

حجۃ الوداع کے اس خطبہ کو فقہی، شرعی اور اسلامی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس سے کئی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔خطبۂ حجۃ الوداع عالمی اور بین الاقوامی اعتبار سے بھی بے مثال ہے کہ اس میں انسانی حقوق کے بارے میں ایسے اہم اور ضروری ارشادات ہیں جو قانون دان وقانون ساز افراد کے لئے قانون مدوّن کرنے اور دستور بنانے کے سلسلہ میں بیک وقت مشعلِ راہ اور منزلِ مقصود کی حیثیت رکھتے ہیں۔

......: یہ مبارک خطبہ درج ذیل ہے: ......

خطبۂ حجۃ الوداع:......

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، ہم اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے

کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

(سنن ابن ماجه ، حديث نمبر: 1967۔ كنزالعمال ،كتاب المواعظ والرقائق والخطب والحكم ،فصل فى جامع المواعظ والخطب، حديث نمبر:44147)

لوگو! مجھ سے سنو، میں تمہیں بیان کرتا ہوں، کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ اس سال کے بعد اس جگہ میری تم سے کبھی ملاقات ہو۔

(سيرةابن هشام ،حجة الوداع، خطبة الرسول فى حجة الوداع)

لوگو! یقیناً تمہارے خون ،تمہارے مال اور تمہاری عزت تمہارے پاس قابل احترام ہیں، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو، جیسے تمہارا آج کا دن' تمہارے اس مہینہ میں' تمہارے اس شہر میں حرمت والا ہے،سنو! کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا؟ اے اللہ! تو گواہ رہ۔

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم،حديث نمبر3009۔ كنزالعمال ، كتاب الحج والعمرة،حديث نمبر:12355)

جس شخص کے پاس کوئی امانت ہو؛ وہ اس شخص کو ادا کر دے جس نے اس کے پاس امانت رکھائی۔ جاہلیت کا سارا سود معاف ہے' البتہ اصل مال تمہارا حق ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ سود نہیں لینا چاہیے اور پہلا سود جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ یقیناً جاہلیت کا خون معاف ہے اور پہلا خون جسے میں ساقط کر رہا ہوں (میرے چچا کے بیٹے) ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا

خون ہے۔

(سيرةابن هشام ،حجة الوداع، خطبة الرسول فى حجة الوداع)

بے شک جاہلیت کے منصب وعہدے گرادیئے جاتے ہیں،سوائے خانہ کعبہ کی رکھوالی اورحجاج کو پانی پلانے کے۔

(كنز العمال،كتاب الحج والعمرة،الباب الثالث :فى العمرة وفضائلها واحكامها،حديث نمبر12358)

لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق عطا فرمایا ہے۔لہٰذا کسی وارث کے حق میں وصیت نہ کی جائے، بچہ اسی شخص کی جانب منسوب ہوگا جس کی بیوی سے وہ پیدا ہوا اور حرام کاری کرنے والے کے لیے پتھر ہے

اور اُن کا حساب وکتاب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے،جس شخص نے اپنی نسبت اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی جانب کی یا کوئی غلام اپنے آقا کے بجائے کسی اور کو اپنا آقا بتائے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔کسی خاتون کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے،قرض قابل ادائیگی ہے، عاریۃً (محض استعمال کے لئے) لی ہوئی چیز واپس کردی جائے،تحفہ کا بدلہ دیا جائے اور جو شخص کسی کا ضامن ہو، تاوان وہی ادا کرے۔

(جامع الترمذى،ابواب الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث .حديث نمبر2266)

اے لوگو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمام مؤمن بھائی بھائی ہیں۔کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ وہ خوشدلی سے پیش کرے۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم ، كتاب العلم ،حديث نمبر 290۔سيرة ابن هشام، خطبة الرسول فى حجة الوداع)

اے لوگو! سال میں مہینوں کو آگے پیچھے کرنا' کفر میں اضافہ کا باعث ہے، کفار اس کے ذریعہ مزید بھٹکائے جاتے ہیں' وہ ایک سال کو حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال کو حرام قرار دیتے ہیں تا کہ ان مہینوں کی تعداد پوری کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قابل حرمت بنایا ہے، اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

یقیناً زمانہ گھوم کر اس حالت پر آ گیا ہے' جیسا اُس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس مہینوں کی تعداد اللہ کی کتاب میں بارہ ہے' جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اُن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، تین مہینے مسلسل اور ایک تنہا، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے۔

(سیرۃ ابن هشام ،حجة الوداع، خطبة الرسول فی حجة الوداع)

تم لوگ میرے بعد گمراہ مت ہو جاؤ کہ آپسی جنگ و جدال، کشت و خون میں مبتلا رہو۔

(صحیح البخاری ، المغازی، باب حجة الوداع حدیث نمبر4403)

اے لوگو! اپنے غلاموں اور باندیوں کا خیال رکھو، اپنے غلاموں اور باندیوں سے اچھا سلوک کرو! انہیں اس میں سے کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہ لباس پہناؤ جو تم پہنتے ہو! اگر وہ ایسی غلطی کریں جسے تم معاف کرنا نہیں چاہتے تو اللہ کے بندو! اُن کو فروخت کر دو اور انہیں تکلیف نہ دو۔

(المعجم الکبیر ،حدیث نمبر18093)

اے لوگو! تمہارے اوپر تمہاری بیویوں کے حقوق واجب ہیں اور اُن کے ذمہ

تمہارے حقوق ہیں، تمہاری عورتوں کے ذمہ تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور یہ بھی اُن کی ذمہ داری ہے کہ کوئی بے حیائی کا عمل نہ کریں، اگر وہ ایسا کوئی عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات کی اجازت دی ہے کہ تم انہیں خوابگاہوں میں چھوڑ دو اور انہیں ہلکی سی تنبیہ کرو؛ اگر وہ باز آجائیں تو دستور کے مطابق نان نفقہ اور لباس اُن کا حق ہے۔ عورتوں سے متعلق بھلائی کی نصیحت قبول کرو! کیونکہ وہ تمہاری پابند اور تمہارے زیرِ فرماں ہیں۔ وہ خود اپنے لیے کچھ نہیں کرسکتیں، لہٰذا تم عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے ساتھ حاصل کیا اور کلام الٰہی کی برکت سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔

(سیرۃابن ھشام ،حجۃ الوداع، خطبۃ الرسول فی حجۃ الوداع)

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ اب تمہاری اس سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ اس بات سے خوش ہے کہ اس کے سوا دیگر ایسی چیزوں میں اس کی اطاعت کی جائے جنہیں تم اپنے اعمال میں کمتر اور حقیر سمجھتے ہو، لہٰذا تم اپنے دین کے بارے میں شیطان سے بچتے رہو۔

(سیرۃ ابن ھشام ،حجۃ الوداع، خطبۃ الرسول فی حجۃ الوداع)

دیکھو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پنج وقتہ نماز ادا کرو، تم اپنے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھو، خوشدلی سے اپنے اموال کی زکوٰۃ دو۔ اپنے رب کے گھر کا حج کرو اور اپنے ائمہ وامراء کی اطاعت کرو! تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

(مسند أحمد، حديث أبي أمامة الباهلي ،حديث نمبر22818)

اے لوگو! میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی کہ جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید اور میری اہل

بیت اور میری سنت۔

(جامع الترمذی،ابواب المناقب، باب مناقب أهل بیت النبی صلی الله علیه و سلم حدیث نمبر 4155۔المستدرك علی الصحیحین للحاکم ،حدیث نمبر 291)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے والد ایک ہیں،تم سب آدم (علیہ السلام) سے ہو اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پاس تم میں بزرگ ترین وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو،کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت وفوقیت حاصل نہیں بجز تقویٰ کے۔سنو! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تو گواہ رہ۔ حاضرین نے عرض کیا: ہاں! (آپ نے پیغام حق پہنچادیا) آپ نے ارشادفرمایا: جو حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب تک یہ پیغام حق پہنچادے کیونکہ اکثر جس کو بات پہنچائی جائے وہ راست سننے والے سے زیادہ اس کو یادرکھنے والا ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الحج ، باب الخطبة ایام منی،حدیث نمبر : 1741،مسند احمد حدیث نمبر:24204، شعب الایمان للبیهقی،حدیث نمبر:4921 کنزالعمال،حدیث نمبر:5652)

سوالات

1۔خطبۂ حجۃ الوداع میں انسانی حقوق سے متعلق کیا ہدایات دی گئیں ہیں؟

2۔خطبۂ حجۃ الوداع کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں!

3۔''انسانی مساوات کا درس'' اس مبارک خطبہ کی روشنی میں بیان کریں!

4۔نبی اکرم ﷺ نے میدان عرفات میں عورتوں کے حقوق سے متعلق جو ہدایات دی ہیں قلمبند کیجئے!

5۔ارکان اسلام سے متعلق اس خطبہ میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

6۔وہ دو کیا ہیں؟ جن سے وابستگی گمراہی سے حفاظت کی ضمانت ہے؟

سبق نمبر:23

بین الاقوامی اسلامی نظام کا اعلان

اسلامی نظام ہی انصاف کے تقاضوں کی تکمیل:......

حجۃ الوداع کے اس تاریخ ساز و یادگار، مبارک ومقدس خطبہ میں شہنشاہ کون ومکان، رحمت عالمیان، ہادیٔ انس وجان، معلمِ کتاب وحکمت، محسنِ انسانیت حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام رسم ورواج کو نا قابل اعتبار قرار دیا اوراس کے فرسودہ نظام کو منسوخ فرمایا جس کی بنیاد ظلم وستم، جبر واستبداد، بربریت ودہشت گردی جیسے مختلف انسانیت سوز امور پر تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو دور جاہلیت اوراس کے غیر منصفانہ نظام سے نجات عطا فرمائی اور ساری انسانیت کو رہتی دنیا تک کے لئے ایک عالمی وبین الاقوامی اسلامی نظام عطا فرمایا، جس کی اساس وبنیاد عدل وانصاف اورامن وسلامتی ہے، جس کا مقصد مظلوموں کو انصاف دلانا، غریبوں اور ناداروں کی فریادرسی کرنا، اہل حقوق کوان کے حقوق پہنچانا ہے۔

انسانی حقوق کے قانون کا غیر جانبدارانہ نفاذ:......

واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ابدی منشور میں انسانیت کو اس کے وہ بنیادی واساسی حقوق عطا فرمائے جو انسانوں کو حاصل ہونا تو درکنار آج تک دنیائے انسانیت اُس سے واقف بھی نہ تھی، حجۃ الوداع کا یہ عظیم خطبہ قانونِ انسانی حقوق کا نقطۂ

آغاز اور نقطۂ کمال تھا، آپ نے نہ صرف انسانی حقوق کے قانون کو بیان فرمایا بلکہ اُسکے نفاذ کا اعلان فرمایا، چنانچہ مدینہ طیبہ اور تمام مسلم علاقوں میں یہ قانون نافذ العمل ہوا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام افراد انسانی کو برابر و یکساں قرار دیا، لہٰذا کوئی شخص بحیثیت انسان دوسرے انسان پر فوقیت نہیں رکھتا۔

رنگ و نسل، قومیت و وطنیت، سیاست وحکومت، دولت وثروت کا کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا، اس بین الاقوامی اسلامی نظام کے تحت تمام افراد کو مقامی و بین الاقوامی سطح پر حقِ زندگی، حقِ تعلیم، حقِ رائے دہی، حقِ تجارت، حقِ ملکیت، حقِ نکاح و نیز اظہار رائے کا حق، انصاف چاہنے کا حق، حقوق کے مطالبہ کا حق، دیگر تمام انفرادی واجتماعی، اقتصادی ومعاشرتی حقوق حاصل ہوں گے۔

اسلامی نظام اقوام عالم کے لئے لائحۂ عمل:......

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اربابِ عقل ودانش اور اصحابِ فکر ونظر کو انسان کی مظلومیت کا احساس ہوا تو اس وقت پہلی مرتبہ انسانی حقوق کے تعین اور اس کی تدوین سے متعلق آواز اُٹھائی گئی، اس وقت اسی اسلامی نظام کو بنیاد بنا کر انسانی حقوق مقرر کئے گئے۔

اور عالمی سطح پر قانونِ انسانی حقوق کا اعلان کیا گیا، جب کہ محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عالمی جنگ سے تیرہ سو سال سے زائد عرصہ پہلے ہی ان تمام حقوق کو بیان فرمادیا اور ساری دنیا کو آفاقی پیام عطا فرمادیا۔

قانونِ انسانی حقوق منظور ہونے کے باوجود سوپر پاور طاقتوں نے دفاعی ومعاشی اعتبار سے کمزور مملکتوں کو اپنے زیرفرماں اور ماتحت بنائے رکھا اور قانونِ انسانی حقوق کو

اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہوئے اُن پر عرصہ حیات تنگ کردیا، اس طرح قانونِ انسانی حقوق جس فساد و بگاڑ اور بربریت کو ختم کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اور ارباب فکر ونظر نے اس کے ذریعہ انسان کو اس کے حقوق دلانے کا دعویٰ کیا تھا اسی بربریت اور دہشت گردی کی فضاء ہموار کرنے کے لئے اس قانون کو استعمال کیا جانے لگا۔

اگر خطبۂ حجۃ الوداع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ انسانی حقوق کو عالمی سطح پر آئینی حیثیت دی جائے، اس کو نافذ العمل قرار دیتے ہوئے بروئے کار لایا جائے اور اس کی خلاف ورزی پر قانونی کارروائی کی جائے تو دنیا سے ظلم واستبداد ختم ہوجائے گا، امن وامان کی فضاء میں ایسے پھول کھلیں گے کہ اُس کی خوشبو سے انسانی زندگی کے تمام گوشے مہک اُٹھیں گے، بطورِ اختصار یہاں چند اہم حقوق ذکر کئے جاتے ہیں۔

جان ومال کی حفاظت کے حق کا اعلان:......

ہر انسان کو زندگی گزارنے کا حق حاصل ہونا چاہئے اور کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسرے کی جان کے درپَے ہو اور اس کو قتل کروائے، اسی طرح زندگی گزارنے کے لئے مال کی حفاظت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے مال کا تبادلہ کرے اور اپنی حوائج وضروریات کی تکمیل کرسکے، اس کے لئے مال کی حفاظت کا حق دیا جانا ضروری ہے، کسی شخص کے لئے روا نہیں کہ وہ دوسرے کے مال کو اس کی مرضی کے بغیر حاصل کرے، ان دونوں حقوق کی بنیاد یہ مبارک ارشاد ہے: ''لوگو! یقیناً تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزت تمہارے پاس قابل احترام ہے''۔

اسلام کے معاشی نظام کی حکمت:......

معاشرہ کے تمام طبقے اسی وقت ترقی کرسکتے ہیں جبکہ مال ودولت چند افراد میں

منجمد نہ ہو بلکہ تمام افراد میں گردش کرتی رہے، ایسا نہ ہو کہ دولتمند طبقہ دولت سمیٹتا رہے اور تنگدست وغریب طبقہ کے افراد فقر وتنگدستی سے گھٹ گھٹ کر دم توڑ دیں، اس حکمت و پالسی کے تحت اسلامی نظام میں سود کو حرام اور گناہ قرار دیا گیا۔

مالداروں پر زکوۃ فرض کی گئی، دیگر صدقات کی ترغیب دی گئی، بعض اعمال میں کوتاہی یا غلطی کی پابجائی کے لئے کفارہ واجب قرار دیا گیا اور مال غنیمت میں خُمس (پانچواں حصہ) مقرر کیا گیا، تاکہ ان ذمہ داریوں کے ذریعہ دولت غریب افراد کی طرف بھی آئے، اور چند افراد ہی میں محدود ہوکر نہ رہ جائے۔

اس سلسلہ میں خطبہ حجۃ الوداع میں فرمودہ یہ ارشاد راہ نما ہے: "جاہلیت کا سارا سود معاف ہے، البتہ اصل مال تمہارا حق ہے تم اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتے رہو"۔

حقِ مساوات کا اعلان:......

جس معاشرہ کے افراد اونچ نیچ، ذات پات، بھید بھاؤ، امیر وغریب، رنگ ونسل کے اعتبار سے بٹے ہوئے ہوں وہاں آپسی تلخیاں اور عداوتیں بہت جلد پیدا ہو جاتی ہیں اور ایسا معاشرہ بہت کم عرصہ میں زوال پذیر ہو جاتا ہے، بہترین سوسائٹی وہ ہے جہاں انسانی افراد میں اونچ نیچ، رنگ ونسل کا تصور نہ ہو، ہر ایک کے حقوق برابر و یکساں ہوں، تمام افراد کے حقوق میں مساوات و یکسانیت پائی جاتی ہو، اس سلسلہ میں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "کسی عربی کو عجمی پر فضیلت وفوقیت حاصل نہیں؛ بجز تقوی کے"۔

اس مبارک ارشاد کے ذریعہ انسانوں کو طبقاتی تقسیم کے ذریعہ منتشر کرنے سے منع کیا گیا، انسانی تفاخر کا سد باب کر دیا گیا، اور عالمگیر مساوات کا آفاقی اعلان کیا گیا۔

خواتین کے حقوق کا اعلان:......

دور جاہلیت میں خواتین سے جانبدارانہ، ظالمانہ اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا، لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دی جاتی، لڑکی کو بوجھ سمجھا جاتا، مال متروکہ میں صرف لڑکوں کا حصہ ہوتا اور لڑکیاں اس سے بالکل محروم رہتیں، ماہواری (ناپاکی کی حالت) میں عورت کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا، اس کے ساتھ کھانا پینا بھی حرام سمجھا جاتا، مرد عورت کو جتنے مرتبہ چاہے طلاق دیتا اور عدت کے اختتام پر رجوع کرلیتا، معاشی ومعاشرتی، عائلی اور دیگر تمام گوشوں میں عورت مظلوم تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے لئے ان تمام حقوق کا اعلان فرمایا جس کی وہ مستحق وحقدار تھیں اور عورت کو وہ بلند مقام اور اعلیٰ مرتبہ مرحمت فرمایا کہ کسی دین ومذہب میں اس کا تصور تک نہیں تھا، خطبۂ حجۃ الوداع میں خواتین سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جامع ارشاد مبارک ہے: تمہاری عورتوں کے تمہارے ذمہ حقوق ہیں، خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرواور اُن کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکیدی وصیت قبول کرو۔

بقائے باہمی کا اعلان اور دہشت گردی کا خاتمہ:......

دورِ جاہلیت میں انتقام کی رسم اتنی سخت تھی کہ ایک شخص کے قتل کے بدلہ کئی افراد کا قتل کیا جاتا، اور انتقام کا یہ سلسلہ سینکڑوں سال جاری رہتا، معمولی سی بات پر جھگڑا کرنا اور ایک دوسرے کی جان لینا اس دور میں کوئی مشکل کام نہ تھا، اس وجہ سے جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا، جنگ شروع ہوتی تو اس کی کوئی میعاد مقرر نہ ہوتی، غیر میعادی طور پر طویل سے طویل جنگیں لڑی جاتیں، جنگ بُعاث ایک سوبیس (120) سال تک جاری رہی، ان طویل جنگوں کا نتیجہ یہ ہوتا کہ معاشرہ میں کوسوں دور تک امن کا نشان دکھائی نہ

دیتا، دہشت وبربریت کا دور دورہ رہتا، خوف وہراس کا ماحول ہوتا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام کی اس انسانیت سوز اور دہشت گردی پر مبنی رسم کے خاتمہ کا اعلان فرمایا جو صدیوں سے جاری تھی، ارشاد فرمایا: دور جاہلیت کے خون بہا ساقط ہیں یعنی جاہلیت میں جو قتل وخونریزی کا بدلہ لینا باقی تھا وہ اب نہیں لیا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان کو قابل احترام قرار دیا، ارشاد فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے درمیان حرمت والے اور قابل احترام ہیں۔

ان جانفزا ارشادات کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دہشت گردی کا خاتمہ فرمایا اور امن وسلامتی کا آفاقی پیام دیتے ہوئے بقائے باہمی کا اعلان فرمایا۔

غلاموں کے حقوق:.......

عہد قدیم سے غلام انسانی حقوق سے یکسر محروم تھے، اُن کی حیثیت گھر کے ساز وسامان یا کسی فیکٹری کے اثاثوں سے زیادہ نہ تھی، ان سے دن رات کام لیا جاتا، انہیں رات گذارنے کے لئے وہ جگہ دی جاتی جہاں جانور باندھے جاتے ہیں، ان کی گردن میں دھات کا ایک طوق ہوتا۔

یورپی قانون میں غلاموں سے متعلق مالک کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ غلام کو کوڑے لگا سکتا اور بعض صورتوں میں اسے قتل بھی کرسکتا ہے، غلام کو اپنا نام رکھنے کا اختیار نہیں تھا، غلاموں کو پڑھانا اور تعلیم سے آراستہ کرنا جرم قرار دیا گیا تھا۔

غلاموں پر ظلم وزیادتی کے ایسے تاریک ماحول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں سے حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی اور ان کو انسانی حقوق فراہم کرنے کا حکم فرمایا، یہاں تک کہ غذا اور لباس سے متعلق بھی نصیحت فرمائی، آپ نے خطبۂ حجۃ

الوداع کے موقع پر ارشادفرمایا: اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ، اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ان کو وہی کھلاؤ جوتم کھاتے ہواور وہی لباس پہناؤ جوتم پہنتے ہو، اگر وہ ایسی غلطی کریں جسے تم معاف کرنا نہیں چاہتے تو اے اللہ کے بندو! ان کوفروخت کردو اورانہیں تکلیف نہ دو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حق زندگی اورحقِ تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ حق بھی عطا فرمایا کہ غلام اگر سیاسی تدبر اور دانشمندی رکھتا ہے تو حکمراں بھی بن سکتا ہے اور سارے لوگوں پر اس کی اطاعت وفرمانبرداری واجب ولازم ہے، چنانچہ ارشادفرمایا: اے لوگو! امیر کی بات سنواوراس کی اطاعت کرو؛ اگرچہ تم پرکسی حبشی غلام کوامیر بنایا جائے جس کی ناک کٹی ہوئی ہو، جب تک کہ وہ تمہارے معاملات میں اللہ کی کتاب کونافذ کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ظہر اور عصر ایک اذان اوردواقامتوں کے ساتھ ظہر کے وقت میں ادافرمائی۔

خطبۂ غدیرخم اورشان مولائے کائنات رضی اللہ عنہ:......

حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام غدیرخم پر قافلہ کوٹھہرنے کا حکم فرمایااوراس مقام پرایک خطبہ ارشادفرمایا۔

اس خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صداقت ودیانت،امانت داری وپرہیز گاری اور عدل وانصاف سے متعلق ارشادفرمایا اورآپ کی فضیلت بیان فرمائی: جس کا میں دوست اور مددگار ہوں علی بھی اس کے دوست اور مددگار ہیں،اوردعافرمائی: اے اللہ ! تواس کودوست رکھ جوعلی کودوست رکھےاورتو اس سے عداوت کر جوعلی سے عداوت کرے۔

(سنن ابن ماجه،مقدمه،باب فضل علی بن ابی طالب رضی الله عنه،حدیث نمبر:121۔مسند امام احمد،مسند علی بن ابی طالب ،حدیث نمبر:962)

اس ارشادمبارک کو سننے کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا: آج سے آپ ہر مومن مرد وعورت کے مولیٰ ومحبوب ہیں۔

(مسندامام احمد،حدیث البراء بن عازب ،حدیث نمبر: 18977۔مشکوۃ المصابیح،کتاب المناقب،باب مناقب قریش،حدیث نمبر:6094۔زجاجۃالمصابیح،کتاب المناقب، ج5ص292)

سوالات

1۔خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پرحضور پاک ﷺ نے کن بنیادی حقوق کی تاکید فرمائیں؟

2۔'آج سے آپ ہرمومن مردوعورت کے مولی ومحبوب ہیں' یہ محبت سے لبریز کلمات کس شخصیت نے،کس شخصیت کے لئے اورکب ادا کئے؟

3۔اسلامی نظام اقوام عالم کے لئے لائحۂ عمل! اس عنوان پراپنے الفاظ میں مختصرا نوٹ لکھئے!

4۔اسلام کے معاشی نظام کے امتیازات بیان کیجئے!
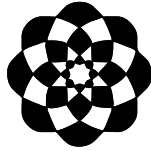
سبق نمبر:24

رفیق اعلیٰ سے ملاقات

وصال اقدس کی پیشنگوئی:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو طلب فرمایا اور ان کے ساتھ آپ نے آہستہ گفتگو فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا رونے لگیں پھر آپ نے اُن سے سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا سے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں کیا ارشاد فرمایا؟ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما ہوئے تو میں نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کہا: آپ کو اس حق کا واسطہ جو میرا آپ پر ہے، مجھے بتلایئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی میں آپ سے کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: ہاں میں اب بتاتی ہوں، پہلی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرما کر مجھے اسی حالت میں وصال فرمانے کی خبر دی تو میں رونے لگی اور دوسری مرتبہ سرگوشی میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستأذان، باب من ناجی بین یدی الناس ، ومن لم یخبر

بسر صاحبه ، فإذا مات أخبر به،حديث نمبر: 6285۔صحيح مسلم،كتاب فضائل الصحابة،باب فضائل فاطمة بنت النبی عليه الصلاة و السلام،حديث نمبر:6467)

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے چھ مہینے بعد ماہِ رمضان میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا۔

ہجرت کا گیارھواں سال

وصال مبارک سے پہلے کی کیفیات:......

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر آن اپنے پروردگار کی مسلسل تجلیات ہوتی رہتی ہیں۔ تاہم وصال مقدس کے لمحات جوں جوں قریب آتے گئے قربِ حق و مشاہدۂ انوارِ الٰہیہ میں استغراق کے باعث عجیب کیفیات بدن مبارک سے ظاہر ہوتی رہیں، ظاہری طور پر کبھی سر انور میں تکلیف کی شدت تو کبھی بخار میں تیزی وحِدّت اور کبھی غشی کا طاری ہونا، یہ سب کیفیات دراصل وصال حق وقرب رب کے انوار وتجلیات میں محویت واستغراق کے آئینہ دار ہیں۔

29 صفر المظفر بروز دوشنبہ ایک صحابی کا وصال ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے، نماز جنازہ ادا فرمائی، تدفین کے بعد واپسی کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد شروع ہوا، درد زیادہ ہونے کی وجہ بخار چڑھ گیا، بخار بھی اتنی شدت کے ساتھ تھا کہ بدن مبارک پر بخار کی حرارت محسوس ہوتی۔

اس کیفیت کے باوجود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے اور امامت فرماتے، ازواج مطہرات کی باریوں کا بھی لحاظ فرماتے باوجود یہ کہ جس طرح بیویوں کی باریاں مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے اس طرح ازواج مطہرات کے

درمیان باری مقرر کرنا آپ پر واجب نہیں تھا لیکن آپ نے از راہ کرم اپنی جانب سے باریاں مقرر فرمائی تھیں۔

جب اس حالت میں زیادہ شدت ہوئی تو آپ نے تمام ازواج مطہرات کو طلب فرمایا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں قیام کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، اس وقت آپ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں تھے، تمام ازواج مطہرات نے رضامندی کا اظہار کیا، تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرۂ مبارکہ تشریف لائے۔

جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:......

یہ وہ آخری اسلامی لشکر ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا، آٹھ ہجری میں جنگ موتہ کے موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر تھے، اور آپ اس معرکہ میں رومیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے تھے، اسی مقام پر مسلمانوں کو رومیوں ہی سے مقابلہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: میں نے تمہیں اس لشکر کا امیر بنایا ہے تم اپنے والد کی جائے شہادت پر جاؤ، دشمنان اسلام سے مقابلہ کرو!۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اس وقت بیس سال تھی اور اس لشکر میں انصار ومہاجرین سے بڑے بڑے صحابۂ کرام؛ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور دیگر صحابہ شامل تھے، بعض لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس لشکر کے امیر مقرر کرنے پر گفتگو کی اور کہا کہ ایک بیس سالہ نوجوان کو ایسے لشکر کا امیر بنایا گیا ہے جس میں

اکابر صحابہ موجود ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپ نے جلال کا اظہار فرمایا اور چادر مبارک اوڑھ کر منبر شریف پر قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ کیا بات مجھ تک پہنچی ہے کہ تم اسامہ کو امیر بنانے پر اعتراض کر رہے ہو! اگر تم اسامہ کے امیرِ لشکر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو ان کے والد کو امیر بنانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا، زید بھی اس عہدہ کے اہل تھے اور ان کے بیٹے اسامہ بھی اس منصب کے مستحق ہیں، یقیناً زید مجھے محبوب تھے اور اسامہ بھی محبوب ہے۔

(صحیح بخاری، كتاب فضائل الصحابة،باب مناقب زيدبن حارثة،حديث نمبر:3730)

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مقام جرف پہنچ گئے، جہاں فوج میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام اکٹھا ہو رہے تھے۔

11ھ 10 ربیع الاول بروز شنبہ معرکہ کے لئے روانہ ہونے والے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اجازت وزیارت کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، 11 ربیع الاول مزید شدت ہوئی، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا؛ جس کی وجہ آپ جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شامل ہونے کے بعد ٹھہر گئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم:......

قبل وصال مبارک بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرماتے رہے، جب بار بار محویت واستغراق کی کیفیت طاری ہونے لگی تو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں!

چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ آپ کا انتظار کررہے ہیں، آپ نے فرمایا: میرے لئے ایک بڑے برتن میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا پھر آپ قیام فرمانے کا ارادہ کئے کہ آپ عالمِ محویت میں تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد افاقہ ہوا، تو آپ نے فرمایا: کیا لوگوں نے نماز ادا کرلی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے نماز عشاء کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے، آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک صاحب کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے حکم فرمایا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ امامت کے لائق وحق دار ہیں، چنانچہ ان دنوں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے رہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ دو اصحاب کے ساتھ نمازِ ظہر ادا فرمانے کے لئے مسجد تشریف لائے، جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔)

اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھارہے تھے، جب آپ

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پیچھے ہٹنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا اور اُن دونوں حضرات سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ، اُنہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھادیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے لگے اور تمام صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکبیرات سن کر نماز ادا کرتے رہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر امامت فرمارہے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب إنما جعل الإمام لیؤتم به، حدیث نمبر: 687۔ کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض و سفر وغیرهما من یصلی بالناس، حدیث نمبر: 963)

حضور ﷺ کو دنیا کی سکونت اور سفر آخرت کا اختیار:......

متعدد احادیثِ شریفہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ملک الموت حاضر خدمت نہیں ہوسکتے۔ دنیا میں رہنا یا آخرت کو چاہنا آپ کے اختیار میں اور آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتے جب تک کہ انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث نمبر: 4435۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضی الله عنها، حدیث نمبر: 6448۔ مسند امام احمد، حدیث السیدة عائشة رضی الله عنها، حدیث نمبر: 26175۔ صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، ذکر البیان بأن هذا الکلام کان من المصطفی

صلی الله علیه و سلم حیث خیر بین الدنیا والآخرة،حدیث نمبر:6712)

وصال مبارک کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ادا فرما رہے تھے:

''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی ''یعنی اے اللہ رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اب آپ ہمارے ساتھ قیام اختیار نہیں فرمائیں گے۔

(صحیح بخاری ، کتاب المغازی،باب آخر ماتکلم النبی ﷺ،حدیث نمبر:4463)

صحابۂ کرام اور چہرۂ انور کا دیدار:......

بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی امامت فرمارہے تھے، اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی ہوئی کہ آپ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور صحابۂ کرام کی جانب نظرِ رحمت فرمائی جب کہ صحابۂ کرام نماز میں صف بستہ تھے، پھر آپ نے تبسم فرمایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تا کہ صف سے مل جائیں اور یہ گمان کیا کہ آپ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مسلمانوں کو جو مسرت وشادمانی حاصل ہوئی اس کی وجہ سے سب لوگوں نے ارادہ کرلیا کہ نماز کو توڑ دیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں محو ہو جائیں۔

آپ نے دستِ اقدس سے انہیں اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب مرض النبی صلی الله علیه وسلم

ووفاته،حدیث نمبر:4448)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :اس وقت چہرۂ انور کی شان یہ تھی کہ وہ آب وتاب، چمک دمک،نورانیت وہدایت میں قرآن کا صفحہ لگ رہا تھا۔

(صحیح بخاری ، کتاب الاذان،باب اهل العلم والفضل احق بالامامة،حدیث نمبر:680)

بارگاہِ رسالت میں جبرئیل علیہ السلام کی حاضری:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک سے تین دن قبل جبرئیل علیہ السلام خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اورعرض کیا: اے پیکر حمد وثنا! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا اعزاز واکرام اور تعظیم واحترام بجالانے کے لئے بطورِ خاص بھیجا ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی پاکیزہ طبیعت اوراحوال شریفہ دریافت کئے۔

پھر ملک الموت نے اجازت طلب کی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت ہیں،آپ سے اجازت طلب کررہے ہیں اورآپ سے پیشتر کسی نبی سے انہوں نے اجازت طلب نہیں کی اورنہ آپ کے بعد کسی انسان سے وہ اجازت طلب کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو! ملک الموت حاضرِ خدمت ہوئے اورآپ کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے اورعرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ جوبھی ارشادفرمائیں میں اس کی تعمیل کروں۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے پیکر حمد وثناء صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی لقاء کا مشتاق ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! تم

کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روئے زمین پر (وحی کے ساتھ) میری یہ آخری حاضری ہے، اس کے سواء نہیں کہ اس دنیا میں میرا مقصود و مدعا آپ ہی ہیں۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر: 2821۔ دلائل النوبة بیهقی، جماع أبواب مرض رسول الله صلی الله علیه وسلم ووفاته، حدیث نمبر: 3145۔ جامع الاحادیث سیوطی، مسند علی بن ابی طالب رضی الله عنه، حدیث نمبر: 34672۔ مجمع الزوائد، حدیث نمبر: 14261۔ کنز العمال، حدیث نمبر: 18785۔ مواهب لدنیه، ج:4، ص:541۔ سبل الهدی والرشاد، ج:12، ص:264)

ملک الموت دراقدس پر اجازت کے خواہاں:......

اور ایک روایت میں ہے، حضرت عزرائیل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ' جو موتی اور یاقوت سے آراستہ لباس پہنے ہوئے تھے زمین کی طرف آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضرِ خدمت ہونے کی اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور سلام عرض کیا: پھر عرض گزار ہوئے: اللہ تعالٰی نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں۔ روح الامین حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خوشخبری لایا ہوں، فرمایا: کیا ہے؟ عرض کیا : آج دوزخ کی آگ بجھادی گئی، جنت کو سجایا گیا، حورعین نے اپنے آپ کو آراستہ کیا ، فرشتے صف بستہ کھڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں چشم براہ ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سب خوش کرنے والی باتیں ہیں مگر ایسی

بات سناؤ جس سے مزید خوشی ہو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر جنت اس وقت تک حرام ہے جب تک آپ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خوشی اور زیادہ کرو! عرض کیا: حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے فضائل عطا فرمائے ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے، حوضِ کوثر، مقامِ محمود، شفاعتِ عظمیٰ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں سے اتنے لوگوں کو بخش دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت علیہ السلام سے بخوشی ارشاد فرمایا: جس چیز کا تمہیں حکم ہوا ہے؛ اس کی تعمیل کرو!۔

(معارج النبوت، ج:3،ص:501)

بارہ ربیع الاول روزِ دوشنبہ چاشت کے وقت وصال اقدس ہوا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ کہ مجھ پر اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری باری کے دن، میرے حجرہ میں، میرے گلے اور سینہ کے درمیان وصال ہوا، اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کے وصال کے وقت میرے اور آپ کے لعاب مبارک کو جمع فرمایا، عبدالرحمٰن بن ابوبکر میرے پاس آئے جبکہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دی ہوئی تھی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں دیکھ رہے ہیں، میں سمجھ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنا چاہتے ہیں، تو میں نے عرض کیا: کیا آپ کے لئے مسواک لوں؟ تو آپ نے سرانور سے اشارہ فرمایا کہ ہاں! پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اُسے لیا تو وہ آپ کے لئے سخت محسوس ہوئی، میں نے عرض کیا: کیا میں اُسے آپ کے لئے نرم کروں؟ تو آپ نے سرانور سے اشارہ فرمایا کہ ہاں! تو میں نے اُسے نرم کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دندان مبارک پر پھیرا جبکہ آپ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں پانی موجود تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں دست مبارک کو پانی میں ڈال کر اُنہیں اپنے چہرۂ انور پر پھیرنے لگے اور فرمانے لگے: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے، یقیناً موت کی کچھ سختیاں ہوتی ہیں،"لا الہ الا اللہ" پھر اپنا دست مبارک بلند کیا اور فرمایا: "فِی الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" رفیق اعلیٰ میں باریابی چاہتا ہوں، یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک رفیق اعلی سے جاملی اور دست مبارک جھک گیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، حدیث نمبر:4449)

سوالات

1۔وصال مبارک کی پیشن گوئی اور وصال باکمال سے پہلے کی کیفیات ضبط تحریر میں لائیے!

2۔جیش اسامہ کی روانگی سے متعلق اپنی معلومات درج کیجئے۔

3۔آخری لمحات مبارکہ سے متعلق اپنی معلومات بیان کیجئے!

4۔احضرت ابوبکر صدیق کی امامت سے متعلق ایک نوٹ قلمبند کیجئے!

5۔حضرت جبرئیل وحضرت ملک الموت کی بارگاہ مصطفیٰ میں حاضری کا واقعہ لکھئے۔

سبق نمبر:25

وصال اقدس کے بعد کے احوال شریفہ

غسل شریف:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ مبارک سے متعلق صحابۂ کرام میں گفتگو ہوئی ،صحابۂ کرام نے فرمایا: ہم نہیں جانتے کہ آپ کو کس طرح غسل دیں؟ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر اونگھ طاری کر دی اور حجرۂ مبارک کے ایک گوشہ سے آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیرہن مبارک کے ساتھ غسل دو!''۔

(سبل الھدی و الرشاد، ج: 12،ص: 321)

لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ مبارک کے وقت لباس شریف بدن اقدس سے نہیں نکالا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فضل اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما نے غسل مبارک میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دیتے ہوئے عرض کرتے جاتے: '' بِـاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا '' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ظاہری زندگی میں بھی پاک وطیب رہے اور وصال کے بعد بھی طاہر ومعطر ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر:11644۔ سبل الھدی و الرشاد، ج :12،ص: 323)

بدنِ اطہر سے اس وقت ایسی خوشبو مہکی کہ صحابۂ کرام نے کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔

(سبل الھدی و الرشاد، ج: 12،ص:322)

کفن مبارک:.......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفنِ مبارک میں تین سفید یمنی کپڑے تھے۔

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:1012۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:1536۔ سبل الھدی والرشاد، ج: 12، ص: 327)

بعد وصال مبارک پیش کی جانے والی صلوٰۃ:.......

صحابۂ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوۃ سے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر صلوۃ کون پڑھیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: غسل مبارک اور تکفین سے فارغ ہونے کے بعد مجھے میرے روضۂ اقدس کے کنارے میرے تخت پر رہنے دو پھر کچھ دیر میرے حجرۂ مبارک سے باہر ہو جاؤ کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر درود کا نذرانہ پیش کرنے والے جبرئیل ہونگے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اور ان کے ساتھ فرشتوں کی بہت سی جماعتیں ہونگی پھر تم لوگ جماعت در جماعت حاضر ہوتے جاؤ اور درود وسلام پیش کرو، سب سے پہلے میرے اہل بیت درود پیش کرنے حاضر ہونگے پھر ان کی مستورات اس کے بعد تم لوگ حاضر ہونگے۔

کرم نوازی فرمانے والے آقا ومولی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اُن صحابہ کو جو اس وقت حاضر نہ ہوں اور آج کے دن سے قیامت تک میرے بعد آنے والے میرے غلاموں کو میری جانب سے سلام کہہ دو، ہم نے عرض کیا: آپ کے روضۂ اقدس میں کون داخل ہونگے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کے فرشتوں کے ساتھ

میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔

(شرح مواهب زرقانی، ج: 12 ،ص: 115/116)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غسل شریف اور تکفین کے بعد حجرۂ مبارک خالی کردیا گیا، فرشتے حجرۂ مبارک میں حاضر ہوئے اور صلوٰۃ وسلام عرض کئے، فرشتوں کی حاضری کے بعد صحابۂ کرام جماعت در جماعت حجرۂ مبارک میں حاضر ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے، پہلے مرد حضرات حاضری دیتے پھر مقدس خواتین پھر بچے، اس طرح کسی نے کسی کی اقتداء نہیں کی، ہر شخص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی سعادتیں اور برکتیں حاصل کرتا۔

(سبل الهدی والرشاد، ج:12 ،ص: 331)

حجرۂ مبارک میں داخل ہوکر آپ کی خدمتِ بابرکت میں صحابۂ کرام ان کلمات کے ساتھ صلاۃ وسلام عرض کئے:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه......''

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے اللہ! بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام احکام کو پہنچا دیا جو آپ پر نازل کئے گئے اور اپنی امت کی خیرخواہی فرمائی، راہِ خدا میں بڑے بڑے مجاہدات فرمائے یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کے کلمات پورے ہوئے، اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ کی ذات پر ہم ایمان لے آئے، پروردگارا! ہمیں اس کلام مقدس کی پیروی کرنے والا بنا جو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہمارا حشر فرما؛ تاکہ آپ کی نگاہِ کرم سے ہم بہرہ ور ہوں اور بروزِ حشر آپ کی قدر ومنزلت کو پہنچان لیں،

بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں پر حد درجہ رأفت ورحمت فرمانے والے ہیں۔ ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس کے ذریعہ کوئی قیمت چاہتے ہیں۔

(سبل الهدى و الرشاد، ج: 12، ص: 330)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک بیان فرمایا کہ انبیاء علیھم السلام جس جگہ وصال فرماتے ہیں وہیں اُن کی آرام گاہ ہوتی ہے، لہذا اسی جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے حجرۂ مبارک میں تدفین شریف عمل میں آئی جہاں وصال مبارک ہوا۔

روضۂ اقدس:......

''روضۂ اقدس'' لحد کے طور پر بنایا گیا، حضرت علی مرتضٰی، حضرت فضل ابن عباس، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے اندر اترنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے اخیر تک روضۂ اقدس سے رخِ انور کی زیارت کی جب میں نے نظر ڈالی تو دیکھا سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک جنبش فرما رہے ہیں، میں نے جب اپنا کان دہن مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ''رَبِّ اُمَّتِـــی اُمَّتِیْ'' پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔

(مدارج النبوت فارسی، ج:2، ص:442)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے (مقدس) جسموں کو کھائے، اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، حديث

نمبر: 1706۔جامع الاحادیث سیوطی،حرف الهمزة،الهمزة مع الکاف،حدیث نمبر: 4320۔جامع کبیر سیوطی،حرف الهمزة،حدیث نمبر: 61۔مشکوة المصابیح،کتاب الصلوة،باب الجمعة،الفصل الاول،حدیث نمبر: 1366۔زجاجة المصابیح،کتاب الصلوة،باب الجمعة،حدیث نمبر:2069۔سیرت نبویہ ابن کثیر،ج:4،ص:548۔)

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا میں قیام فرمارہنا تمہارے لئے بہتر ہے؛تم مجھ سے ہمکلامی کا شرف پاتے ہواور تمہیں احادیث شریفہ بیان کی جاتی ہیں، جب میں وصال کرجاؤں تو میرا یہ وصال فرماجانا تمہارے حق میں بہتر ہے،تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، اگران میں کوئی نیکی دیکھتا ہوں تو اللہ تعالی کاشکرادا کرتا ہوں اور برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(الوفاء بتعریف فضائل المصطفی،الباب السابع والاربعون)

سوالات

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل شریف وکفن مبارک کے بارے میں تفصیل قلمبند کیجئے؟

2۔ بعد وصال پیش کی جانے والی صلاۃ کے بارے میں تفصیل لکھتے ہوئے بتائے کہ صحابہ نے صلوٰۃ میں کونسے کلمات کہے تھے؟

3۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں امت کو یادفرمایا اور صبح قیامت تک آنے والوں کوسلام فرمایا،اس سلسلہ میں ایک جامع نوٹ لکھئے؟

4۔حیات النبی ﷺ سے متعلق احادیث پیش کیجئے۔

سبق نمبر:26

روضۂ اطہر کی زیارت

دربارِرسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گہر بار میں حاضری سنّتِ مؤکدہ اور تقربِ الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔قرآنِ کریم وحدیثِ شریف میں اس کی تاکید فرمائی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

ترجمہ: اور جب لوگ اپنے اوپر ظلم کریں تو آپ کے دربار میں حاضر ہوں اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش فرمائیں تو ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا پائیں گے۔

(سورۃ النساء،آیت :64)

یہ حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری تک ہی محدود نہیں بلکہ دائمی ہے ،جب کبھی گنہگار آپ کے حضور حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں تو رحمت الٰہی انہیں مایوس نہیں کرے گی بلکہ انہیں مغفرت ونجات کا پروانہ عطا کردیا جائے گا۔

وصال کے تین دن بعد اعرابی کی حاضری:......

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت تفسیر البحر المحیط اور سبل الہدی والرشاد میں منقول ہے:

محدث ابن نعمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام "میں محدث ابن سمعانی کی وساطت سے روایت ذکر کی ہے، جسے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال مبارک کے تین دن بعد ایک اعرابی دراقدس پر حاضر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے اور وہاں کی خاک مبارک کو اپنے سر پر ڈالنے لگے اور عرض گزار ہوئے:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ نے ارشاد فرمایا ہم نے آپ کے ارشادِ عالی کو سنا، آپ نے اللہ تعالی سے کلام سنا اور بحفاظت ہم تک پہنچایا اور ہم نے آپ سے اس کلام کو سیکھا اور یاد رکھا، آپ پر نازل کردہ کلام میں یہ آیت کریمہ بھی ہے''اور اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا' نہایت رحم فرمانے والا پائیں گے۔''(سورۃ النساء:64)(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!) میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کے دربار اقدس میں حاضر ہوا تاکہ آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں! تو روضۂ اقدس سے آواز آئی: ''یقیناً تمہاری بخشش کردی گئی''۔

(تفسیر بحرمحیط،سورۃ النساء،آیت: 64۔سبل الھدی والرشاد،جماع أبواب زیارته صلی الله علیه وسلم بعد موته وفضلها،ج12،ص380)

سورۃ النساء کی آیت نمبر:64 کے تحت علامہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے''اوراگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں،اوراللہ سے مغفرت طلب کریں اوراللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کوخوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائینگے۔(اس آیت مبارکہ کے ذریعہ)اللہ تعالی گنہگاروں اورخطا کاروں کورہنمائی فرمارہاہے کہ جب ان سے کوئی غلطی اور گناہ سرزدہوجائے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں حاضر ہوکراللہ تعالی سے مغفرت طلب کریں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معروضہ کریں کہ آپ ان کے حق میں سفارش فرمائیں، کیونکہ جب وہ لوگ اس طرح کریں گےتو اللہ تعالی ان کی توبہ قبول فرمائے گا اوران پرخصوصی رحمت نازل فرمائے گا اوران کے گناہوں کومعاف فرمائے گا،اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ارشادفرمایا:'' تو وہ ضرور بضرور اللہ کوخوب توبہ قبول کرنے والانہایت رحم فرمانے والا پائینگے۔''

حضرت عُتبی کی بیان کردہ مشہور حکایت:......

اورعلماء ومفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیاہے،ان میں شیخ ابونصر بن صباغ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں' اُنہوں نے اپنی کتاب "الشامل" میں حضرت عُتبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول مشہور حکایت ذکرکی،آپ نے فرمایا:

میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اقدس کے قریب حاضر تھا،ایک اعرابی نے دراقدس پرحاضر ہوکرصلوۃ وسلام پیش کیااورعرض گزار ہوئے: یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے اللہ تعالی کو (قرآن کریم میں) فرماتے ہوئے سنا: "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ...... "اور اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائیں گے۔

(سورۃ النساء،آیت :64)

نیز اعرابی نے عرض کیا: یقیناً میں اپنے گناہوں کی معافی کی خاطر آپ کی ذات ستودہ صفات کو اپنے پروردگار کے دربار میں وسیلہ بنا کر آپ کے دربار عالی شان میں حاضر ہوا ہوں، اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار کہے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ   فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ القَاعُ وَالأَكَمُ

نَفْسِي الفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ   فِيهِ العَفَافُ ، وَفِيهِ الجُودُ وَالكَرَمُ

اے کائنات کی سب سے بہترین ذات! جن کے وجود مقدس کو زمین نے چوما ہے، آپ کے وجود مقدس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ و معطر ہو چکے ہیں، میری جان قربان اس روضۂ اطہر پر جس میں آپ رونق افروز ہیں، جس میں پاکیزگی ہے، سخاوت اور کرم نوازی ہے۔

حضرت عُتبی فرماتے ہیں:

جب وہ اعرابی واپس ہوگئے تو مجھ پر نیند طاری ہوگئی، خواب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا، اور آپ نے ارشاد فرمایا: اے عُتبی! اس اعرابی سے ملاقات کرو! اور انہیں بشارت دو کہ یقیناً اللہ تعالی نے ان کی بخشش فرمادی ہے۔

(تفسیر قرآن العظیم بن کثیر،سورة النساء ، 64۔ج 2،ص384۔معجم ابن عساکر،حدیث نمبر: 738۔شعب الإیمان بیهقی،فضل الحج والعمرة،حدیث نمبر4019۔ جواهر الحسان فی تفسیر القر ان ثعالبی،سورة النساء ، 64۔ در منثور،سورة البقرة، 203۔ تفسیر بحر محیط، سورة النساء ، 64۔حاوی اکبیرماوردی،مستوی کتاب الحج۔شرح کبیر ابن قدامة،ج3،ص494۔ موسوعة فقهیة کویتیة،التَّوَسُّل بِالنَّبِیِّ بَعُدَ وَفَاتِهِ۔شرح مواهب لدنیة زرقانی،الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف ومسجده المنیف،ج12،ص199۔سبل الهدی والرشاد، جماع أبواب زیارته صلی الله علیه وسلم بعد موته وفضلها،ج12،ص390۔مختصر تاریخ دمشق، باب من زار قبره بعد وفاته کمن زار حضرته قبل وفاته۔خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفی،ج 1،ص57۔ أذکار نوویة، کتاب أذکار الحج ،حدیث نمبر 574)

اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ اشعار کو ایسی شان عطا کی ہے کہ جالی مبارک سے متصل ستونوں پر آج بھی نقش ہیں اور زائرین کے لئے نور بصارت وبصیرت کا سامان فراہم کررہے ہیں۔

زیارت مقدسہ کے فضائل:......

دیگر احادیث شریفہ میں بھی دربارِ اقدس کی حاضری سے متعلق بہت تاکید فرمائی گئی ہے اور زائرین روضۂ اقدس کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفاعت خاصہ کا وعدہ بھی فرمایا چنانچہ سنن دارقطنی ،شعب الایمان بیہقی ، جامع الاحادیث ،جمع الجوامع ،مجمع الزوائد اور کنزالعمال وغیرہ میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو چکی ہے۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الحج، حدیث نمبر 2727۔صحیح ابن خزیمة، حدیث نمبر۔ 3095۔شعب الإیمان للبیہقی، حدیث نمبر 4159۔جامع الاحادیث، حدیث نمبر 22304۔جمع الجوامع، حدیث نمبر 5035۔مجمع الزوائد، حدیث نمبر 5841۔کنز العمال، حدیث نمبر 42583۔المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، ج12، ص179)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ''.

ترجمہ: جس نے قصد وارادہ کے ساتھ میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے دامن رحمت میں ہوگا۔

(شعب الإیمان بیهقی، حدیث نمبر: 3994 ۔ سنن صغری بیهقی، حدیث نمبر: 1818۔ جامع الأحادیث سیوطی، حدیث نمبر: 22308 ۔جامع کبیر سیوطی، حدیث نمبر: 5039۔ کنز العمال، حدیث نمبر:12373 ۔مشکوۃ المصابیح، کتاب المناسك، حدیث نمبر:2755)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ''۔

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میرے روضۂ اقدس کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی۔

(سنن کبری بیهقی، کتاب الحج، باب زیارة قبر النبی صلی الله علیه و سلم، حدیث نمبر: 10573۔معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر:13315۔معجم اوسط طبرانی، باب

الالف من اسمه احمد،حدیث نمبر:292۔شعب الایمان بیهقی،حدیث نمبر:3996۔
مشکوۃ المصابیح،کتاب المناسک،حدیث نمبر:2756)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل:......

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعاء کرنا اور آپ سے مدد چاہنا حصولِ مغفرت ومقصد براری کا قوی ذریعہ ہے۔

(شفاء السقام ،ص: 37)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل آپ کی ولادت شریفہ سے قبل اور آپ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں اور آپ کے وصال شریف کے بعد نصوص سے ثابت ہے۔صحابہ کرام ،تابعین، تبع تابعین ائمہ ومحدثین کے واقعات اس کے شاہد عدل ہیں۔

(فتاویٰ علامہ رملی ،ص: 382، بحوالہ فتاویٰ نظامیہ ،ص:447)

ولادت سے قبل وسیلہ لینے کا ثبوت:......

اہلِ کتاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پیشتر آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے اور دشمنوں پر فتح پاتے تھے۔

''وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا''

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کافروں پر فتح یابی کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

(سورۃالبقرۃ، آیت:89)

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے تو تین سو(300) سال تک روتے رہے۔

(شرح مواھب لدنیہ زرقانی، ج:1، ص:107)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی عظمت شان کے ساتھ آپ کو یاد آ گیا، آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ارشاد ہوا کہ اے آدم! اگر تم تمام اہل آسمان وزمین کے حق میں بھی آپ کے توسل سے دعاء کرتے تو ہم ان کے حق میں ضرور اس دعا کو قبول فرماتے۔

(شرح مواھب لدنیہ زرقانی، ج:1،ص:119)

حیات ظاہری میں وسیلہ لینا:......

اس سلسلہ میں واقعات اور روایات بکثرت وارد ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ کو جو دعاء تعلیم فرمائی تھی اس میں خود توسل کی صراحت موجود ہے'' اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ إِلٰی رَبِّی فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.

ترجمہ: اےٗ اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوا ہوں۔ اےٗ پیکر حمد وثنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے حق میں آپ کی سفارش قبول فرما!۔

یہ حدیث شریف تھوڑے سے اختلافِ الفاظ کے ساتھ سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی، مسند امام احمد، مستدرک للحاکم، بیہقی، التاریخ الکبیر للبخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث شریف کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(جامع ترمذی ، ابواب الدعوات، حدیث نمر: 3927۔سنن ابن ماجه ، ابواب اقامة الصلوٰة والسنة ، باب ماجاء فی صلوٰة الحاجة، حدیث نمبر: 1448۔ مسند امام احمد ، حدیث عثمان بن حُنیف، حدیث نمبر: 17703۔ مستدرك علی الصحیحین ، کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، حدیث نمبر: 1865۔ دلائل النبوة بیهقی ، جامع ابواب دعوات نبینا صلی الله علیه وسلم ، حدیث نمبر:2415)

وصال مبارک کے بعد وسیلہ لینے کی دلیل:......

وصال مبارک کے بعد بھی صحابۂ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لیا کرتے تھے، چنانچہ خلافتِ فاروقی میں جب لوگ قحط میں مبتلاء ہوگئے تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے لئے بارش کی دعاء فرمایئے کہ امت ہلاک ہورہی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میری طرف سے سلام پہنچاؤ اور کہو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہو کہ وہ نرمی اختیار کریں! چنانچہ جب یہ صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل بیان فرمائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کوتاہی نہیں کروں گا؛ سوائے اس کام کے جس سے میں عاجز ہو جاوں۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل،باب ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی الله عنه ،حدیث نمبر: 32002۔دلائل النبوة بیهقی،جماع أبواب من رأی فی منامه شیئا من آثار نبوة محمد صلی الله علیه وسلم،حدیث نمبر: 2974۔استیعاب ابن عبدالبر،حرف العین،باب عمر بن الخطاب أمیر المؤمنین رضی الله عنه۔جامع الاحادیث سیوطی،مسند عمر بن الخطاب رضی الله عنه،حدیث نمبر: 28209۔کنز العمال،حرف

الصاد،صلاۃ الاستسقاء،حدیث نمبر:23535۔زجاجۃ المصابیح،باب الاستسقاء،حدیث نمبر: 3185۔فتح الباری شرح صحیح بخاری،کتاب الجمعۃ،باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا۔ریاض نضرہ طبری،مناقب أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔بدایہ نہایہ ابن کثیر،ج:7،ص:105۔خلاصۃ الوفا سمہودی،ال باب الثانی فی فضل الزیارۃ والمسجد النبوی ومتعلقاتھما،"الفصل الثانی"فی توسل الزائر بہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی ربہ تعالی واستقبالہ لہ فی سلامہ ودعائہ وآداب الزیارۃ ......)

درود وسلام:......

دنیا میں لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کرتے ہیں حتیٰ کہ فوج بھی اپنے سردار کو سلامی دیتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو باعثِ تخلیق کون ومکان، ہادی انس وجان، شافع کل عالم وعالمیان ہیں۔آپ کے احسان تلے ساری دنیا ہےاور خصوصاً اہل ایمان پر تو ہمیشہ آپ کے احسانات کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ ہر وقت امت ہی کی فکر ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے امت کی بخشش کے لئے دعائیں فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ ولادت سے لے کر شبِ معراج پھر تا وصال اور ہمیشہ، میدانِ حشر ہو کہ میزان وصراط؛ امت ہی کی فکر ہے۔تو ایسے محسن اعظم جن کے احسانات کا احاطہ وشمار ناممکن ہے تو پھر ہم امتیوں سے کیا اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر میں رطبُ اللسان رہیں اور آپ کی عظمتوں کا چرچا کریں!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے ساتھ آپ پر صلاۃ وسلام نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی ہمیشہ آپ پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔اسی لئے اہل ایمان کو صلاۃ کے ساتھ کثرتِ سلام کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے،ارشادِ الٰہی ہے:

''اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے نبیٔ (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام پیش کرو۔

(سورۃ الاحزاب،آیت :56)

درود وسلام ہی حضور سے تقرب کا عظیم ترین ذریعہ ہے؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہوں گے جو بکثرت مجھ پر درود وسلام پیش کرتے ہیں۔

(جامع ترمذی،ابواب الصلاۃ،باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،حدیث نمبر:486)

سوالات

1۔حضور نبیٔ رحمت ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی حاضری سے متعلق کس آیتِ قرآنی سے استدلال کیا جاتا ہے؟ اور اعرابی کے واقعہ کی تفصیل مع حوالہ لکھئے؟

2۔زیارت روضۂ اطہر کے ثبوت میں کونسی احادیث شریفہ آئی ہیں مع حوالہ درج کیجئے؟

3۔توسل قبل ولادت، حیات ظاہری میں توسل اور بعد وصال توسل پر جامع نوٹ لکھئے۔

4۔درود وسلام کے بارے میں آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا خلاصہ لکھئے؟

سبق نمبر: 27

شمائلِ مبارک،خصائص ومعجزات

جسم اطہر:.......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک بے مثل و بے مثال،لطیف ونفیس، سراپا نور جس کی خوشبوئے دلنواز سے مشام جان وایمان اور ساری فضائے بسیط معطر رہا کرتی۔آپ کا جسم مبارک سرخی مائل،سفید نورانی ہے؛ ایسا معلوم ہوتا گویا چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔

(شمائل ترمذی،باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه و سلم،حدیث نمبر:12۔دلائل النبوة بیهقی،حدیث نمبر:186۔سبل الهدی،ج:2،ص10/11)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس نرم و نازک کہ میں نے بدن اقدس سے زیادہ نرم و نازک ریشم کو بھی نہیں پایا اور جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(صحیح بخاری،کتاب المناقب،باب صفة النبی صلی الله علیه و سلم،حدیث نمبر:3561)

قامتِ زیبا:.......

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ دراز قد اور نہ زیادہ کم قد بلکہ درمیانی قد،بے مثال شان والے،اور بدن اقدس انتہائی خوبصورت،جب چلتے تو کچھ خمیدہ

ہوکر (سامنے کی طرف جھک کر) چلتے،لیکن یہ آپ کے قامت زیبا کا معجزہ ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود جب آپ کسی دراز قد شخص کے ساتھ چلتے تو اس سے زیادہ دراز معلوم ہوتے۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب،باب صفة النبی صلی الله علیه و سلم، حدیث نمبر:3548۔ابن عساکر۔سبل الھدی، ج:2،ص: 83/82)

بدن مبارک کا اعجاز:......

اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی ہر قسم کی آلائش سے منزہ اور پاک رکھا،جسم اقدس نور کے سانچے میں ڈھلا تھا،نہ کبھی جسم مبارک پر مکھی یا مچھر بیٹھا اور نہ کبھی مقدس کپڑوں پر۔

(منتھی السئول ، ج1،ص507)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور مکھیوں کا آنا جوؤں کا پیدا ہونا گندگی اور بو کی وجہ سے ہوتا ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی آلائش سے پاک ہیں اور آپ کا جسم اقدس خوشبودار ہے۔

(شرح مواھب زرقانی ، ج:7، ص:200)

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا،آپ نور ہیں، یہ ایک بدیہی اور واقعی بات ہے کہ روشنی اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

علامہ ابن سبع کہتے ہیں: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتوں میں سے ہے،آپ نور ہیں،اس لئے جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو سایہ نظر نہ آتا۔

(سبل الهدى والرشاد،ج:2،ص:90)

چہرۂ انور کا حسن و جمال:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور حسین وجمیل، روشن وتابناک کہ آفتاب وماہتاب کی چمک دمک آپ کے چہرۂ انور کا صدقہ ہے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چاندنی رات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت حاصل کی جب کہ آپ سرخ دھاری دار جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے تھے، میں آپ کی جانب دیکھتا اور کبھی چودھویں کے چاند کی طرف، اللہ کی قسم! آپ میرے پاس چودھویں کے چاند سے زیادہ خوبصورت وحسین ہیں۔

(جامع ترمذی،ابواب الادب،باب ما جاء فی الرخصة فی لبس الحمرة للرجال،حديث نمبر: 3041۔شمائل ترمذی،باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله عليه وسلم،حديث نمبر:10)

چاند شرمائے جو دیکھے رخ زیبا کی ضیاء
یہی کہتے ہوئے اصحاب نے چہرہ دیکھا

(مؤلف)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینۂ منورہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ-جو یہود کے عظیم عالم تھے-لوگوں کے ساتھ دیدار پُرانوار کے لئے حاضر ہوئے، وہ فرماتے ہیں: جب میں نے آپ کے رخ انور کو دیکھا تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

(جامع ترمذی ،ابواب صفة القيامة،حديث نمبر: 2673۔سنن ابن ماجه،ابواب اقامة الصلاة والسنة،باب ما جاء فی قيام الليل،حديث نمبر:1395۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین کسی کو نہیں دیکھا، آپ کے رخ تاباں میں جیسے آفتاب چل رہا ہو۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب فی صفة النبی صلی الله علیه و سلم،حدیث نمبر:4009۔زجاجة المصابیح ،باب اسماء النبی صلی الله علیه و سلم و صفاته، ج:5،ص:25)

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سراپائے اقدس کو بیان کرنے کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں: آپ کے اوصاف عالیہ بیان کرنے والا یہی کہے گا آپ جیسا حسین وجمیل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد ہوگا۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب فی صفة النبی صلی الله علیه و سلم،حدیث نمبر: 3999۔شمائل ترمذی،حدیث نمبر:6)

بصارت مبارک:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ بصارت کی شان یہ ہے کہ آپ نے رب کا دیدار فرمایا اور انوار وتجلیات کے مشاہدہ کے وقت نہ پلک جھپکی اور نہ حد ادب سے آگے بڑھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

بے شک میں اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلاة،باب عظة الإمام الناس فی إتمام الصلاة ،وذکر القبلة،حدیث نمبر:418)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں ایسا ہی دیکھتے ہیں جیسا دن کی روشنی میں دیکھتے۔

(دلائل النبوۃ بیهقی ، باب ماجاء فی رؤیة النبی صلی الله علیه و سلم اصحابه ، حدیث نمبر:2327۔ خصائصکبریٰ ، باب المعجزة والخصائص فی عینیه الشریفتین،ج:1، ص:106)

سماعت شریف:......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان ، دور ونزدیک کی باتیں سماعت فرمانے کی کامل قوت عطاء فرمائی ہے، چنانچہ آپ زمین پر تشریف فرما رہ کر آسمانوں کی چر چراہٹ سن لیتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ،آسمان نے چر چرایا اس کی چر چراہٹ امر ضروری ہے، اُس میں چار انگل کی جگہ ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ ایک فرشتہ وہاں اللہ کے حضور سجدہ ریزی کرتے ہوئے اپنی جبینِ نیاز خم کیا ہوا ہے۔

(جامع ترمذی ،ابواب الزهد،باب فی قول النبی صلی الله علیه وسلم لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلا،حدیث نمبر:2482۔ سبل الهدی والرشاد ،ج:2،ص:27)

دہن شریف:......

حضرت ہند بنت ابی ہالہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک نرم اور دہن مبارک کشادہ ، دندان مبارک سفید اور اتنے منور کہ جب مسکراتے تو دندانِ مبارک سے نور دکھائی دیتا۔

(سبل الهدی والرشاد ،ج: 2،ص:30)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو دیواریں چمکنے لگتیں ،جب کلام فرماتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔

(مصنف عبد الرزاق،باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم،حدیث نمبر: 20490۔سبل الهدی والرشاد ،ج:2،ص:30)

زبان مبارک:......

''زبان مبارک''، علم وحکمت کا سرچشمہ اوروحی الٰہی کی ترجمان ہے،فصاحت و بلاغت کی یہ شان کہ بڑے بڑے فصحاءِعرب تعجب میں پڑ جاتے۔

اس مقدس زبان کی حکمرانی زمین وآسمان پر ہے، جو کچھ بیان فرماتے وہ ہوکر رہتا،اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى''

ترجمہ:(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے؛ وہ تو وحی الٰہی ہوتی ہے جوآپ کی طرف کی جاتی ہے۔

(سورۃالنجم،آیت:3/4)

لعاب دہن مبارک:......

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر کے ایک کنویں میں لعاب دہن مبارک ڈالاتو مدینہ طیبہ میں کسی کنویں کا پانی اس سے زیادہ شیریں نہیں تھا۔

(ابونُعَیُم۔سبل الهدى، ج:2،ص:31)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کالعابِ مبارک لاعلاج بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ڈسے ہوئے پیر میں لگا تو تریاق کا کام کیا۔

(مشكوة المصابيح، كتاب المناقب،باب مناقب قريش،حديث نمبر:6025)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آشوب زدہ آنکھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا تو مکمل شفاءنصیب ہوگئی۔

(صحیح بخاری،کتاب فضائل الصحابة،باب مناقب علی بن ابی طالب رضی الله عنه،حدیث نمبر:3701)

دست مبارک:......

دستِ پاک کی ہتھیلیاں پرُ گوشت اورنرم ہونے کے ساتھ ساتھ طاقتور تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے زیادہ نرم کوئی ریشم نہیں چھوا۔

(صحیح بخاری،کتاب المناقب،باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم،حدیث نمبر:3561)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے والے اپنے ہاتھ میں خوشبو پاتے۔

(معجم کبیرطبرانی،حدیث نمبر:17536۔سبل الهدی، ج:2،ص:74)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک پھیرتے ہی ان کو یوں محسوس ہوا کہ کبھی درد ہوا ہی نہ تھا۔

(صحیح بخاری ،کتاب المغازی،باب قتل ابی رافع،حدیث نمبر:4039)

دست کرم سے پیہم جود وسخاء، بخشش وعطاء کی ندیاں بہنے لگتی ہیں، جس سے تشنہ لب سیرابی وشادابی پاتے ہیں، سرفرازی وکرم نوازی کی خصوصی شان بروزِ حشر سب پرآشکار ہوگی، جیسا کہ نبیٔ رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

بزرگی وکرامت اور جنت ورحمت کی کنجیاں اس دن میرے دست کرم میں ہونگی اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(سنن دارمی،مقدمه ،باب مااعطی النبی صلی الله علیه وسلم من الفضل،حدیث نمبر: 49۔دلائل النبوة بیهقی،باب ما جاء فی تحدث رسول الله صلی الله علیه وسلم

بنعمة ربه عز وجل،حديث نمبر:2233)

اس دن آدم علیہ السلام کے ساتھ تمام مخلوق میرے جھنڈے تلے ہوگی، میں اس پر فخر نہیں کرتا، بروز قیامت میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، میری ہی شفاعت قبول کی جائیگی اور میں اس پر فخر نہیں کرتا،اور سب سے پہلے میں ہی جنت کی زنجیر ہلاؤں گا تب اللہ تعالیٰ میری خاطر جنت کھول دے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا، فقرائے مسلمین میرے ساتھ ہونگے ہیں؛ اس پر فخر نہیں کرتا،اولین وآخرین میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں میری بزرگی وعظمت ہے اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

(جامع ترمذی،ابواب تفسیرالقرآن،باب ومن سورة بنی اسرائیل،حدیث نمبر: 3441/3976۔زجاجة المصابیح،ج:5،ص:13)

سراپائے اقدس کا جامع بیان......

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے اقدس بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ دراز قد ہیں اور نہ پست قد،آپ لوگوں میں رفعت شان کے ساتھ میانہ قد ہیں (لیکن یہ آپ کے قامت زیبا کا معجزہ ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود جب آپ کسی دراز قد شخص کے ساتھ چلتے تو اس سے زیادہ دراز ہوتے) آپ کے مبارک بال نہ چھلے دار گھنگھریالے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ خم دار وآبدار ہیں،(آپ کے بال مبارک کان کی لوتک رہتے اور کبھی نصف گردن مبارک تک پہنچتے تھے اور کبھی اس سے تجاوز کرتے تو آخر گردن تک پہنچتے،اس سے زیادہ کبھی آگے نہیں بڑھے) آپ بہت موٹے نہیں اور نہ گول چہرے والے،آپ کے چہرۂ انور میں عظمت شان کے ساتھ قدرے گولائی ہے،سفید رنگ، سرخی مائل، مبارک آنکھوں کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید،مبارک پلکیں دراز،مبارک ہڈیاں پر گوشت اور مضبوط،جسم اقدس بالوں

سے صاف، ناف مبارک اور سینہ اقدس کے درمیان مبارک بالوں کی ایک باریک لکیر، مقدس ہتھیلیاں اور مبارک قدم پر گوشت، جب آپ چلتے تو قدم مبارک قوت سے اُٹھاتے گویا آپ بلندی سے پستی کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں، جب کسی طرف توجہ فرماتے تو بدن اطہر کے ساتھ مکمل توجہ فرماتے، آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں، آپ سب سے زیادہ سخاوت فرمانے والے، سب سے بڑھ کر سچ فرمانے والے، انتہائی نرم طبیعت والے اور سب سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا اس پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ کی جلالت وعظمت کو جان کر آپ سے شرف ملاقات کرتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ کی نعت وصفت بیان کرنے والے کہتے ہیں: میں نے آپ کے مثل نہ آپ سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

(شمائل ترمذی ،حدیث نمبر:6)

مشھور معجزات کی مختصر فھرست

☆آسمانی معجزات

۱) قرآن کریم

۲) بدر کامل دو ٹکڑے ہو گیا

۳) سورج پلٹ آیا

۴) سورج ٹھہر گیا

۵) معراج شریف

۶) بارش کا برسنا اور رک جانا

۷) علوم غیبیہ رکھنا اور غیبی خبریں بیان فرمانا

چند اخبار غیبیہ:

☆اسلامی فتوحات کی پیشگوئیاں

☆قیصر وکسری کا نیست ونابود ہونا

☆جنگ بدر میں مقتولین کے نام ومقام کے ساتھ نشاندہی

☆حضرت علی کرم اللہ وجہہ خیبر فتح کریں گے

☆30 سال خلافت راشدہ پھر ملوکیت وبادشاہی

☆حضرات عمر وعثمان، علی وعمار وغیرہم کی شہادت کی خبر

☆قیامت تک کے واقعات کی خبر

☆عالم جمادات کے معجزات

۸)ایک ضرب سے چٹان کا ڈھیر ہوجانا

۹)اشاروں سے بتوں کا گرجانا

۱۰)پہاڑوں کا حضورﷺ کو سلام پیش کرنا

۱۱)احد پہاڑ کا آپ کی محبت میں جھومنا

۱۲)مٹھی بھر خاک سے فتح یابی

☆عالم نباتات کے معجزات

۱۳)حکم پاکر کھجور کے خوشے کا درخت سے اترنا

۱۴)حکم کی تعمیل میں درخت کا حاضر ہونا

۱۵)لاٹھی کا روشن ہونا۔

۱۶) لکڑی کا تلوار ہو جانا

۱۷) ستون کا محبت میں رونا

☆ عالم حیوانات کے معجزات

۱۸) جانوروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا اور آپ کو سجدہ کرنا

۱۹) بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد

۲۰) خشک تھن والی بکری کا دودھ والی ہو جانا

عالم اسباب کے معجزات

☆ خوردونوش کی چیزوں میں برکت

۲۱) دست مبارک کی برکت کے سبب حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی چند روٹیوں سے کم وبیش 80 افراد کا شکم سیر ہونا

۲۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کھجور کی تھیلی سے 30 سال تک کھاتے رہے اور صدقہ وخیرات بھی کرتے رہے لیکن وہ کبھی خالی نہیں ہوئی۔

۲۳) پیالہ بھر دودھ سے 70 صحابہ کا شکم سیر ہونا

۲۴) مبارک انگلیوں سے نہریں جاری ہونا

☆ بیماریوں سے شفا

۲۵) لعاب دہن کی برکت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوب چشم سے شفاء ملنا

۲۶) نابینا کا بینا ہونا

۲۷)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ کا قوی ہو جانا

۲۸)مُردوں کو زندہ کرنا

﴿متعلقین بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم﴾

☆مقدس باندیاں:

ان کی تعداد چار ہے۔

۱)حضرت ماریہ قبطیہ: رضی اللہ عنہا:

ان کو مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقش قبطی نے بارگاہ رسالت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ یہ حضور علیہ السلام کی ام ولد ہیں، انہی کے بطن مبارک سے حضور علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ سن ۱۵ یا ۱۶ میں حضرت ماریہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

۲)حضرت ریحانہ: رضی اللہ عنہا

آپ یہود کے خاندان بنو قریظہ سے تھیں، گرفتار ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر آپ علیہ السلام بے حد خوش ہوئے۔ سن ۱۰ ھ میں وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

۳)حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

یہ پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی مملوکہ باندی تھیں۔ انھوں نے ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ پیش فرمایا۔

۴) چوتھی باندی محترمہ رضی اللہ عنہا

کسی جہاد میں گرفتار ہو کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں آئیں۔اصحاب سیر نے عام طور پر لکھا ہے کہ آپ کا نام معلوم نہیں۔

☆چچائوں کے نام

حضور نبی رحمت ﷺ کے چچاؤں کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے۔صاحب مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی نے ۱۲ کا عدد بیان فرمایا ہے۔

۱) حارث ۲) حضرت ابو طالب ۳) زبیر ۴) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۶) ابولہب ۷) غیداق ۸) مقوم ۹) ضرار ۱۰) قثم ۱۱) عبد الکعبہ ۱۲) جحل

☆پھوپھیاں

انکی تعداد چھ ہے۔

۱) عاتکہ ۲) امیمہ ۳) ام حکیم ۴) برہ ۵) صفیہ رضی اللہ عنہا ۶) اروی

حضرت صفیہ کے ایمان لانے پر مورخین کا اتفاق ہے۔آپ کے علاوہ اروی، عاتکہ اور امیمہ کے ایمان لانے میں اختلاف ہے۔

☆مشہور خصوصی خدمت گزار

۱) حضرت انس بن مالک ۲) حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی

۳) حضرت ایمن بن ام ایمن ۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود

۵) حضرت اسلع بن شریک ۶) حضرت ابوذر غفاری

۷) حضرت مہاجر مولی ام سلمہ ۸) حضرت عقبہ بن عامر

۹) حضرت حنین مولی عباس ۱۰) حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی

۱۱) حضرت ابوالحمراء ۱۲) حضرت ابوالسمع ایاد رضی اللہ عنہم

☆ خصوصی پہرہ دار وپاسبان

۱) حضرت ابوبکر صدیق ۲) حضرت سعد بن معاذ انصاری

۳) حضرت محمد بن مسلمہ ۴) حضرت ذکوان بن عبد قیس

۵) حضرت زبیر بن العوام ۶) حضرت سعد بن ابی وقاص

۷) حضرت عباد بن بشر ۸) حضرت ابوایوب انصاری

۹) حضرت بلال ۱۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اجمعین

☆ کاتبین وحی

۱) حضرت ابوبکر صدیق ۲) حضرت عمر فاروق ۳) حضرت عثمان غنی

۴) حضرت علی مرتضی ۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ ۶) حضرت سعد بن ابی وقاص

۷) حضرت زبیر بن عوام ۸) حضرت عامر بن فہیرہ ۹) حضرت ثابت بن قیس

۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع ۱۱) حضرت زید بن ثابت ۱۲) حضرت ابی بن کعب

۱۳) حضرت امیر معاویہ ۱۴) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم اجمعین

☆ شعراء بارگاہ نبوت

۱) حضرت کعب بن مالک انصاری سلمی ۲) حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاری خزرجی

۳) حضرت حسان بن ثابت انصاری خزرجی ۴) حضرت عباس بن عبدالمطلب

۵) حضرت علی بن ابی طالب وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین

☆خصوصی موذنین

۱)حضرت بلال بن ابی رباح ۲)حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (یہ دونوں حضرات مسجد نبوی شریف میں اذان دیتے تھے)

۳)حضرت سعد بن عائذ: (مسجد قبا میں اذان دیتے تھے)

۴)حضرت ابومحذورہ: (یہ مسجد حرام میں اذان دیتے تھے)

سوالات

1۔جسم اطہر کی معجزانہ شان اور اس کے خصائص بیان کیجئے؟

2۔چہرۂ انور کے حسن و جمال پر احادیث کی روشنی میں ایک جامع نوٹ لکھئے؟

3۔بصارت و سماعت کی عظمتِ شان اور خصائص پر روشنی ڈالئے؟

4۔شمائل مبارکہ کے تحت آنے والے جملہ عنوانات کا خلاصہ قلمبند کیجئے۔

5۔محشر میں شانِ محبوبی کا ظہور کس طرح ہوگا؟ تحریر کیجئے۔

6۔کم از کم ۱۰ معجزات کو باختصار تحریر فرمائیے۔

7۔متعلقین رسالت مآب ﷺ سے متعلق اپنی معلومات سپرد قلم کیجئے۔

سبق نمبر 28

مستشرقین کے اعتراضات اوران کے جوابات

مستشرق کی تعریف:......

مستشرق کی ایک تعریف یہ ہے کہ مستشرق وہ شخص ہے جو مشرقی زبان، مشرقی علوم اور مشرقی تہذیب کی تعلیم حاصل کیا ہو۔

دوسری تعریف کے مطابق مستشرق سے مراد وہ مغربی شخص ہے جو اسلامی مشرقی تہذیب وتمدن، زبان وادب، مذہب وعقیدہ اور اصول وقوانین میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ (المستشر قون والسنۃ، الفصل الاول، للدکتور سعد المرصفی)

مستشرق اپنے مقصد کے حصول کی خاطر کہیں نازک مسائل کو تحریر کا موضوع بنا کر دین اسلام کی کمزوریاں نکالنے کی کوشش کرتا ہے کہیں ایسے مسائل پر یک لخت تنقید کرتا ہے جسے پس منظر اور تفصیل کے بغیر سمجھا یا نہیں جا سکتا، بدلتے حالات کی وجہ سے ان مستشرقین کی اغراض بدلتی ہیں، طور طریقے بدلتے ہیں لیکن اسلام کے خلاف زہر اگلنا اُن کا بنیادی مقصد اور اولین غرض ہوتی ہے۔

یہود ونصاریٰ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف افکار ونظریات روز اول سے ہی رکھتے ہیں اور تحریک استشراق صدیوں سے اپنے مشن میں مصروف ہے لیکن ان کا باضابطہ کام آٹھویں صدی عیسوی میں شروع ہوا، گو کہ اس طبقہ کو ''مستشرق'' اور اس کام کو ''استشراق'' کا نام بہت بعد میں دیا گیا، حقیقت کا انکار کرنے کے لئے

مستشرقین جھوٹ، فریب، دروغ گوئی کا نہ صرف سہارا لیتے ہیں بلکہ بڑی خوبی کے ساتھ جھوٹی روایتیں گھڑتے ہیں، جسارت کے ساتھ جھوٹ لکھ کر اسے تاریخ کا حصہ بنانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں، عیسائیوں اور یہودیوں نے مستشرقین کے لباس میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو کچھ لکھا، اعتراضات کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کو کم کرنے کی کوشش کی، اُنہیں یقین ہے کہ اس سے حبیب رب العالمین کی عظمتوں میں کمی آنے والی نہیں اور نہ آپ کی رفعتوں میں نقص آنے والا ہے، اُنہیں اُکسانے والا ابلیس بھی جانتا ہے کہ یہ عظمت کا پھریرا ہر لمحہ بلند سے بلندتر ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

ابلیس اور ابلیس کے وساوس وخطرات کو رو بہ عمل لانے والے مستشرقین محض اس لئے زور قلم دکھاتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں عظمت نبوی کو کم کریں اہل اسلام کے ایمان کو کمزور کریں تا کہ جس طرح حسد اور ہٹ دھرمی کی آگ میں جل کر وہ اسلام سے محروم ہیں اسی طرح وابستگان اسلام بھی شکوک وشبہات کے دلدل میں پھنس کر دولت ایمان سے محروم ہو جائیں اس لئے سیرت طیبہ کے مطالعہ کے ساتھ مسلمانوں کو مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے جوابات جاننا نہایت ضروری ہے، لہذا چند اہم امور کے خلاف اعتراضات مع جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک پر اعتراض اور اس کا جواب:......

مستشرقین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَا أُنۡذِرَ آبَاؤُهُمۡ فَهُمۡ غَافِلُونَ. ترجمہ: تا کہ آپ اس قوم کو

ڈرائیں جن کے باپ دادا کو (بڑے عرصے سے) نہیں ڈرایا گیا تو وہ غافل ہیں۔

(سورہ یٰس:6)

مستشرقین کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربوں میں بھیجے گئے ہیں، اگر عرب قوم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل سے ہیں تو یہ آیت غلط ثابت ہوگی جس میں کہا گیا کہ اس قوم کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا اور اس قوم میں کوئی نبی نہیں آئے، اس کے علاوہ اُن کا یہ کہنا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام حجاز میں نہیں رہا کرتے تھے، تو پھر اُن کے صاحبزادے کی اولاد حجاز میں کیسے ہوسکتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام بابل میں مبعوث ہوئے وہاں آپ نے نبوت کے فرائض انجام دئے جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تو آپ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو وہاں آباد ہوئی اُسے ''عرب مستعربہ کہتے ہیں، یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام عربوں کی جانب مبعوث ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب قوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے اوپر ذکر کی گئی آیت کریمہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی اس قوم کو ڈرانے کے لئے آئے ہی نہیں جیسا کہ اعتراض میں ذکر کیا گیا، صحیح مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے طویل مدت قبل کوئی نبی نہیں بھیجے گئے، عرصۂ دراز سے اس قوم کی ہدایت کے لئے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

علاوہ ازیں ایک سے زائد مستشرقین اور معتبر مغربی مورخین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی اسماعیل سے ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ سب سے بڑی دلیل حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: **ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ و اصطفی من قریش بنی ھاشم و اصطفا نی من بنی ھاشم**. ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب فرمایا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنی ہاشم کو نوازا اور بنی ہاشم سے میرا انتخاب فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ، حدیث نمبر: 6077)

خاندانی شرافت پر اعتراض اور اس کا جواب:......

مستشرقین نے اعتراض کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدائش کے بعد دودھ پلانے والی عورت کے حوالہ کر دیا گیا جو معاشرے میں قابل تنقید امر ہے، یہ عربوں کے پاس کوئی بہتر عمل نہ تھا، یہ ایک قسم کی غربت ومجبوری کی علامت تھی جس کی وجہ سے ایسا کیا جاتا تھا اور سوسائٹی میں اس عمل کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ مکہ مکرمہ کے مالدار گھرانوں میں یہ رواج تھا کہ دودھ پلانے کے لئے بچوں کو مُرضِعَہ خواتین کے حوالہ کیا جاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدگرامی کے وصال کے باوجود آپ کے دادا مکہ کے سردار حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا پارۂ جگر سمجھا، نہایت شفقت کے ساتھ آپ کی پرورش کا اہتمام فرمایا، دادا حضرت نے اپنے عزیز ولاڈلے پوتے کی پرورش کا وہی طریقہ اختیار فرمایا جو مکہ مکرمہ کے معزز گھرانوں اور باعظمت قبائل کا تھا کہ بچہ کو مکہ مکرمہ کے اردگرد سے آئی ہوئی دودھ پلانے والی خواتین کے سپرد کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی بچہ کو مزدوری کے بدلہ دودھ پلانے والی عورت کے حوالہ کرنا غربت ومجبوری کی علامت نہیں ہوسکتی، غربت میں ماں خود دودھ پلاکر بچت کرنے کو ترجیح دے گی، یہاں تو پارۂ جگر کی پرورش کے لئے وہ سردارانہ ناز وانداز اختیار

کرنا' مقصود تھا جو اُس سوسائٹی میں رائج تھے۔

سماجی مقام پر اعتراض اور اس کا جواب:......

مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سماج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اچھا مقام نہیں تھا، معاشرے کے معزز لوگوں میں آپ کا شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کے موقع پر حجر اسود رکھنے کے لئے جب تنازعہ پیدا ہوا اور خونریزی کا قوی اندیشہ تھا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تمام قبائل کے سرداروں نے بالاتفاق تسلیم کیا معاشرے میں آپ کو صادق وامین کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سماجی مقام اس قدر بلند تھا کہ اعلان نبوت کے بعد ہزار مخالفتوں کے باوجود مخالفین آپ کے پاس امانتیں رکھا کرتے تھے، اُس معاشرہ کے معززین اور قبائل کے سرداروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سسرالی رشتہ قائم کرنے کو اپنے لئے اعزاز سمجھا، ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی کے نکاح پر کوئی اعتراض نہ کیا، سماجی مقام رکھنے والے ابولہب نے اپنے دولڑکوں کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے کروایا، (یہ ابتدائی دور کا واقعہ ہے، سورۂ لہب کے نزول کے بعد جدائی عمل میں آئی) حضرت خدیجہ مکہ مکرمہ کے بلند مقام سرداروں کے پیام کو ٹھکرا چکی تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیام بھیجا او رآپ کی زوجیت میں آنے کی خواہش ظاہر کیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سماجی مقام ومرتبہ پر واضح دلالت کرنے والے ان حقائق کے باوجود مستشرقین کا اعتراض کرنا' دروغ گوئی کو بتاتا ہے اوران کے قلبی مرض پر دلالت کرتا ہے۔

حاکمانہ اختیارات پراعتراض اوراس کا جواب:......

مستشرقین نے دریدہ ذہنی کی مثال قائم کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی مدنی دور میں محض مہاجرین کے سردار تھے، مدینہ طیبہ کے قبائل کے کئی سردار آپ سے زیادہ بااثر تھے، فیصلہ کے وقت آپ کو مشورہ کرنا پڑتا تھا کیونکہ دوسرے سرداروں نے اکثر اختیارات اپنے پاس ہی رکھے تھے اورانھوں نے آپ کے اختیارات کو محدود کر رکھا تھا۔نعوذ باللہ من ذلک۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مستشرقین کے ان خیالات کی کوئی بنیاد نہیں، یہ محض ان کے پروپیگنڈوں کا ایک حصہ ہے،حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہجرت کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات قائم فرما کر ایک ایک مہاجر صحابی کو کسی نہ کسی انصاری صحابی کا بھائی قرار دیا تو انصاری صحابہ نے نہ صرف بلاچوں وچرااس بھائی بندی کو تسلیم کیا بلکہ ایثار وقربانی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، مال ودولت، مکان وجائیداد کو آدھا آدھا تقسیم کرنے کے لئے تیار ہوگئے، حد یہ کہ انصاری صحابی نے اپنے مہاجر بھائی سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں جس کے بارے میں تم کہو میں اُسے طلاق دینے کے لئے تیار ہوں پھر تم عدت گزرنے کے بعد اُس سے نکاح کر سکتے ہو۔

جہاں تک مشورہ لینے کی بات ہے تو وہ ایک تو تعلیم امت کے لئے تھا، دوسرے یہ کہ جاں نثاروں کے احساسات کا لحاظ کرنا مقصود تھا جو شانِ رحمت کے شایاں اور خلق عظیم کے لئے نہایت موزوں تھا، مشورہ لینا اختیارات کی کمی کی دلیل نہیں بلکہ حکمت ودانشمندی کی علامت ہے، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات کا حاصل ہونا کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

مدینہ طیبہ کے انصاری سرداروں نے اپنے تمام ہی اختیارات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردئے تھے، ابتدائی مدنی دور کی ہی بات ہے کہ جب معرکۂ بدر سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا مقابلہ کرنے سے متعلق مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر و دیگر مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی رائے پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سہ بارہ مشورہ لیا، آپ انصار کی رائے لینا چاہتے تھے کیونکہ بیعتِ عقبہ کے وقت انصار کے ساتھ صرف یہ طے پایا تھا کہ وہ مدینہ طیبہ میں رہ کر مقابلہ کریں گے، مشورہ کے اس موقع پر انصاری قبائل کے سرداران' حضرت مقداد بن اسود اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے جو باتیں کہی ہیں' اُنہیں سنہری حروف میں لکھنے کو جی چاہتا ہے، ایک زبردست قبیلہ کے بااثر سردار کی حیثیت سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے کہے گئے کلمات ملاحظہ ہوں، عرض کیا:

یا رسول الله قد آمنا بک وصدقناک، وشهدنا أن ما جئت به هو الحق، وأعطيناک على ذلک عهودنا ومواثيقنا، على السمع والطاعة، فامض لما أردت، ولعلک يا رسول الله تخشى أن تكون الانصار ترى عليها ألا ينصروک إلا في ديارهم، وإني أقول عن الانصار وأجيب عنهم، فاظعن حيث شئت، وصل حبل من شئت، واقطع حبل من شئت، وخذ من أموالنا ما شئت، وأعطنا ما شئت، وما أخذت منا كان أحب إلينا مما تركت، وما أمرت فيه من أمر فأمرنا تبع لامرک، فوالله لئن سرت حتى تبلغ البرک من غمدان -وفي رواية :برک الغماد من ذي يمن -لنسيرن معک، والله لو استعرضت بنا هذا البحر لخضناه معک، ما تخلف منا رجل واحد، وما نكره أن نلقى عدونا

غدا، إنا لصبر في الحرب، صدق في اللقاء ، لعل الله يريک منا ما تقربه عينک، ولعلک خرجت لامر فأحدث الله غيره، فسر بنا على بركة الله، فنحن عن يمينک وشمالک، وبين يديک وخلفک، ولا نكونن كالذين قالوا لموسى :(فاذهب أنت وربک فقاتلا إنا ههنا قاعدون) ولكن اذهب أنت وربک فقاتلا إنا معكما متبعون.

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حقیقت یہ ہے کہ ہم آپ کی ذات پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ جو پیغام لے آئے ہیں وہی حق ہے اس بات پر ہم نے آپ کو ہمارے عہد و پیمان دئے ہیں ، ہم سراپا اطاعت گزار وفرمانبردار ہیں، لہذا آپ وہی کیجئے جو آپ چاہتے ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شاید آپ نے ہم انصار کی کہی ہوئی بات کا لحاظ کرتے ہوئے فرمایا ہو کہ انصار اپنے علاقہ کے علاوہ مقابلہ نہیں کریں گے، حقیقت یہ ہے کہ میں انصار کی جانب سے عرض کرتا ہوں اور ان کی طرف سے بیان کرتا ہوں : آپ جہاں چاہیں کوچ کریں آپ جس سے چاہیں تعلق رکھیں اور جس سے چاہیں تعلق توڑ دیں، ہمارے مال ودولت سے جو چاہیں لے لیں اور ہمیں جو چاہیں عطا فرمائیں ،آپ ہم سے جو مال لے لیں گے وہ ہمارے پاس زیادہ پسندیدہ ہے اُس مال سے جو آپ نے چھوڑ دیا، اس میں آپ جو حکم فرمائیں ہمارا معاملہ آپ کے حکم کے تابع ہے، اللہ کی قسم! اگر آپ برک الغماد تک بھی چلیں تو ضرور ہم آپ کے ساتھ چلیں گے، قسم بخدا! اگر آپ ہمیں اُس سمندر میں داخل ہونے کا حکم فرمائیں تو ضرور ہم اُس میں داخل ہو جائیں گے، ہم میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں ہٹے گا اور ہم کل اپنے دشمن سے مقابلہ کرنے کو ناپسند نہیں کریں گے، اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ہم

جنگ کے موقع پر صبر کرنے والے ہیں، مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری وہ کارکردگی دکھائے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، ہوسکتا ہے کہ آپ کسی مہم کے لئے نکلے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی دوسرا حکم دے دیا ہو تو آپ ہمیں اپنے ساتھ لے چلیں پھر ہم آپ کی خدمت میں آپ کے دائیں اور بائیں رہیں گے، ہم آپ کے سامنے اور پیچھے رہیں گے، ہم اُن لوگوں کی طرح ہرگز نہیں بنیں گے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: آپ اور آپ کا رب جائے اور لڑے ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے، بلکہ ہم کہیں گے: آپ کی اور آپ کے رب کی معیت وعنایت ہو اور ہم یقیناً فرمانبرداری کریں گے۔

(سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب المغازی التی غزا فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسه الکریمة الباب السابع فی بیان غزوۃ بدر الکبری)

مستشرقین نے انصاری سرداروں کی جانب سے اختیارات روکنے کی جھوٹی بات کہی لیکن انصار کے سرداروں کا جذبہ نہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے کلی طور پر اختیارات سپرد کئے بلکہ جان و مال کی بھی پیشکش کی کہ اشارہ ہو تو قربان کردئے جائیں۔

یہ تو اُن حضرات کے کلمات ہیں جو شمع رسالت کے پروانے ہیں، کفار مکہ میں سے ایک جہاں دیدہ شخص نے، صحابہ کرام بالخصوص انصاری سرداروں کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام واحترام اور آپ کے تئیں جاں نثاری کے جذبہ سے متعلق جو الفاظ بیان کئے ہیں مستشرقین کے جواب میں ذکر کرنا نہایت موزوں ہے قریش کے نمائندے عروہ بن مسعود اپنا تاثر دیتے ہوئے سردارانِ قریش سے ازراہ خیرخواہی کہتے ہیں:

لوگو! خدا کی قسم! میں نے بادشاہوں کا دربار دیکھا، قیصر وکسریٰ کی آن بان

دیکھی، نجاشی بادشاہ کا رعب ودبدبہ دیکھا؛مگرخدا کی قسم ! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اُن کی تعظیم اورادب کرتے ہیں۔

خدا کی قسم !محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)جب ناک صاف کرتے ہیں تو آب بینی مبارک اُن کے صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے، وہ اپنے چہرہ اورجسم پر ملتے اور برکت حاصل کرتے ہیں، اگر وہ کوئی حکم فرماتے ہیں تو وہ حضرات حکم کی تعمیل میں سبقت کرتے ہیں، جب وہ وضوکرتے ہیں توان کے اصحاب ان کے وضوکا استعمال کیا ہواپانی حاصل کرنے کے لئے اس طرح مچلتے ہیں گویالڑائی کی نوبت آجائے گی، جب وہ گفتگوفرماتے ہیں تو تمام اصحاب اپنی آوازوں کو پست کرلیتے ہیں، اُن کے دلوں میں آپ کی ایسی عظمت وہیبت ،عزت وتقدس ہے کہ کوئی شخص ان کی جانب آنکھ بھرکرنہیں دیکھتا،آپ نے صلح کی جوتجویز رکھی ہے اسکوقبول کرلو۔

(صحیح بخاری ،کتاب الشروط،باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب و کتابة الشروط ، حدیث نمبر: 2731،مسند امام احمد ،حدیث المسور بن مخرمة،حدیث نمبر: 19442)

مسلمانوں کے خلاف زہرافشانی کرنے والوں کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے متعلق مستشرقین کے نظریات اُس زمانہ کے کفار کے خیالات سے زیادہ خطرناک اورمشرکین مکہ کے خیالات سے زیادہ نقصاندہ ہیں۔

اخلاق عظیمہ پراعتراض اوراس کا جواب:......

مستشرقین بڑے ہی شاطرانہ انداز میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم پراعتراض کرتے ہیں ،کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جس طرح

دوسری خوبیاں اعلی معیار کے ساتھ موجود تھیں اس طرح اخلاقی معیار نہ تھا، نعوذ باللہ، مسلمان اُن کو بہت ہی بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور ان کی شخصیت کو اتنے زیادہ اعلی اخلاقی معیار پر پرکھیں گے تو ظاہر ہے کہ کمی نظر آئے گی۔

لیکن حقیقت اسکے برعکس ہے، اس بات کا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ جس شخص کے ساتھ رہنے والے اُسے بداخلاق کہتے ہیں وہ بداخلاق ہوتا ہے اور جس کے شخص سے ملنے جلنے والے اُسے خوش اخلاق کہتے ہیں وہ خوش اخلاق ہوتا ہے۔

اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں ساتھ والوں کا بیان سنتے ہیں، ہم زمانہ افراد اور ہم عصر حضرات کی زبانی معلوم کرتے ہیں تو رنگ ونسل، دین ومذہب، قوم وعلاقہ کے فرق کے بغیر سارے ہی لوگ یک زبان ہوکر کہتے ہیں کہ آپ کے اخلاق نہایت بلند، بڑے بہترین اور تصور سے زیادہ خوب تھے، ان سب ہم زمانہ، ہم پیشہ، ہم سفر، اور ہم وطن لوگوں کا بیان اخلاقی معیار کی رفعت وبلندی کی گواہی دے رہا ہے، دیکھنے والے سب حضرات بے مثال بلند کرداری کی تعریف وستائش کرتے ہیں۔

اب اخلاقی معیار پر اعتراض کرنے والے ان مستشرقین کی بات کا کیا اعتبار ہوگا جن کو نہ زمانہ سے تعلق ہے اور نہ مقام سے، ان کی یہ معترضانہ باتیں دیوانہ کی بڑ سے زیادہ نہیں ہوسکتیں۔

مستشرقین کا کہنا کہ ''مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معیار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا'' یہ کذب وافتراء ہے اور مستشرقین کا سفید جھوٹ ہے، جس قوم وعلاقہ کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار سے متعلق خبر دی ہے، جنہوں نے آپ کے ساتھ میل جول رکھ کر آپ کے حسنِ اخلاق وبلندئ کردار کو دیکھنے کی

سعادتیں حاصل کیں وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے اس قابل ہی کہاں تھے کہ بڑھا چڑھا کر پیش کرسکیں، اُن کے پاس حسنِ اخلاق نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں، وہ تو خوش خلقی کے معنیٰ سے اس طرح ناآشنا تھے جس طرح مادرزاد نابینا سورج کی روشنی سے ناواقف ہوتا ہے، وہ تو نومولودلڑکیوں کو ماں کی گود سے چھین کر زندہ درگور کرتے تھے، چھوٹی سی بات پر تلوار اُٹھانا اور خون کی ندیاں بہانا اُن کا معمول تھا، نبوی معاشرت نے اُن کی دنیا میں انقلاب بپا کیا، سابقہ زندگی کے یکسر خلاف اُن کو صاحبِ خلق عظیم نے حسنِ اخلاق کے نمونے، خوش گفتاری کے انداز اور نرم خوئی کے طریقے مرحمت فرمائے، تعصب وفرقہ واریت کے جذبات سے متاثر قوم کوانسانیت کی بنیاد پر مساوات وبرابری کا درس دیا۔

تعدداز دواج سے متعلق اعتراضات کے جوابات صفحہ 70 تا 72 پرگزرچکے ہیں۔

مستشرقین کی متضاد تحریریں:......

اسلام دین حق ہے جو فطرت کے مطابق ہے، عقل کے موافق ہے، اور پیغمبر آخرالزماں' سردارکون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارونق تابشیں، آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ومنور ہیں اس دین حق اور رسول برحق صلی اللہ علیہ سلم کے خلاف لکھنا مستشرقین کے لئے نہایت پریشان کن رہا، جھوٹ' فریب' دروغ گوئی اورافتراء پردازی کے سوا اُن کے پاس کوئی چارہ نہ تھا، دھوکہ وفریب کی سیاہی سے اُن کے قلم چلے، اسکے لئے اُنہوں نے نہایت ہی زورِتحریر سے کام لیا، اپنی تمام ذہنی وفکری صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے، بڑی عیاری ومکاری سے دین حق اور رسول برحق کے خلاف لکھتے رہے، اللہ تعالیٰ نے حق کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ بلند ہی رہتا ہے اور باطل کوایسی ذلت دی کہ اسے آخرکار رسوائی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

ہوا یہی، نہایت زیر کی اور چابکدستی سے منصوبہ بندی کے ساتھ اسلام کے خلاف اعتراضات کئے گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باعظمت شخصیت پر الزامات لگائے گئے، لیکن جس طبقۂ مستشرقین نے ایک الزام لگایا، اُسی طبقہ کے افراد نے اُس الزام کو نادرست قرار دیا، کسی نے ایک خامی کا دعویٰ کیا، دوسرے نے اُسے مسترد کردیا، یہ باطل کی پہچان اور جھوٹ کی نشانی ہے، مستشرقین آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر آج تک ایک اعتراض پر قائم نہ رہے، کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خوبی کا انکار کیا تو کسی دوسرے نے اس کا اعتراف واقرار کیا، اس کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں، اعتراضات قائم کرنے اور الزامات تھوپنے کے لئے مستشرقین کا یہ اپنا انداز خود انکے خلاف شہادت دیتا ہے، متضاد تحریروں کا یہ اسلوب اُن کے دجل وفریب کو دنیا کے سامنے آشکار کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ حق وصداقت کے دشمن ہیں، حق گوئی سے دور اور دروغ گوئی کے دلدادہ ہیں۔

مستشرقین کے اعترافات:......

کسی شخصیت کی عظمت کی علامت یہ ہے کہ دشمن بھی اُس کی تعریف کرے اور ستائشی کلمات کہنے پر مجبور ہوجائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات میں عظمت وبزرگی کی یہ نشانی پوری آب وتاب کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

مستشرقین کی زندگی کا مقصد عظمت رسالت کو کم کرنا رہا، اس کے لئے انہوں اپنی زندگیوں کو تباہ وبرباد کرڈالا، اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ مستشرقین کے قلم تعریفی کلمات لکھنے پر مجبور وبے بس نظر آتے ہیں، مستشرقین میں کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت وبہادری کی ستائش کی تو کسی نے آپ کے سماجی مقام ومرتبہ اور

معاشرتی اثر ورسوخ کوتسلیم کیا، کسی نے آپ کے خوش خواور بلند کردار ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی تو کسی نے آپ کے اصلاحات کا اعتراف کیا۔

مغربی دنیا نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تمام مادی وسائل کا بھرپور استعمال کیا، ریڈیو ٹی وی سے لے کر انٹرنٹ تک ابلاغ وترسیل کے ذرائع کو اسلام کے خلاف سرد جنگ میں جھونک ڈالا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اپنے ہم مذہبوں کو مشرف بہ اسلام ہونے سے روکنے کی بڑی کوششیں کی۔

یہ بات نہایت تعجب خیز اور حیرت میں ڈالنے والی ہیکہ اس کے باوجود دین اسلام مغرب میں تیزی سے پھیل رہا ہے، تعلیم یافتہ طبقوں میں بھی اس کی مقبولیت بہت زیادہ ہے، مخالفین اسلام بشمول مستشرقین نے بہت پہلے اسلام کے خلاف کتابوں کی اشاعت، فلموں کی نمائش اور بے سروپا کہانیوں کے ذریعہ جس قدر وسائل کے ساتھ اپنی کارستانیوں کو انجام دیا اُس قدر وسائل اگر مسلمانوں کو میسر آتے تو آج سے کئی دہائی پہلے عالمی منظر نامہ کچھ اور ہی ہوتا۔

لیکن اتنا کہہ کر ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے بلکہ ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق وسائل وذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہوئے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق مستشرقین کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا ازالہ کریں اور انکے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیں۔

ونیز سیرت طیبہ کی شفافیت وطہارت، عظمت ورفعت کے بیانات کی اشاعت وترسیل کرتے ہوئے نسبت غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی ثبوت پیش کریں۔اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ سب کو خیر کی توفیق نصیب فرمائے، سیرت طیبہ کے

سلسلہ کی اس مختصر سی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور لغزشوں اور خطاؤں کو درگزر فرمائے۔آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ والہ وصحبہ اجمعین۔

سوالات

1۔مستشرقین کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟اور انکا مقصد وطریقہ کار کیا ہے؟

2۔مستشرقین کی طرف سے حضور پاک ﷺ کے نسب مبارک اور اخلاق عالیہ پر کئے گئے اعتراض کا مدلل جواب تحریر کیجئے۔

3۔سرور کونین ﷺ کے خاندانی شرف وسماجی مقام سے متعلق مستشرقین کے رکیک حملوں کا سنجیدہ ومدلل جواب سپرد قلم کیجئے۔

4۔حضور نبی رحمت ﷺ کے حاکمانہ اختیارات اور مستشرقین'اس موضوع پر جامع نوٹ لکھئے۔

5۔'مستشرقین کی متضاد تحریریں اور اعترافات' کالب لباب اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

سبق نمبر:29

معمولات شریفہ

لباس مبارک:......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھردرے کپڑے کی چادر اقدس، قمیص مبارک اور تہبند شریف اکثر اوقات زیب تن فرماتے، پاجامہ کو آپ نے پسند فرمایا، پاجامہ زیب تن فرمانے کے سلسلہ میں روایت کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار گیا تو آپ نے کپڑا فروش تاجر کے پاس بیٹھ کر چار درہم کے بدلہ کچھ پاجامے خریدے......، راوی حدیث کہتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُسے اُٹھانے کے لئے بڑھا تو فرمایا: کسی بھی چیز کے مالک کے لئے سزاوار ہے کہ وہ اپنی چیز کو اُٹھائے مگر یہ کہ وہ کمزور ہو، اُسے اُٹھانے سے قاصر ہو تب اُس کا مسلمان بھائی اُس کی مدد کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پاجامے زیب تن فرماتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، رات و دن، سفر و حضر میں، کیونکہ مجھے ستر پوشی کا حکم فرمایا گیا اور میں نے اس سے زیادہ ستر ڈھانکنے والا کوئی لباس نہیں دیکھا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: 1125۔ شعب الایمان للبیھقی، الاربعون من شعب الایمان وھو باب فی الملابس والزی، حدیث نمبر: 5976)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید اور سبز لباس پسند فرماتے، جمعہ اور عیدین کے موقع پر دھاری دار سرخ چادروں کا اہتمام فرماتے، نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے روز پہنتے۔

(شرح السنة للبغوی ، کتاب اللباس ، باب مایقول اذا لبس جدیدا)

عمامہ شریف:......

آپ نے زرد لباس بھی زیب تن فرمایا، سیاہ عمامہ شریف کثرت سے پہنا کرتے نیز سبز عمامہ اور زرد عمامہ بھی استعمال فرمایا ہے، عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی مبارک پہنتے، عمامہ شریف کا شملہ اکثر دونوں مبارک شانوں کے درمیان اور کبھی دوش مبارک پر یا سامنے کی جانب رہتا۔ (سبل الهدی والرشاد ،جماع ابواب سیرته فی لباس ، الباب الثانی فی سیرته فی العمامة)

آپ تہبند مبارک ٹخنوں سے اوپر پہنتے کبھی سیاہ کملی شریف اوڑھا کرتے، عمومًا کشادہ آستین والا جبہ شریف وقمیص مبارک پہنتے کبھی تنگ آستین والا رومی جبہ مبارک بھی زیب تن فرمایا ہے۔

(جامع ترمذی ،ابواب اللباس ، باب ماجاء فی القمص ، حدیث نمبر: 1875)

آپ نعلین اور موزے استعمال فرمائے ہیں، آپ کے لباس مبارک میں سادگی ہوتی، آپ نے چمک دمک، گہرا سرخ، گہرا زرد اور سخت زعفرانی لباس سے منع فرمایا۔

مبارک غذا:......

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں؛ اس کے باوجود دنیا سے بے رغبتی کی یہ شان ہے کہ آپ نے پُرتکلف غذائیں تناول نہ فرمائیں، غذا میں جو چیزیں پسند فرماتے وہ یہ ہیں:

حلوا ،شہد، سرکہ، زیتون کا تیل ، کدّو،ٹھنڈا پانی، بکری، بھیڑ، دنبہ، اونٹ،مرغ،بٹیر،خرگوش اورمچھلی کا گوشت۔

(جامع ترمذی ، ابواب الاطعامة)

دست کا گوشت پسندفرماتے کیونکہ وہ جلد گل جاتا ہے، ہڈی سے لگے گوشت کو لذیذترین قراردیا،''حیس''جوعربی ڈش ہے،مرغوب تھی، یہ پنیراورگھی میں کھجور ڈال کر پکاتے ہیں،ان کے علاوہ کھجور،انجیر،انگور،کشمش،تربوزاورککڑی تناول فرمائے۔

(جامع ترمذی ،ابوب الاطعمة)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام غذاؤں سے متعلق قدیم طب اور جدید میڈیکل سائنس اس بات کے معترف ہیں کہ یہ غذائیں انسان کے لئے نہایت مفید، مقوی اورغذائیت کا سرچشمہ ہیں۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غذاوں میں سے ہرایک قسم کئی بیماریوں کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

آپ داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور اُنہیں چاٹ لیا کرتے۔

(شمائل ترمذی ،باب ماجاء فی صفة رسول الله صلی الله علیه و سلم ، حدیث نمبر: 142)

آپ نے گوشت چھری سے کاٹ کربھی تناول فرمایا ہے۔کچی پیاز،لہسن اور مولی ناپسندفرمائی،کبھی کھانے کوعیب نہیں لگایا،رغبت ہوتو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

(جامع ترمذی ،ابواب الاطعمة، باب ماجاء عن النبی صلی الله علیه و سلم من الرخصة فی قطع

اللحم بالسکین ، حدیث نمبر: 1952، صحیح بخاری ، کتاب المناقب ، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم ، حدیث نمبر:3563)

شہنشاہِ کون ومکاں ہونے کے باوجود کبھی شکم سیر ہوکر تناول نہ فرمایا، تین تین دن فاقہ ہوا کرتا، کچھ تناول نہ فرماتے، کئی مہینے کھجور اور پانی پر اکتفاء کرکے گزارا فرمایا۔

مبارک گفتگو:......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گفتگو نہایت شیریں، دل کو موہ لینے والی اور اثر کرنے والی ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے: **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى** .اور آپ خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے وہ تو وحی خداوندی ہے جو آپ کی جانب کی جاتی ہے۔

(سورة النجم : 4'3)

گفتگو کا ایک ایک جملہ فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہوتا، ارشاد مبارک ہے: سنو مجھے قرآن کریم اور اُس کے ساتھ اس کے جیسا کلام دیا گیا۔

(مسند احمد، حدیث نمبر: 17637)

جب آپ خاموش رہتے تو آپ پر حسن چھایا رہتا اور جب گفتگو فرماتے تو آپ پر وقار کی کیفیت رہتی، آپ کا کلام ایسا ہوتا جیسے موتیوں کا ہار ہے۔

(جامع الاحادیث ، الکنی ، مسند ابی شعیب ، حدیث نمبر: 41957)

آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے ، ہر لفظ واضح سنائی دیتا، ایک ایک ارشاد تین تین مرتبہ دہراتے۔ (صحیح بخاری ، کتاب العلم ، باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه ، حدیث نمبر:94)

چونکہ آپ کے پیش نظر مجلس میں موجود و حاضر افراد بھی ہوتے اور قیامت تک آنے والی نسلیں بھی، اس لئے گفتگو کا انداز یوں ہوتا کہ کلمات اور فقرے آسانی کے ساتھ صاف صاف، جدا جدا سنائی دیتے اور سننے والے اس کو محفوظ کر سکتے، اس کے ساتھ ساتھ گفتگو کی جاذبیت، اثر انگیزی اور گہرائی اس شان کی ہوتی کہ حق پسند گرویدہ ہوجاتے اور دشمنی و سرکشی میں مبتلا افراد جادو کہنے لگتے، مضمون کو سمجھانے کے لئے مثال بیان فرماتے، گفتگو میں مسکراتے، نگاہ مقدس اکثر آسمان کی طرف ہوتی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الھدی فی الکلام)

کوئی حیاوالی بات ہوتی اور بیان کرنا ضروری ہوتا تو اشارہ، کنایہ میں بیان فرماتے، تعجب کے موقع پر سبحان اللہ فرماتے اور کبھی زانوئے مبارک پر مارتے۔

(سبل الھدی والرشاد، جامع ابواب سیرتہ فی کلامہ، الباب الثالث)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے اقدس بیان کرتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گفتگو کے بارے میں بیان کیجئے! اُنہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غم امت لئے ہوئے فکر مند رہا کرتے، کبھی آپ مکمل راحت حاصل نہ کرتے۔

آپ کی خاموشی دراز ہوتی، بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے، آغاز سے اختتام تک واضح گفتگو فرماتے، جامع کلام فرماتے، آپ کا کلام مفصل ہوتا، نہ ضرورت سے زیادہ ہوتا اور نہ ضرورت سے کم، آپ نہ سخت مزاج تھے اور نہ ذلیل کرنے والے، نعمت الٰہی کی قدر کرتے اگرچہ وہ کم ہو، کسی نعمت کو بُرا نہ کہتے، غذائیں اور مشروبات کو نہ بُرا کہتے اور نہ

اُسکی تعریف کرتے، دنیا اور دنیا کی دولت آپ کو غضبناک نہ کرتی، جب حق کو پامال کیا جاتا تو آپ کا جلال اُس وقت تک تھم نہ جاتا جب تک کہ آپ اُس کا انتقام نہ لیتے، اپنی ذات کے لئے نہ جلال کا اظہار فرماتے اور نہ انتقام لیتے، جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، اور جب خوش ہوتے تو ہاتھ اُلٹ لیتے، جب گفتگو فرماتے تو داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے، جلال میں آتے تو رُخ انور پھیر لیتے اور کنارہ کش ہوجاتے، جب خوش ہوتے تو مبارک آنکھ بند فرماتے، عام طور پر آپ کی ہنسی مسکراہٹ ہی ہوتی، اور اولوں کی طرح چمکدار دندان مبارک ظاہر ہوتے۔

(شمائل ترمذی، باب کیف کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم، حدیث نمبر: 223)

حسنِ معاشرت:......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت وازواج مطہرات، اصحاب وہمسایوں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ انور اور مبارک گفتگو کے ساتھ لوگوں میں سب سے بُرے آدمی کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگوں کے ساتھ اُلفت کا برتاؤ فرماتے، اور میری جانب چہرۂ انور اور مبارک گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میں لوگوں میں سب سے بہتر ہوں تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتر ہوں یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہتر ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: عمر۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہتر ہوں یا عثمان رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: عثمان۔ جب میں

نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور آپ نے ٹھیک ٹھیک جواب عنایت فرمادیا تو میں نے تمنا کی: اچھا ہوتا کہ سوال ہی نہ کرتا۔

(شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ، حدیث نمبر:345)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی وحسن معاشرت کے باعث ہر ایک کا یہی گمان ہوتا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیادہ محبوب ہوں اور میں لوگوں میں سب سے بہتر ہوں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی صاحب کو سرگوشی کرتے نہیں دیکھا کہ آپ اُن سے اپنے سر انور کو ہٹا لیتے ہوں یہاں تک کہ وہ صاحب خود اپنا سر ہٹا لیتے اور میں نے کسی صاحب کو نہیں دیکھا جو (حصولِ فیض کے لئے) آپ کا دست مبارک تھامے اور آپ اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ صاحب (فیض حاصل کرنے کے بعد) آپ کا دست مبارک چھوڑتے۔(سنن ابوداؤد کتاب الادب ، باب فی حسن العشرۃ، حدیث نمبر: 4794)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کا یہ عالم ہے کہ مدینہ طیبہ کی لڑکیوں میں سے کوئی چھوٹی سی لڑکی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر لے جاتی جہاں وہ چاہتی۔

(صحیح بخاری ،کتاب الادب ، باب الکبر،حدیث نمبر:6072)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دس سال حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت حاصل کی ،اللہ کی قسم! آپ نے کبھی مجھے ''اُف'' نہیں فرمایا اور نہ کسی چیز کے بارے میں یہ فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا؟۔

(صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

احسن الناس خلقا، حدیث نمبر: 6151)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی خدمت میں حاضر ہونے سے نہیں روکا، آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے، اپنے اصحاب سے خوش طبعی بھی فرماتے، سب کے ساتھ میل جول رکھتے، ہر ایک سے گفتگو فرماتے، بچوں سے خوش طبعی فرماتے، اُنہیں اپنی مبارک گود میں بٹھا لیتے، آزاد، غلام، باندی اور مسکین کی دعوت بھی قبول فرماتے، مدینہ طیبہ کے کنارے میں رہنے والے افراد کی عیادت و مزاج پرسی کرتے اور عذر پیش کرنے والوں کا عذر قبول فرماتے۔(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الثانی)

نشست و برخاست:......

کسی سے ملاقات کرتے تو سلام کرتے، کوئی سلام کرتا تو جواب عنایت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، مصافحہ فرماتے۔

جب کوئی آپ سے ملتا اور مصافحہ کرتا تو آپ اپنا دست مبارک اُس کے ہاتھ سے نہ ہٹاتے یہاں تک وہی شخص ہٹائے اور اپنا چہرۂ انور اُس کے چہرے سے نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ چہرہ پھیرے اور آپ کو اپنے کسی ہمنشین کے سامنے پیر پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (سنن ترمذی، ابواب صفة القامة، حدیث نمبر: 2678)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کا لحاظ فرماتے اور آپ کی مجلس میں شریک ہر شخص کو اس کا حصہ دیتے، آپ کا ہمنشیں یہ نہ سمجھتا کہ کوئی شخص آپ کے پاس اُس سے زیادہ بزرگ ہے، جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ کے قریب ہوتا تو آپ صبر و استقامت کے ساتھ اُس سے معاملہ فرماتے یہاں تک وہی شخص

آپ کے پاس سے روانہ ہوتا۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الثانی)

تکیہ یا موٹی چادر کو ٹیک لگا کر بیٹھتے، کبھی گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں مبارک ہاتھوں سے حلقہ بنا کر بیٹھتے اور کبھی چارزانو بھی بیٹھتے، مجلس میں ایسے مقام پر بیٹھتے کہ سارے اصحاب سے گفتگو ہوتی، مجلس کے آخر میں یہ کلمات فرماتے: **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.** ترجمہ: اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہوں، تیرے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تجھ سے مزید درجات کی بلندی چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع رہتا ہوں۔

(سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب سیرته صلی الله علیه وسلم فی جلوسه واتکائه وقیامه ومشیه)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے صحابہ کرام آپ کے اطراف بیٹھتے، جب واپس آنے کا ارادہ رکھتے تو اپنے نعلین شریفین یا جو زائد چادر وغیرہ آپ کے پاس ہوتی چھوڑتے تو صحابہ کرام جان لیتے اور بیٹھے رہتے۔

(سنن ابو داود، کتاب الادب، باب اذاقام من مجلس ثم رجع، حدیث نمبر: 4856)

سوالات

1۔ نبی اکرم ﷺ کے لباس مبارک سے متعلق مختصر نوٹ لکھئے!

2۔ نبی اکرم ﷺ کی محبوب غذائیں کونسی تھیں بیان کیجئے؟

3۔ نبی اکرم ﷺ کی مبارک گفتگو کا انداز کس طرح تھا؟ واضح کیجئے!

4۔ مجلس میں شریک افراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اظہار خیال فرماتے؟ تحریر کیجئے!

سبق نمبر:30

اخلاق عالیہ

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ، عادات مبارکہ تمام خوبیوں کی جامع ہیں، آپ کے اخلاق عالیہ میں صبر وتحمل، حلم وبردباری، شفقت ورحمت، عدل وانصاف، سخاوت وشجاعت، غمخواری وانکساری کے محاسن وکمالات موجود ہیں، آپ کے معاملات کی ستھرائی، گفتار کی شیرینی اور کردار کی پاکیزگی کو اپنے، بیگانے سبھی مانتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ آپ عنایت ومہربانی کا معاملہ فرماتے، جو لوگ طعن وتشنیع کے تیر برساتے اُن کے ساتھ بھی آپ محبت وعنایت کا برتاؤ کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برائی کا بدلہ اچھائی سے اور بدسلوکی کا حسن سلوک سے دینے کی تعلیم فرمائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو جو تمہارے ساتھ قطع تعلق کرے، تم اس شخص کو درگزر کرو جو تم پر ظلم کرے اور تم اسے عطا کرو جو تمہیں محروم رکھے۔

(مستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، تفسير سورة اذا السماء انشقت والسجود فيها، حديث نمبر:3873)

اللہ تعالی نے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت وسیرت، ہر لحاظ سے بے مثل وبے مثال پیدا فرمایا، آپ کو اخلاق عالیہ کے بلند ترین مراتب پر فائز فرمایا، آپ کے خصائل حمیدہ واخلاق عالیہ کا مبارک تذکرہ صرف قرآن کریم ہی میں نہیں بلکہ دیگر آسمانی کتابوں میں موجود ہے، جو اچھے صفات اور فضائل وکمالات مختلف پیغمبروں کو عطا کئے گئے؛ وہ تمام حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع کردئے گئے،

آپ کے اخلاق کی رفعتوں کے بیان میں ارشاد الٰہی ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.

ترجمہ: اور (اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم!) بیشک آپ اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔

(سورۃ القلم، آیت:4)

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ خلقِ عظیم والے ہیں، آپ کے اخلاق عظیم ہیں بلکہ اس طرح تعبیر فرمائی کہ اخلاق کی بلندی اور رفعت آپ کے تحت ہے اور آپ اس کے اوپر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔

(جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی الاخلاق، حدیث نمبر: 2150)

آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اخلاق کی بزرگیوں کو کمال تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا۔

(السنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات، باب بیان مکارم الاخلاق ومعالیها، حدیث نمبر: 21301)

جہالت کے ماحول میں انسانیت کو عروج تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالی نے سرزمین مکہ پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے کفر وشرک کا خاتمہ کیا، ظلم وعدوان، حق تلفی وناانصافی کے دور میں اقدار انسانی کا تحفظ فرمایا اور مخلوق کو انصاف کی شاہراہ پر گامزن کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت دنیا کو اخلاق کریمہ کا درس دیا جبکہ دنیا سے اخلاقی اقدار ناپید ہو چکے تھے۔

کبھی انسان تکلف کی بنا پر اخلاق کا نمونہ پیش کرتا ہے اور لوگ اسے با اخلاق سمجھتے ہیں؛ لیکن اس کی حقیقی حالت اس کے گھر والوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی گواہی آپ کے گھر والوں نے اس طرح دی؛ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے اخلاق کریمہ سے متعلق بیان فرماتی ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کی شان بلند رکھے گا اور اپنی مدد کو نہیں روکے گا، آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں اور مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آتے ہیں۔

(صحیح بخاری ،باب بدء الوحی، حدیث نمبر:3)

آپ نہ صرف گھر والوں، احباب واصحاب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے بلکہ خادموں اور ماتحت افراد سے شفقت کا معاملہ فرماتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں دس برس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلام کی خدمت بابرکت میں رہا، کبھی آپ نے مجھے ''اُف'' تک نہیں فرمایا۔ اور میں نے جو کیا اس میں کسی چیز سے متعلق دریافت نہیں کیا کہ ''تم نے یہ کیوں کیا''۔ اور میں نے جو نہیں کیا اس میں کسی چیز سے متعلق نہیں فرمایا کہ ''تم نے کیوں نہیں کیا''۔

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے بہتر اخلاق والے ہیں۔

(جامع ترمذی ، باب ما جاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر1938)

اخلاق عالیہ کے چند بہترین نمونے:......

صحیح بخاری شریف میں روایت ہے: ایک اعرابی مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور اس کے صحن میں پیشاب کردیا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرماتھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دوڑے کہ ان کو سختی سے منع کریں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کو روک لیا اور فرمایا کہ تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، نہ کہ تنگی پیدا کرنے کے لئے! پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس پر پانی بہا کر صاف کردیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، حدیث نمبر:220)

یہ آپ کے بلند اخلاق کا نمونہ ہے کہ آپ نے اس اعرابی کو شرمسار نہیں کیا؛ بلکہ نہایت شفقت ومحبت سے فرمایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے، یہاں نماز وتلاوت ہوتی ہے، یہاں گندگی کرنا اس کے تقدس کے خلاف ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ ایک نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے 'زنا' کرنے کی اجازت عطا فرمائیں!۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شرمسار نہیں کیا اور ان پر سختی نہیں کی؛ بلکہ فرمایا: آپ میرے قریب آئیں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم یہ ارادہ کس کے ساتھ کرتے ہو؟ کیا تمہارا اپنی ماں کے ساتھ ایسا ارادہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا: نہیں! اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کردے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح

لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اپنی بیٹی کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کردے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اپنی بہن کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کردے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اپنی پھوپی کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کردے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی پھوپیوں کے ساتھ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اپنی خالہ کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کردے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی خالاؤں کے ساتھ اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر اپنا دستِ شفقت ان کے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ باری تعالیٰ اس نوجوان کے سابقہ سارے گناہ بخش دے، ان کے دل سے سارے برے ارادے ختم فرمادے اور انہیں عفیف و پاکباز رکھ!۔

حضراتِ صحابۂ کرام بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی نامناسب کام کی طرف التفات نہیں کیا۔

(مسندالامام احمد،حديث ابى امامة الباهلى رضى الله عنه،حديث نمبر: 22868)

بیہقی اور مشکوۃ المصابیح میں حدیث شریف ہے: ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی یہودی سے قرض لیا، وہ شخص مقررہ وقت سے پہلے آ کر رقم کا مطالبہ کیا اور کہنے لگا: جب تک آپ رقم نہیں دینگے میں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دونگا! آپ اس شخص کے ساتھ نماز ظہر سے دوسرے دن کی فجر تک مسجد میں تشریف فرما رہے، یہودی کی اس حرکت پر صحابۂ کرام اسے تنبیہ کرنے لگے، صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ایک یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے! آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ میں کسی صاحب معاہدہ شخص پر ظلم کروں۔

آپ کے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر وہ یہودی کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میری تمام دولت کا آدھا حصہ اللہ تعالی کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔ اب رہی یہ بات کہ میں نے جو کچھ حرکت کی، قسم بخدا! اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے توراۃ میں آپ کی نعت وتوصیف پڑھی تھی کہ ''محمد بن عبداللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوگی، مدینہ منورہ آپ کی ہجرت کا مقام ہوگا، آپ کے اقتدار کے جھنڈے ملک شام میں لہرائیں گے، آپ نہ سخت مزاج ہیں نہ تندخو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں نہ فحش کلام کرنے والے ہیں، کبھی بیہودہ کلام نہ کریں

گے" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور! یہ میرا سارا مال آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، اللہ تعالی آپ کو جس طرح حکم فرمائے' آپ اس کا فیصلہ فرما دیں۔

(دلائل النبوة للبيهقي،جماع أبواب أسئلة اليهود وغيرهم ، واستبرائهم عن أحوال النبي صلى الله عليه وسلم ، وإسلام من هدى إلى الإسلام منهم ،حديث نمبر: 2539۔مشكوة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل،باب فضائل سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم،حديث نمبر:5832)

خلق عظیم، صحابیات کی زبانی:......

دین اسلام کی اشاعت کا بڑا سبب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ ہیں، آپ کے اخلاق سے دشمنوں کے دلوں کی نفرت وکدورت چھٹ جاتی، کفر وضلالت کا صفایا ہو جاتا، جانی دشمن بھی ناپاک ارادہ سے دربار اقدس میں حاضر ہوتا تو خلق عظیم کی عظمت ایسی چھا جاتی کہ اس کی دنیا بدل جاتی، آپ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں حضرت صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنھا نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حَسین اخلاق والا کسی کو نہیں دیکھا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ، باب المیم من اسمه محمد ، حدیث نمبر:6768)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو قرآن کریم ہیں۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامر سے روایت ہے، فرمایا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا: مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے متعلق بتائیے! آپ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

اخلاق قرآن شریف ہے کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: اور بے شک آپ اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔

(مسند احمد ، حدیث السیده عائشه ، حدیث نمبر:25338)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کی شرح میں لکھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے کیا آپ نے **وانک لعلیٰ خلق عظیم** نہیں پڑھا۔

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے قرآن پاک کے اوامر ونواہی پر حضور کے جیسا کوئی عمل کرنے والا نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب الایمان ، ج:1، ص:281)

اچھے اخلاق میں اضافہ کی دعاء:......

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے ابد تک حسن اخلاق سے متصف ہیں، اچھے اخلاق کی توصیف بھی اسی لئے ہے کہ سرکار نے ان کا انتخاب فرمایا، اس اخلاق عالیہ کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم امت کے لئے حسن اخلاق میں اضافہ وکثرت کی دعا فرمایا کرتے : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! تو نے میرا ظاہر اچھا بنایا، پس میرے اخلاق مزید اچھے بنا۔

(مسند احمد ، مسند عبدالله بن مسعود، حدیث نمبر:3900)

اہل خانہ کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ:......

اہل خانہ ، امہات المؤمنین ، رشتہ دار، کمسن بچوں کے ساتھ آپ کے حسین

معاملہ کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔امہات المؤمنین کے ساتھ نرم گفتگو فرماتے،سخت کلامی سے نہایت دوری پسند رہی،گھر کے کاموں میں ازواج مطہرات کا تعاون فرماتے،جس برتن سے وہ کھاتے پیتے اس میں آپ تناول فرماتے،بوقت ضرورت لباس پاک بنفس نفیس سینے کو عیب نہ جانتے،کبھی کبھی نعلین شریفین سی لیا کرتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،انہوں نے کہا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھا ہوں۔

(جامع ترمذی ، باب فضل ازواج النبی ، حدیث نمبر:4269)

حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے،انہوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا،حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کاشانۂ اقدس میں تشریف لاتے تو آپ کا عمل کیا ہوتا؟ فرمایا:حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے کام میں تعاون فرمایا کرتے پھر جب نماز کا وقت آتا تو مسجد میں کھڑے ہوتے اور نماز ادا فرماتے۔

(جامع ترمذی ، باب صفة القیامة ، حدیث نمبر:2677)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد سے ہمنشینوں کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق پوچھا تو فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رو،نرم خو اور نرم مزاج رہتے،نہ سخت مزاج تھے نہ سخت دل،نہ چلانے والے،نہ بدکلام،نہ عیب لگانے والے،نہ جھگڑا کرنے والے،جس چیز کی خواہش نہ رکھتے اُس سے چشم پوشی فرماتے لیکن اُس کی امید کرنے والے کو اُس سے

مایوس و نامراد نہ کرتے، اپنے آپ کو تین چیزوں سے دور رکھتے؛ جھگڑے، تکبر اور بے فائدہ باتوں سے، اور تین چیزوں سے لوگوں کو بچائے رکھتے؛ نہ کسی کی برائی بیان کرتے، نہ کسی کو عیب لگاتے، نہ کسی کا عیب تلاش کرتے، گفتگو نہ کرتے مگر وہی جس میں ثواب کی امید رکھتے، جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے ہمنشین سر جھکا لیتے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جب آپ خاموش ہوتے تو ہمنشین گفتگو کرتے، وہ آپ کے پاس کسی بات پر نہ جھگڑتے، جو شخص آپ کی خدمت میں اجازت لے کر بات کرتا اُس کے لئے سب لوگ خاموش رہتے جب تک وہ خاموش نہ ہوجائے، تمام لوگوں کی گفتگو آپ کے پاس پہلے آدمی کی گفتگو کی طرح ہوتی، جس بات سے اہل مجلس ہنستے اُس سے آپ بھی مسکراتے اور جس بات سے دوسرے تعجب کرتے آپ بھی تعجب کرتے، اجنبی شخص کی گفتگو اور سوال میں سختی پر صبر کرتے یہاں تک کہ آپ کے اصحاب اجنبی افراد کو آپ کی خدمت میں لاتے تاکہ اُن کے سوالات اور حضور کے جوابات سن کر فائدہ اُٹھائیں، آپ فرمایا کرتے: جب کسی حاجتمند کو حاجت طلب کرتے دیکھو تو اس کی مدد کیا کرو، تعریف اُسی وقت قابل قبول جانتے جو احسان کے مقابل ہو، کسی کی بات نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے آگے بڑھ جائے تو اُسے روکتے یا وہاں سے اُٹھ کر تشریف لے جاتے۔

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:346)

صفت حیاء:......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفت حیاء کمال درجہ پر تھی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری

لڑکی سے کئی درجہ زیادہ حیادار ہیں۔

(صحیح بخاری ، کتاب المناقب ، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم ، حدیث نمبر:3562)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اُس کو آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیتے؛ کیونکہ چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوتے۔

(دلائل النبوة للبیهقی ، باب ذکر اخبار رویت فی شمائله واخلاقه علی طریق الاختصار ، حدیث نمبر:257)

کسی شخص کو کسی کام سے منع کرنا مقصود ہوتو نہایت لطیف انداز سے فرماتے یا کنایۃً فرماتے یا دوسروں کو اُبھارتے کہ وہ اُس شخص کو روکیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ اُن کو کوئی زرد چیز لگی ہوئی تھی ، بہت کم ایسا ہوتا کہ آپ کسی سے اس چیز کے ساتھ ملیں جس کو آپ ناپسند کرتے ہوں ، جب وہ صاحب چلے گئے تو حاضرین سے فرمایا: بہتر ہوگا کہ تم اِنہیں وہ زردی دھونے کے لئے کہہ دو۔

(دلائل النبوة للبیهقی ، باب ذکر اخبار رویت فی شمائله واخلاقه علی طریق الاختصار ، حدیث نمبر:258)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی کوئی چیز بری معلوم ہوتو یہ نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوگیا ہے اس طرح کہتا ہے لیکن یہ فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اس طرح کہتے ہیں۔(خاص نام کی تعیین کے بغیر عمومی صیغے سے اصلاح فرماتے)

(دلائل النبوة للبیهقی ، باب ذکر اخبار رویت فی شمائله واخلاقه علی طریق الاختصار ، حدیث نمبر:259)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرہ پر نگاہ جمائے نہ رکھتے، کسی ناپسندیدہ بات بیان کرنا اگر ضروری ہوجاتا تو اشارہ کنایہ کے ساتھ فرماتے جیسا کہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ اپنے پانی سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے۔

(سنن ابی داود ، کتاب النکاح ، باب فی وطئی السبایا ، حدیث نمبر2160)

عفو اور بردباری:......

کوئی شخص کیسا ہی بردبار ہو اُس سے کوئی نہ کوئی لغزش ہوتی، جب تکلیف پہنچی تو اُس نے بردباری کے خلاف حرکت کی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حلم و بردباری میں اس قدر کمال حاصل ہے کہ دشمنانِ اسلام نے آپ کو انتہائی اذیتیں دیں، آپ کے اصحاب کو ستایا، خاندان والوں کو بُرا بھلا کہا، ذات پر مختلف الزامات عائد کئے یہاں تک کہ جسمانی تکلیف بھی پہنچائی، ہر موقع پر آپ نے عفو و درگزر سے کام لیا، نہایت بردباری کے ساتھ ردِ عمل کیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دو چیزوں کے درمیان اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے آسان ترین چیز کو اختیار فرمایا جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو، جب وہ گناہ ہو تو آپ اُس سے سب سے زیادہ دور رہتے، اللہ کی قسم! آپ نے کبھی کبھی اپنی ذات کے لئے کسی بات کا انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ تعالی کی حرمتوں کو پامال نہ کیا جائے، اگر اللہ تعالی کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ کے لئے انتقام لیتے۔

(صحیح بخاری ، کتاب الحدود، باب اقامة الحدود والانتقام لحرمات الله ، حدیث نمبر: 6786)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لوگوں نے ایک شخص کو لایا اور کہا کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کو قتل کردے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بردباری کے ساتھ فرمایا: ڈرومت، اگر تم نے یہ ارادہ کیا ہے تو تم مجھ پر قابو نہیں پاسکتے۔

(معجم الصحابة، لابن قانع ، جعدة بن معاوية جشمي ، حديث نمبر:248)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک بڑا یہودی عالم زید بن سعنہ آیا اور آپ سے قرض کا مطالبہ کرنے لگا جو آپ کے ذمہ تھا، پھر شانۂ مبارک سے چادر کو سختی کے ساتھ کھینچ کر چلّانے لگا پھر کہا کہ تم عبدالمطلب کی اولاد ٹال مٹول کرنے والے ہو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے جھڑک دیا اور سختی سے بات کی جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمارہے تھے پھر آپ نے فرمایا: قرض کی ادائی کے لئے تین دن باقی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے مال سے قرض ادا کریں اور اُسے خوفزدہ کرنے کی وجہ سے بیس صاع زیادہ دیں، یہی واقعہ اُن کے اسلام لانے کا سبب بنا، وہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں نبوت کی تمام علامتیں دیکھ لی تھیں سوائے دو علامتوں کے؛ جس کی مجھے خبر نہ ہوئی تھی ایک یہ کہ آپ کی بردباری نامناسب رویہ پر غالب رہے گی، دوسرے آپ کے ساتھ سخت ترین اخلاق کی وجہ سے آپ کی اور زیادہ بردباری ظاہر ہوگی، مجھے یہ بات بتائی گئی تھی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی پایا جیسے آپ کی صفت بیان کی گئی تھی۔

(الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، القسم الاول ، التواضع)

شان تواضع :......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت میں امامت کا درجہ حاصل ہے،

خاتم الانبیاء، رحمۃ للعالمین ہیں، زمین وآسمان میں آپ کے دو دو وزیر موجود ہیں، مراتب کی بلندی اور ہر کمال پر فائز ہونے کے باوجود آپ میں تواضع کی شان بلند درجہ کی ہے، آپ کی مبارک زندگی میں سادگی تھی، طبیعت میں تکلف وتصنع نہ تھا، فقراء کے ساتھ بیٹھ جاتے، اُن کی دعوت قبول کرتے، درازگوش پر سوار ہوتے، درازگوش پر سوار شخص کے پیچھے بیٹھتے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کرتے، جنازے میں شریک ہوتے، درازگوش پر سوار ہوتے، غلام کی پکار کا جواب دیتے، بنی قریظہ کے دن درازگوش پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے چھال کی تھی اوراس پر چھال کا پالان تھا۔

(سنن ترمذی، ابواب الجنائز، باب اخر (عیادۃ المریض وشھود الجنازۃ)، حدیث نمبر:1033)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تواضع یہ تھی کہ جو کی روٹی اور بودار سالن پر آپ کو دعوت دی جاتی تب بھی آپ دعوت کو قبول فرماتے، آپ نے ایک بوسیدہ کجاوہ پر حج کیا جس پر ایک چادر تھی جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور حج کے موقع پر آپ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو مقبول حج بنا جس میں دکھاوا اور شہرت نہ ہو۔

جبکہ آپ کا حج اس شان کا تھا کہ اس موقع پر ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے اور آپ نے سو اونٹوں کی قربانی کی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الاول، التواضع)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور کے درمیان اختیار دیا گیا کہ نبوت کے ساتھ شاہانہ زندگی گزاریں یا چاہیں تو بندے کی زندگی گزاریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بندے

کی زندگی گزارنے کو پسند فرمایا، حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا: آپ نے اللہ تعالی کے لئے جوتواضع اختیار فرمایا اس کی وجہ سے اللہ تعالی نے آپ کو یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا کہ آپ قیامت کے دن اولادِ آدم کے سردار ہیں، سب سے پہلے آپ روضۂ اطہر سے نمودار ہوں گے اور سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی ، القسم الاول ، التواضع)

امام الانبیاء ہونے اور تمام انبیاء پر فضیلت وبرتری حاصل ہونے کے باوجود آپ نے تواضع کے طور پر یہ ارشاد فرمایا: مجھے انبیاء کرام کے درمیان فضیلت مت دو، مجھے موسیٰ علیہ الاسلام پر فضیلت مت دو۔

(صحیح بخاری ، کتاب الخصومات ، باب مایذکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیهودی ، حدیث نمبر:2411)

اس قسم کے ارشاد آپ کی تواضع کی بنیاد پر ہیں ورنہ آپ کا آخری نبی ہونا اور شب معراج انبیاء کرام کی امامت کرنا وغیرہ آپ کے سب نبیوں سے افضل ہونے کو بتاتا ہے۔

رحمت وشفقت:......

اللہ تعالی نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا، لہذا آپ چھوٹے بڑے' مرد وعورت' امیر وغریب' ضعیف وقوی' دوست ودشمن ہر ایک کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے۔

امت پر ایسے شفیق ومہربان ہیں کہ کئی امور کو آپ نے اس لئے چھوڑا کہ امت پر فرض نہ ہوجائیں جیسا کہ ارشاد فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر گراں ہونے کا اندیشہ نہ ہوگا تو میں اُنہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعة ، باب السواك یوم الجمعة ، حدیث نمبر: 887)

اس طرح نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں حدیث پاک وارد ہے۔

(صحیح بخاری ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ ، باب النوم قبل العشاء لمن غلب ، حدیث نمبر:569)

بچوں پر نہایت شفقت فرماتے ، بچوں کے پاس سے گزرتے تو اُنہیں سلام کرتے ،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موسم کا پہلا میوہ حاضر کیا جاتا تو آپ اُسے بوسہ دیتے یا آنکھوں پر رکھتے پھر آپ کے سامنے موجود سب سے چھوٹے بچہ کو عنایت فرماتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ، باب المیم ، من اسمہ محمد)

عام مسلمانوں پر بھی شفقت فرماتے ، کمزور مسلمانوں کے پاس تشریف لے جاتے ،اُن میں سے مریضوں کی عیادت کرتے ،اُن کے جنازوں میں شرکت کرتے۔

(مستدرک علی الصحیحین ، کتاب التفسیر ، تفسیر سورۃ ق ، حدیث نمبر:3694)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیوانات پر بھی شفقت فرماتے آپ نے چرندوں' درندوں' پرندوں کو بے جا تکلیف دینے سے منع فرمایا، حیوانات کو باندھ کر نشانہ بنانے سے روکا، یہاں تک کہ آپ نے پرندوں کو ان کے چوزوں سے دور رکھنے کو پسند نہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: چڑیا کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے

تکلیف پہنچائی ؟ اُس کے بچے اُسے لوٹا دو ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلادیا تھا، تو فرمایا: اس کو کس نے جلایا؟ عرض کیا: ہم نے، فرمایا: آگ کے ذریعہ عذاب دینا صرف آگ کے رب کے لئے ہی سزاوار ہے۔

(سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب فی کراهية حرق العدو بالنار، حديث نمبر:2675)

جودوسخا:......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں جود وسخا کمال درجہ پر ہے، لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہیں، آپ کی سخاوت اس لئے نہیں کہ کوئی ستائش مقصود ہو یا عیب سے بچنا ہو، نہ فخر کے لئے ہے اور نہ تعریف کرنے والے کو موہ لینے کے لئے ہے بلکہ صرف اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرنے میں اپنی ذات پر اور اہل وعیال پر دوسروں کو ترجیح دیتے، جو شخص زیادہ ضرورت مند ہوتا اُسے عطا فرماتے، جس شخص کو تھوڑے کی ضرورت ہوتی اُسے زیادہ عطا فرماتے، راہِ خدا میں مال کثیر خرچ کرتے اور اُسے کم سمجھتے، بہت زیادہ عنایت فرما کر زیادہ نہیں سمجھتے، آپ سے ایسی کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا جس کو آپ نے نہیں فرمایا ہو۔

(صحیح بخاری ، کتاب الادب ، باب حسن الخلق والسخاء ومایکره من البخل ، حديث نمبر:6034)

فقیروں، یتیموں، بیواؤں پر خرچ کرتے ، غلاموں کو آزادی دلوانے کے لئے خرچ کرتے ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر خواہش کی کہ اُنہیں عطا

فرمائیں تو آپ نے فرمایا: اس وقت میرے پاس (بظاہر) کچھ نہیں ہے لیکن تم میرے حوالہ سے خرید لو، جب میرے پاس کچھ آئے گا تو میں ادا کر دوں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس شخص کو ایک مرتبہ عطا فرمایا ہے، اور اللہ تعالی نے آپ کو طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی بات پسند نہ فرمائی، ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرچ کریں اور عرش والے خدا سے تنگی کا اندیشہ نہ کریں، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمائے اور انصاری صحابی کی بات کی وجہ سے آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے، پھر فرمایا: مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابن شہاب نے بیان کیا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ مسلمانوں کو لے کر چلے، مقام حُنین میں معرکہ بپا ہوا تو اللہ تعالی نے اپنے دین کی اور مسلمانوں کی مدد فرمائی، اُس دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ عطا فرمائے پھر سو اونٹ عطا فرمائے۔

حضرت ابن شہاب نے فرمایا: مجھے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا جو عطا فرمایا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص تھے تو آپ مجھے مسلسل عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ذات ہیں۔

(صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب ماسئل رسول الله صلی الله علیه و سلم شیئا قط فقال لا، حدیث نمبر: 6162)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھر بکریاں مانگا تو آپ نے اُسے عطا فرمادیں، وہ اپنی قوم کے پاس جاکر کہا: اے میری قوم! تم سب اسلام لے آؤ؛ کیونکہ اللہ کی قسم! بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب سرفراز کرتے ہیں، تنگدستی کا خوف نہیں کرتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً آدمی ایسی حالت میں اسلام قبول کرتا کہ وہ دنیا ہی چاہتا ہے پھر وہ اسلام قبول ہی کرتا ہے کہ اسلام اُس کے پاس دنیا اور اُس کی تمام دولت سے زیادہ پسندیدہ ہوجاتا ہے۔

(صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب ماسئل رسول الله صلی الله علیه و سلم شیئا قط فقال لا، حدیث نمبر: 6160)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہیں، اور آپ اُس وقت اور زیادہ سخاوت فرماتے جب ماہِ رمضان میں جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے، وہ آپ سے ماہِ رمضان کی ہر رات ملاقات کرتے اور قرآن کریم کا دور کرتے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندھن کھلی ہوئی ہوا سے زیادہ خیر کی سخاوت کرنے والے ہیں۔

(صحیح بخاری ، باب بدء الوحی ، حدیث نمبر:6)

عدل وانصاف:......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عدل کرنے والے ہیں، عدل وانصاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوکر کمال کو پہنچا، آپ نے ہر حقدار کو اس کا حق عطا

فرمایا، آپ کی تقسیم، فیصلہ جات اور آپ کے تمام امور میں کامل طور پر عدل پایا جاتا ہے، دنیا کو آپ نے انصاف سکھایا، انصاف کی مثال قائم کی، دنیا والے اگر عدل وانصاف میں آپ کو نمونہ بنالیں تو یقیناً تمام فیصلہ جات تعصب اور جانبداری سے محفوظ رہیں گے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

غزوۂ بدر میں قیدیوں سے فدیہ لینے کا مرحلہ آیا تو انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس کو فدیہ لئے بغیر چھوڑ دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اُن کا ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے۔

(صحيح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب فداء المشركين، حديث نمبر: 3048)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف کی خوبی کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا، اعلان نبوت سے پہلے جب قبائل میں کعبہ کی بنیاد رکھنے سے متعلق اختلاف واقع ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منصفانہ فیصلہ فرمایا، حجر اسود کو چادر پر رکھنے کے بعد فرمایا کہ اس چادر کو ہر قبیلہ کا سردار اُٹھائے، پتھر رکھنے کے موقع پر آپ نے اُسے اُٹھا کر اپنے دست مبارک سے رکھا، جیسا کہ تعمیر خانۂ کعبہ کے بیان میں گزر چکا۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما عرب کے ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے موقع پر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازدہام میں تھا، میرے پیر میں سخت جوتی تھی، میں نے ازدہام کے باعث نادانستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو روندا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے سے مجھے ہٹایا جو آپ کے ہاتھ میں موجود تھا اور فرمایا: بسم اللہ، تم نے مجھے دردزدہ کیا، راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے رات گزاری کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی، میں نے رات گزاری جیسا اللہ تعالی جانتا

ہے، جب ہم نے صبح کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب کہتے ہیں: فلاں شخص کہاں ہے؟ روای کہتے ہیں: میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی غلطی ہے جوکل مجھ سے سرزد ہوئی، تو میں خوف کے عالم میں چلا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے کل اپنی جوتی سے میرا پیر روند کر مجھے تکلیف دی تو میں نے کوڑے سے تمہیں ہٹایا تھا، یہ اسّی بکریاں ہیں، اُس ہٹانے کے بدلہ لے لو۔

(سنن دارمی ،مقدمه ، باب فی سخاء النبی صلی الله علیه و سلم ، حدیث نمبر: 73)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ بدر کا موقع تھا، ہم میں ہر تین افراد کے لئے ایک اونٹ تھا، ابولبابہ اورعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آئی تو دونوں حضرات نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سوار رہیں، ہم آپ کی جانب سے پیدل چلیں گے،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: تم چلنے کے لئے مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں اور نہ میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز ہوں۔

(مسند احمد ، مسند عبدالله بن مسعود ، حدیث نمبر:3978)

سوالات

1۔ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کریمہ کے چند نمونے تحریر کیجئے!

2۔ حضور اکرم ﷺ بچوں کے ساتھ کس انداز سے پیش آتے؟

3۔ آپ ﷺ کی صفت حیاء کے بارے میں دو حدیثیں قلمبند کیجئے!

4۔ آپ ﷺ کے عفو ودرگزر اور حلم و بردباری پر مشتمل کوئی واقعہ لکھئے!

5۔ حضور ﷺ کے جود وسخا، فضل وعطا پر مختصر مختصر نوٹ لکھئے!

❁ بحمداللہ ❁

......ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر پر ایک طائرانہ نظر......

یہ گلوبلائزیشن کا دور ہے، آج دنیا ایک چھوٹے قصبہ کی شکل اختیار کرگئی ہے، انٹرنٹ ایک وسیع جال کی طرح ساری دنیا کو گھیرا ہوا ہے، لمحہ بھر میں ایک بات ساری دنیا میں پہنچائی جاتی ہے، ابلاغ وترسیل کے ذرائع جس قدر وسیع اور عام ہوتے جارہے ہیں اسی طرح معاشرہ میں بے حیائی پھیلتی جارہی ہے، ان وسائل کے غلط استعمال کے سبب نئی نسل تباہ ہورہی ہے، اسلام دشمن طاقتیں ان ذرائع ووسائل کے ذریعہ اسلام کی تصویر کو بگاڑ کر پیش کررہے ہیں، کبھی قوانین اسلام پر رکیک حملے کئے جارہے ہیں تو کبھی شعائر اسلام کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے، کہیں احکام اسلام کا استہزا کیا جارہا ہے تو کہیں قرآنی آیات پر اعتراضات کئے جارہے ہیں، ایسے نازک وقت عقائد اسلامیہ کے تحفظ' قوانین اسلام کی پاسبانی اور احکام شرعیہ کی پاسداری کے لئے ،فواحش ومنکرات کا سد باب کرنے اور اعمال صالحہ واخلاق عالیہ کو عام کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ انہی ذرائع ووسائل کا استعمال کرکے عالمی پیمانہ پر حقائق کو واضح کیا جائے اور اسلام کی حقیقی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قوم مسلم حق کی سربلندی کے لئے تیار ہوجائے اور باطل سے ہمیشہ کے لئے بیزار ہوجائے۔

انہی اغراض ومقاصد کے تحت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر 18 ذی الحجہ 1428ھ م 29 ڈسمبر 2007ء بروز ہفتہ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے قائم فرمایا۔

الحمد للہ! حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ

علیہ جانشین حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ تاحیات ریسرچ سنٹر کی سرپرستی فرماتے رہے، مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ اس کے سرپرست اعلی ہیں۔

ریسرچ سنٹر کے مقاصد:......

- ...... عقائد اہل سنت کا تحفظ
- ...... تعلیم اسلامی کا فروغ
- ...... جدید شرعی مسائل کی تحقیق
- ...... مدلل اسلامی لٹریچر کی فراہمی
- ...... نیکیوں کی ترغیب
- ...... پیغام امن کی اشاعت۔
- ...... ویڈیو کانفرنس کے ذریعہ مختلف ممالک میں رہنے والوں کے لئے تعلیم وتدریس
- ...... انٹرنٹ کے ذریعہ فاصلاتی کورس

ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام درج ذیل شعبہ جات ترسیل ہیں:......

☆ شعبۂ تحقیق وریسرچ ☆ شعبۂ تعلیم وتربیت

☆ شعبۂ فقہ وافتاء ☆ دارالترجمہ

☆ شعبۂ دعوت وارشاد ☆ شعبۂ نشر واشاعت

☆ کمپوزنگ سنٹر۔

سنٹر کی ویب سائٹ **www.ziaislamic.com** اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں اہم اسلامی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ اور بیش قیمت خزانہ ہے۔

ویب سائٹ اوراس کے گوشے:......

☆عقائد،عبادات،معاملات،معاشرت واخلاق سے متعلق مدلل فتاوی

☆ تذکرۂ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام

☆ائمہ دین وصالحین امت کی حیات،عقائد وتعلیمات

☆فکری واعتقادی اور اصلاحی عنوانات پر تحقیقی کتب

☆فقہی موضوعات پرفکرانگیز علمی مقالات

☆ دورحاضر کے سلگتے مسائل پر اہم مضامین

☆عصری وسائنسی مسائل کا شرعی حل

☆پُرمغز مواد سے مزین اصلاحی وتربیتی ویڈیو،آڈیو خطابات۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کی شخصیت،حیات وخدمات عقائد وتعلیمات سے متعلق مضامین اور علماء جامعہ نظامیہ کی تصنیفات ونگارشات کے لئے ایک مستقل پیج بنام " گلستان حضرت شیخ الاسلام" بنایا گیا۔★ایک مستقل حصہ دبستان حضرت محدث دکن کے نام سے مختص ہے جس میں حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیفات وتالیفات،اور ملفوظات عالیہ شامل ہیں۔

ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک خصوصی صفحہ بنام رمضان اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے جوفضائل رمضان سے متعلق احادیث شریفہ،روزہ کے مسائل،تراویح کے مسائل،اعتکاف کے مسائل،شب قدر،فضائل،احکام اور دعائیں نماز عید کے مسائل واحکام اور صدقۂ فطر کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔★حج کے موقع پر حج وعمرہ اور زیارت طیبہ کے

مسائل واحکام، فضائل وآداب، فتاویٰ ومضامین پر مشتمل ایک خصوصی صفحہ ''حج اسپیشل'' لانچ کیا جاتا ہے۔ ★خواتین کے لئے مسائل واحکام سے واقفیت اوران کی دینی رہنمائی کے حوالہ سے ایک سیکشن "انجمن خواتین" نام سے مختص کیا گیا۔بحمدہ تعالیٰ ریسرچ سنٹر کے زیراہتمام درج ذیل شعبہ جات سرگرم عمل ہے: ☆ شعبۂ تحقیق وریسرچ ☆شعبۂ تعلیم وتدریس ☆ شعبۂ فقہ وافتاء ☆ دارالترجمہ ☆ دارالخطابہ ☆ شعبۂ دعوت وارشاد ☆ شعبۂ نشرواشاعت ☆ کمپوزنگ سنٹر

بفضلہٖ تعالی اس ویب سائٹ سے برصغیر کے علاوہ سعودی عربیہ UAE ،قطر، عمان،ایران،امریکہ،آسٹریلیا،اسپین،برازل،تھائی لینڈ،نیوزی لینڈ،آئرلینڈ،نیدرلینڈ،کینڈا،کویت ،اٹلی،بنگلہ دیش،UK ،ارپا،جاپان،سویڈن،ملیشیا،ماریشس،رشیا،ڈومینیکن،ری پبلک،ساؤتھ آفریقہ ،مورکو،مولدووا،جرمنی،برمودا،سیشل ،چیک ری پبلک،چین،فرانس،لبنان،فن لینڈ،ارجنٹینا،سیریا ،کولمبیا،سلووَک،ڈنمارک،ناروے،گریس،اسرائیل،ترکی،موزمبیک،بلجیم،سن مارینو،ہنگیری اور دنیاکےمختلف ممالک سے روزانہ ہزاروں افراداستفادہ کررہے ہیں۔

سات سال کے عرصہ میں اس ویب سائٹ پر بحمدہ تعالی کروروں ویزٹ ہوچکے ہیں،روزانہ35 تا40ہزارمرتبہ دنیاکےمختلف ممالک سے ویزٹ کیاجارہاہے۔ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر سے250 سے زائد کتابوں پرکام ہوچکا ہے،جن میں سے صرف اردو میں 112 کتابیں ،انگلش میں 65 کتابیں ،تلگو میں 23 کتابیں ، ہندی میں55 کتابیں،کنڑ میں 3 کتابیں ہیں،ریسرچ سنٹرکےزیراہتمام مختلف مساجد میں ہفتہ واری دینی واصلاحی لکچرس کا سلسلہ تین سال سے جاری ہے،جس کا راست ٹیلی کاسٹ مذکورہ ویب سائٹ اورFacebook.com/ziaislamic پر کیاجارہاہے۔

ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اسلامی کتب کی طباعت اور سلگتے موضوعات پر خطابات کی سی ڈیز کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔عقائد وکلام' تذکرہ وسیر'فقہیات' جدید تحقیقات' اخلاقیات' تعلیمات' ادبیات اور خطبات پر مشتمل تحقیقی کتابیں اردو اور انگلش زبان میں موجود ہیں، نیز تلگو زبان میں بھی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

مفتی صاحب کے لکچرس کی سی ڈیز کی ہر ہفتہ نئی اشاعت ہوتی ہے اور عبادات ومعاملات اور معاشرت کے (250) سے زائد سلگتے موضوعات پر سی ڈیز دستیاب ہیں، مفتی صاحب کے ہفتہ واری لکچرس ویب سائٹ پر راست ٹیلی کاسٹ کئے جارہے ہیں جو ساری دنیا کے لئے استفادہ کا باعث ہے۔

سنٹر کی جانب سے چالیس سے زائد مقامات پر دعوت وارشاد کا گرانقدر کام جاری ہے، ان محافل میں عنوان واری لکچرس کے علاوہ درس قرآن کریم' درس صحیح بخاری اور درس فقہ سے سینکڑوں افراد استفادہ کررہے ہیں۔

مفتی صاحب کے شائع ہونے والے مضامین وکتب' خطابات وفتاوی کے ویڈیو کلپس سے حیدرآباد اور اطراف واکناف کے مسلمان خوب استفادہ کررہے ہیں، نیز ملک کی دیگر ریاستوں سے بھی مطبوعہ کتب اور ویڈیو سی ڈیز کی مانگ روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اس کے علاوہ استفادہ کرنے والوں میں لاکھوں کی تعداد وہ ہے جو انٹرنٹ پر آن لائن استفادہ کررہی ہے۔

فیس بک' یوٹیوب اور گوگل ویڈیو اور دیگر ویب سائٹس پر وقت کی مناسبت سے مضامین اور کتابوں کے اقتباسات بھی اپلوڈ کئے جاتے ہیں، جن سے متعدد ممالک کے افراد غیر معمولی تعداد میں استفادہ کرتے ہیں اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں۔

سنٹر کی جانب سے ہر سال موسم گرما کی تعطیلات کے موقع پر قلیل مدتی کورس کا اہتمام رہا کرتا ہے، ونیز اسپوکن عربک کلاس بھی نظم ہے، جس میں روزانہ دینی طلبہ کے علاوہ اسکول وکالج کے اسٹوڈنٹس اور ملازمین وتجارت پیشہ افراد تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے اشاعت علم کیلئے متعدد ریاستوں اوران کے اضلاع میں برانچس کا قیام عمل میں لایا ہے، جیسے ریاست آندھراپردیش کے اضلاع نظام آباد، بودھن، یمگنور، کرنول، ادونی، ریاست مہاراشٹرا کے شہر پونا وغیرہ۔ جہاں روزانہ وہفتہ واری، دینی وقومی اورملی بیداری کا عمل جاری ہے، روزانہ گھنٹہ دوگھنٹہ حسب سہولت عامۃ المسلمین بطور خاص نوجوان ان مراکز پر جمع ہوکر مفتی صاحب اور دیگر علماء وخطباء کے دروس وخطابات سے بذریعہ الکٹرانک میڈیا استفادہ کررہے ہیں۔

انشاء اللہ عنقریب دیگر ریاستوں میں سنٹر کے برانچس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ بحمدہ تعالی ریسرچ سنٹر کے زیراہتمام ایک اسلامی چینل (ZiaChannel) چلایا جارہا ہے، جس میں علماء جامعہ نظامیہ ودیگر علماء اہل سنت اور مفتی صاحب کے دروس وبیانات اور فتاوی نشر کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالی ریسرچ سنٹر کی ان سرگرمیوں میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل قبولیت سے سرفراز مائے اور تمام مخلصین ومعاونین کواجر جزیل اورثواب کثیر مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للّٰہ رب العالمین.

نعت شریف

عشق و تعظیمِ نبی ہی اصل میں ایمان ہے

تاجدار انبیاء پر جان و دل قربان ہے — عشق و تعظیمِ نبی ہی اصل میں ایمان ہے
جگمگا اٹھا زمانہ آئے جب آقا مرے — ظلمتیں سب چھٹ گئیں یہ آپ کا احسان ہے
جشنِ میلاد النبی پر مؤمنوں خوشیاں کرو! — شکرِ نعمت کے لئے رب کا یہی فرمان ہے
مکہ نے چومے کفِ پا اس کی عظمت بڑھ گئی — اس فضیلت کی شہادت آیتِ قرآن ہے
نور سے ان کے بنے لوح و قلم عرش بریں — انجم و شمس و قمر سب میں اُسی سے جان ہے
ڈوبا سورج پلٹا دیکھو! چاند بھی شق ہوگیا — اقتدارِ مصطفیٰ کی ہر گھڑی اک شان ہے
چشمے پھوٹے فیض کے اور تشنگی سب کی بجھی — لشکر جرار پی کر مست اور فرحان ہے
انگلیوں سے شیریں چشمے آپ کی جاری ہوئے — دیکھ کر منظر زمانہ آج بھی حیران ہے
معجزاتِ مصطفیٰ نے سب پہ واضح کردیا — کائنات پست وبالا تابع فرمان ہے
لانبی بعدی ہے خود خاتمیت کا ثبوت — اب نبوت کا تصور کفر ہے، طغیان ہے
خاتمِ پیغمبراں اور سرورِ کون ومکاں — رفعتوں کی، عظمتوں کی آپ سے پہچان ہے
ادن منی کی صدا سے ہورہا ہے یہ عیاں — آپ کی قربت پہ حیراں عالمِ امکان ہے
خلدِ طیبہ میں عطا فرمایئے دو گز زمیں — میرے آقا اس سگِ در کا یہی ارمان ہے
گلشنِ انوار مہکا بوئے زلف پاک سے — یہ ضیاؔء بھی خوشہ چیں اور طالب فیضان ہے

نتیجۂ فکر: ضیاء ملت مولف کتاب

نعت شریف

ایک زندہ معجزہ ہے بلاغت رسول کی

جس دل میں ہوگی جاگزیں اُلفت رسول کی — اُس کو نصیب ہوگی حمایت رسول کی
محبوبِ حق وہ ہوگیا اور فائز المرام — کی صدقِ دل سے جس نے اطاعت رسول کی
بے مثل و بے مثال ہے وہ پیکرِ جمال — کیا زلف ورخ ہوں، قد ہو کہ قامت رسول کی
قبلہ بدل گیا رُخ زیبا جو اُٹھ گیا — مرضی وہ حق کی ہے جو ہے چاہت رسول کی
لفظوں میں موجزن ہیں معانی کے سمندر — ایک زندہ معجزہ ہے بلاغت رسول کی
بہر سلام آتے فرشتے بھی صبح وشام — حکمِ خدا سے کرتے ہیں مدحت رسول کی
صدیق سے ملے گی صداقت رسول کی — فاروق سے عیاں ہے عدالت رسول کی
عثمان سے رواں ہے سخاوت رسول کی — مولیٰ علی سے ملتی ولایت رسول کی
ثانی نہیں ہے اُن کا کوئی انبیاء کے بعد — جن کو میسر آگئی صحبت رسول کی
ہر نیک وبد کو کافی ہے میدانِ حشر میں — رحمت خدا کی اور شفاعت رسول کی

دارین میں ضیاؔ کو مقدر ہو اے خدا!
عرفان تیرا اور عنایت رسول کی

نتیجۂ فکر: ضیاء ملت مولف کتاب

نعت شریف

امن وسلامتی کے علم دار ہیں حضور

خلق خدا میں سیدِ ابرار ہیں حضور — کون ومکاں میں سرور وسردار ہیں حضور
کل کائنات ہے خبر اور مبتدا حضور — ہر شی میں جلوہ گر ہیں ضیا بار ہیں حضور
صورت میں بے مثال ہیں سیرت میں لاجواب — تخلیقِ حق کا واقعی شہکار ہیں حضور
بخشی ہیں حق نے اپنے خزانوں کی کنجیاں — دونوں جہاں کے مالک ومختار ہیں حضور
جن کے قدومِ پاک سے روشن ہیں دو جہاں — ارض وسما میں منبعِ انوار ہیں حضور
دیدارِ حق کے ساتھ تکلّم کا یہ شرف — اسرارِ لامکاں کے خبردار ہیں حضور
اسریٰ کی شب عطا ہوا دیدار بے حجاب — جلوؤں میں حق کی دید کے سرشار ہیں حضور
حاصل ہے قربِ خاص وہ حق کی جناب میں — ہر لحظہ آپ حاضرِ دربار ہیں حضور
روشن جہاں کو کرتے رہے سارے انبیا — نبیوں میں حق کے نور کا مینار ہیں حضور
دشمن کو زیر کر کے کیا عفو و درگزر — امن وسلامتی کے علم دار ہیں حضور
باقی رہے گا تا ابد یہ دینِ حق ضرور — اس دین کی اساس کے معمار ہیں حضور
موت وحیات دونوں بھی طیبہ میں ہوں نصیب — ہم آپ سے اسی کے طلبگار ہیں حضور
محشر میں بخشوائیں ہمیں شاہ انبیاء — شافع بھی ہیں شفیع بھی ہیں غمخوار ہیں حضور
کچھ بھی نہیں ہے حسنِ عمل اس ضیاؔ کے پاس — اس بے نوا کے آپ مددگار ہیں حضور

نتیجۂ فکر: ضیاءملت مولف کتاب

کتابیات

کتاب	صاحب کتاب
القرآن العظیم......	کلام اللہ الحکیم
تفسیر عبدالرزاق......	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ ''211ھ''
مصنف عبدالرزاق......	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ ''211ھ''
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام......	امام ابومحمد عبدالملک حمیری رحمۃ اللہ علیہ ''218ھ''
طبقات کبریٰ، لابن سعد......	امام ابوعبداللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ ''230ھ''
مصنف ابن ابی شیبۃ......	امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ''235ھ''
مسند امام احمد......	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ''241ھ''
سنن دارمی......	امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمۃ اللہ علیہ ''255ھ''
صحیح البخاری......	امام اَبوعبداللہ محمد بن اِسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ، ''256ھ''
صحیح مسلم......	امام مسلم بن حجاج ابوالحسن القشیری رحمۃ اللہ علیہ، ''261ھ''
سنن ابن ماجہ......	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ ''273ھ''
سنن ابی داؤد......	امام سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ ''275ھ''
جامع ترمذی......	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ''279ھ''
شمائل ترمذی......	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ''279ھ''
صحیح ابن خزیمۃ......	امام ابوبکر محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ''311ھ''

دلائل النبوۃ لابی نُعَیم ...... امام أبونعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد الأصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ''336ھ''

معجم الصحابہ لابن القانع ...... علامہ عبدالباقی بن قانع بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''351ھ''

صحیح ابن حبان ...... امام ابوحاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ ''354ھ''

المعجم الکبیر للطبرانی ...... امام أبوالقاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''360ھ''

المعجم الاوسط للطبرانی ...... امام أبوالقاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''360ھ''

المعجم الکبیر للطبرانی ...... امام أبوالقاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''360ھ''

سنن الدارقطنی ...... امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ''385ھ''

المستدرک علی الصحیحین ...... امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، المتوفی ''405''ھ

الکشف والبیان لثعلبی ...... امام أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراہیم الثعلبی، ''427ھ''

کتاب الحاوی الکبیر ...... امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ ''450ھ''

سنن کبریٰ بیہقی ...... امام احمد بن الحسین بن علی بن موسی أبوبکر البیہقی، ''458ھ''

شعب الإیمان للبیہقی ...... امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی عمر رحمۃ اللہ علیہ ''458ھ''

دلائل النبوۃ للبیہقی ...... امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی عمر رحمۃ اللہ علیہ ''458ھ''

سنن صغری للبیہقی ...... امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی عمر رحمۃ اللہ علیہ ''458ھ''

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ...... امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ المعروف با بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ ''463ھ''

شرح السنۃ للبغوی ...... علامہ ابوحسین بن مسعود بن محمد البغوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ''516ھ''

الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ...... امام قاضی أبوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''544ھ''

الوفاء بتعریف فضائل المصطفی ﷺ ...... امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ''597ھ''

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ...... امام ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ ''630ھ''

مشکوۃ المصابیح...... امام محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمۃ اللہ علیہ ''742ھ''

تفسیر البحر المحیط ...... امام أبو حیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیّان ''745ھ''

شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام...... امام تقی الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ''756ھ''

مجمع الزوائد...... امام حافظ نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ''807ھ''

فتح الباری...... امام حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''852ھ

جواھر الحسان فی تفسیر القران ثعالبی...... امام ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف رحمۃ اللہ علیہ ''876ھ''

جامع الاحادیث...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

الجامع الکبیر...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

خصائص کبری...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

مسالک الحنفاء...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

الاسراء والمعراج للسیوطی...... امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

خلاصۃ الوفابأ خبار دار المصطفی ...... امام علی بن عبداللہ بن أحمد الحسنی السمہودی رحمۃ اللہ علیہ ''911ھ''

مواہب لدنیہ...... امام أحمد بن محمد بن أبی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ''923ھ''

سبل الھدی والرشاد...... امام علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ ''942ھ''

فتاویٰ الرملی...... امام شہاب الدین احمد بن حمزہ الرملی رحمۃ اللہ علیہ ''957ھ''

تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس ...... امام حسین بن محمد بن الحسن الدِّیاربَکْری ''966ھ''

کنز العمال...... امام علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی رحمۃ اللہ علیہ ''975ھ''

مرقاۃ المفاتیح...... امام نور الدین بن سلطان محمد المعروف بملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''1014ھ''

مدارج النبوۃ...... امام شاہ عبدالحق محدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ ''1052ھ''

معارج النبوۃ ...... ﷽ علامہ ملا معین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ السیرۃ الحلبیۃ (إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون) امام علی بن برہان الدین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ ''1088ھ''

شرح مواہب لدنیہ للزرقانی ...... امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی مصری رحمۃ اللہ علیہ ''1122ھ''

التفسیر المظہری ...... امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ''1225ھ''

عصیدۃ الشہدۃ، شرح قصیدۃ البردۃ امام علامۃ عمر بن احمد الخرپوتی رحمۃ اللہ علیہ ''1299ھ''

مقاصد الاسلام ...... شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ''1336ھ''

زجاجۃ المصابیح ...... عارف باللہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ ''1384ھ''

معراج نامہ ...... عارف باللہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ ''1384ھ''

میلادنامہ ...... عارف باللہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ ''1384ھ''

منتھی السؤل الی شمائل الرسول ﷺ ...... امام عبداللہ بن سعید بن محمد عبادی رحمۃ اللہ علیہ ''1410ھ''

موسوعۃ فقھیۃ کویتیۃ ...... وزارۃ الأوقاف والشؤن الإسلامیۃ، الکویت ''سنہ طباعت 1427ھ''

☆☆☆☆

نعتیہ کلام

شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی نقشبندی قادری چشتی سہروردی صابری

بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان

الغرض یہ حمد ہے اور نعتِ محبوبِ خدا　　لب پہ ہو صلِ علیٰ اور قلب میں جل و علا

ہو زباں پر نام احمد کا احد دل میں چھپا　　چاہئے اب ہوں سراپا چشم و گوش اہل صفا

جلوۂ نور خدا از خود عیاں ہونے کو ہے

راز جو مخفی تھا خود صرف بیاں ہونے کو ہے

یعنی جب خالق نے چاہا غیب کا اظہار ہو　　اور عبودیت کا ساری خلق میں اقرار ہو

فیض بخش کُن فکاں گنجینۂ اسرار ہو　　کنج تاریک عدم جولانگہ انوار ہو

نور سے اپنے کیا اک نور پیدا بے مثال

اور محمد اس کا رکھا نام حمداً لایزال

اولیں و آخریں کا علم گو موجود تھا　　پر بحسبِ مصلحت کرتے تجاہل بارہا

تھی غرض تعلیم گو کرتے تھے شوریٰ ظاہرا　　حق نے لما یعلمِ اللہ گر کہا تو کیا ہوا

حوصلہ چاہئے عالی چشم پوشی کے لئے

چاہئے ہو شرحِ صدر ایسی خموشی کے لئے

جتنے تھے اصحاب سب یہ جانتے تھے بالیقیں　　کہ ہیں واقف موت سے ہر یک بشر کی شاہ دیں

بلکہ تاخیر اجل چاہیں تو کچھ دقّت نہیں　　جس کی جو مرنے کی جا ٹھہراتے وہ مرتا وہیں

اہلِ خلد و نار کا رکھا تھا دفتر ہاتھ میں

گویا تھا ہر شخص کا نقشِ مقدر ہاتھ میں

دست کی توصیف میں ہیہات قاصر ہے زباں کیوں کہ دستِ عقل خود پہنچا نہیں اب تک وہاں
کل خزانوں کی انہیں ہاتھوں میں ہیں سب کنجیاں اور انہیں ہاتھوں سے ہوگی فتح ابوابِ جناں

ہو تصرف کیوں نہ پھر اس ہاتھ کا اکوان میں
جس کو خالق نے یداللہ کہدیا قرآن میں

تھا نظر سے شاہ دیں کے قدرتِ حق کا ظہور یعنی تھا پیشِ نظر یک طَور پر نزدیک ودُور
دیکھتے تھے مقتدیوں کے خواطر کو حضور ایکساں تھی چشمِ نورانی کو تاریکی و نور

دیکھتے تھے واقعے روزِ قیامت کے عیاں
جس طرح ہیں دائماً احوال امت کے عیاں

حضرت موسیٰ نے جب دیکھی تجلی طور پر گو نہ دیکھا حق کو تُس پر بڑھ گئی ایسی نظر
کہ شبِ یلدا میں دس فرسخ پہ چیونٹی ہو اگر دیکھ لیتے طور کی رویت کا تھا یہ کچھ اثر

پھر جو خود اللہ کو دیکھا شہِ دیں نے دوبار
کونسی شئے ہے جو حضرت پر نہ ہوتی آشکار

● ● ●